شریعتِ محمدی کے ہزار مسائل

شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ارکانِ خمسہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عقائد، معاملات اور مختلف موضوعات پر نئے اور جدید ایک ہزار مسائل کے جوابات کا منفرد و نایاب مجموعہ۔

مؤلف

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی





﴾نماز کے فرائض﴿

﴿انتساب﴾

میں اس کتاب کو ان ہستیوں کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جن کے مسلمانوں پر کروڑوں احسانات ہیں جن کے فیضِ علم سے لاتعداد مسلمان آج بھی فیضیاب ہورہے ہیں میری مُراد سراج الامہ، شہنشاہِ وقت، امام اعظم، سیدی ومرشدی، آقا ومولیٰ، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

خاکپائے ائمہ اربعہ

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

"اپیل"

یہ مسائل مستند کتب سے لئے گئے ہیں اور مکمل کوشش کی گئی ہے کہ کسی مسئلہ میں غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کسی مسئلہ میں غلطی ہوگئی ہو تو مؤلف محمد شہزاد قادری ترابی کو مطلع کریں۔

پتہ:...... مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

مکتبہ فیضانِ اشرف نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

مقدمہ

از: رئیس التحریر حضرت **علامہ ارشد القادری** صاحب علیہ الرحمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرحیم

الحمدلولیہ والصلاۃ علی نبیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وحزبہ اجمعین

یہ کتاب چونکہ فقہ کے موضوع پر ہے اس لئے فقہ کی تعریف، فقہ کی ضرورت، فقہ کی تاریخ، فقہ کے اصول اور فقہی مآخذ پر قارئین کرام ذیل میں میری مختصر معروضات ملاحظہ فرمائیں۔ اور میرے لئے برکت وخیر کی دعا فرمائیں۔

﴿فقہ کی تعریف﴾

لغت میں فقہ کے معنی ہیں الشق والفتح یعنی شق کرنا اور کھولنا۔ اسی بنیاد پر زمخشری نے فقیہ کی تعریف یہ کی ہے۔

الفقیه العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقها

فقیہ وہ عالم دین ہے جو شریعت کے احکام کو کھولتا ہے اور ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے

شرح مسلم الثبوت میں فقہ کی تعریف یہ کی گئی ہے **الفقه حکمة شرعیة فرعیة**۔ یعنی فقہ اس حکمت شرعیہ کا نام ہے جس کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے:

عام فقہاء سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے۔

العلم بالاحکام الشرعیة احکام شرعیہ کو معلوم کرنا ان کے تفصیلی **عن ادلتها التفصیلیة** (توضیح) دلائل کے ذریعہ۔

صاحب مسلم الثبوت کی صراحت کے مطابق عہد قدیم میں علم فقہ کا اطلاق وسیع مفہوم میں ہوتا

تھا۔ یعنی اس کے دائرۂ بحث میں علم شریعت کے علاوہ علم الٰہیات اور علم طریقت کے مسائل بھی شامل تھے۔

موصوف کے الفاظ یہ ہیں

ان الفقه فی الزمان القدیم کان مُتنا ولالعلم الحقیقة وهی الالهیات من مباحث الذات والصفات وعلم الطریقة وهی مباحث المنجیات والمهلکات وعلم الشریعة الظاهرة. (مسلّم الثبوت)

علم فقہ زمانہ قدیم میں شامل تھا علم حقیقت کو بھی جسے علم الٰہیات بھی کہتے ہیں اور جس میں خدا کی ذات وصفات سے بحث ہوتی ہے۔ اور شامل تھا علم طریقت کو بھی جس میں نجات دینے والے اور ہلاک کرنے والے امور سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم شریعت ظاہر کو بھی جس میں احکام سے بحث ہوتی ہے۔

جس عہد میں فقہ کے مباحث کا دائرہ اتنا وسیع تھا اس وقت فقہ کی تعریف یہ کی جاتی تھی۔

الفقه معرفة النفس مالها وماعلیها انسان کے فرائض وحقوق اور منافع ومضار کو جاننا علم فقہ کہلاتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کا نام فقہ اکبر غالباً اسی اصطلاح کے نتیجے میں ہے۔

ایک عرصہ دراز تک علم فقہ کا اطلاق اسی مفہوم میں ہوتا رہا لیکن اسلامی فتوحات کے نتیجے میں جب دنیا کی مختلف اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات قائم ہوئے تو علوم وفنون کے تبادلے کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس دور میں یونانی فلسفہ کے اثرات بھی دینی مباحث میں داخل ہوگئے اور جب وقت کے تقاضے کے مطابق عقائد وایمانیات کو عقلی دلائل سے مسلّح کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی تو عقائد کے مباحث نے "علم کلام" کے نام سے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرلی اس کے بعد فقہ کا مفہوم "علم شریعت ظاہر" میں محدود ہوگیا۔

لیکن حجۃ الاسلام سیّدنا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گراں قدر تصنیف احیاء العلوم میں

ایک فقیہ کے جو اوصاف بیان کیے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہزار انفرادیت کے باوجود فقہ پر علمِ طریقت کو اثر انداز رہنا چاہیے ایک فقیہ کے اوصاف کے سلسلے میں امام غزالی کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے۔

فقیہ وہ ہے جو دنیا سے دل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے۔ دنیا میں کامل بصیرت رکھتا ہو۔ طاعات پر مداومت اپنی عادت بنالے۔ کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے مسلمانوں کا اجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیش نظر ہو مال کی طمع نہ رکھے۔ آفات نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو۔ عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو۔ راہ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف ہو دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ سفر وحضر اور جلوت وخلوت میں ہر وقت دل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہو (احیاء العلوم جلد اول)

﴿فقہ کی بُنیاد قرآن میں﴾

فقہ کا فن عقلی علوم وفنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اس کی بنیادیں موجود ہیں۔ قرآن کے ساتھ علم فقہ کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔ ویسے تو جگہ جگہ قرآن میں تدبر، تفکر، تعقل اور شعور وادراک کی دعوت عام ہے لیکن ایک آیت کریمہ میں قرآن نے نہایت صراحت کے ساتھ اہل ایمان کو تفقہ کی دعوت دی ہے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ. (پ ۱۱ ع ۴)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تا کہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

واضح رہے کہ جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے اسی کا نام علم فقہ ہے کیونکہ فقہ ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بے شمار علوم وفنون سے ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق قرآن کی اس آیت کریمہ میں بھی فقہ کی بنیاد ہمیں ملتی ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا. (پ ۳ ع ۵) جو حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر سے

مالا مال ہوا۔

﴿احدیث میں فقہ کی بنیاد﴾

حضور اکرم سیّد عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقّھہ فی الدین (رواہ البخاری) اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری حدیث مشکوٰۃ المصابیح کتابُ العلم میں ہے کہ ایک موقع پر حضور پُر نور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ان رجالا یاتونکم من الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوابھم خیرا (کتابُ العلم. مشکوٰۃ المصابیح)

زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تا کہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ جب وہ تم سے ملیں تو تم انہیں خیر کی وصیّت کرنا۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ غیب کی خبر بھی ہے اور علم فقہ کی شرعی اہمیت کا اظہار بھی۔ فقہ کا علم سیکھنے کے لئے دنیا کے کونے کونے سے صحابۂ کرام کے گرد تاریخ کے آئینے میں پَروانوں کی جو بھیڑ ہم دیکھتے ہیں وہ حضور انور ﷺ اخبار بالغیب ہی کی واقعاتی تصویر ہے۔

﴿فقہ کی ضرورت﴾

ویسے تو قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص ہی اس امر کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں کہ مسلمانوں کو فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی تو دین میں تفقہ حاصل کرنے کی دعوت کیوں دی جاتی لیکن چونکہ ایک طبقہ شدّت کے ساتھ فقہ کی ضرورت کا منکر ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو واضح کردوں۔

منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور احادیث خدا کے پیغمبر ﷺ کے فرمودات کا

مجموعہ۔ قرآنی احکام میں جو اجمال ہے اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں۔ جہاں تک شریعت کے احکام سے باخبر ہونے کا تعلق ہے تو اس کے لئے قرآن وحدیث کے بعد اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

فقہ چند انسانوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ بندہ اور اُمّتی ہونے کی حیثیت سے ہم صرف خدا اور رسول کے احکام کے پابند ہیں۔ اپنی ہی طرح اُمت کے چند افراد کی اطاعت ہمارے اوپر قطعاً مسلط نہیں کی جاسکتی شارع کی حیثیت سے بندوں پر یا تو خدا کا قول نافذ ہوسکتا ہے یا رسُول کا امت کے چند افراد کے لئے تشریعی منصب تسلیم کرنا اسلام کا نہیں شرک کا تقاضہ ہے۔

اس استدلال کے جواب میں سب سے پہلے ہم اس خیال فاسِد کی تردید ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ ورسول کے علاوہ کسی اور کی اطاعت اسلام میں شرک ہے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف وصریح فرمان موجود ہے۔ یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوالرّسُول واولی الامرمنکم یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسُول کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ (پ ۵ ع ۵) اولوالامر سے مُراد خلفائے اسلام ہوں یا علمائے امت۔ دونوں طبقے میں سے کوئی بھی نہ خدائی کا منصب رکھتا ہے اور نہ رسالت ونبوّت کا۔ لیکن اس کے باوجود از روئے فرمان خداوندی ان کے حُکم ہمارے لئے واجب الاطاعت ہیں۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس عقیدے کی تردید کرتی ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی اطاعت ہمارے ہی طرح چند انسانوں کے اقوال کی اطاعت ہے۔ اولوالامر ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت بعینہٖ اللہ کی اطاعت ہے کہ اللہ ہی کے حکم سے ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس طرح آیت کریمہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵ ع) میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اپنے رسُول کو اپنا نائب اکبر اور مطاع الکل بنا کر بھیجا ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ زندگی کے بیشمار احوال وظروف میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن وحدیث کے علاوہ بھی کسی اور چیز کی ضرورت ہے یا نہیں تو اس سلسلے میں ایک بنیادی نکتہ

ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ مصدر احکام اور منبع قانون ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث ہی اصل ہیں۔ قانون وضع کرنے کا حق صرف اللہ و رسول کا ہے۔ ائمہ مجتہدین کو ہم شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ قانون کے شارح کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ فقہ ان مسائل و جزئیات کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شخصی زندگی میں پیش آتے ہیں اور جنہیں ائمہ مجتہدین نے قرآن وحدیث کے اصول وکلّیات سے اخذ کیا ہے۔

اُمّت پر ائمہ مجتہدین کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہیں نے صحابہ کرام کے فقہی احکام قضایا اور روزمرّہ پیش آنے والے مسائل ہیں ان کے اجتہادات کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ طریقہ اخذ کیا کہ نئے نئے حوادث میں قرآن وحدیث کے اصُول وکلّیات سے احکام کا استخراج کس طرح کیا جاتا ہے۔ کون سا لفظ کتنے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن کے نصوص سے مفہوم اخذ کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ زمان ومکان، احوال وظروف اور اشخاص وطبائع کے اختلاف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے، کیوں پڑتا ہے اور کب پڑتا ہے۔ تعبیرات اور انداز بیان سے حکم کی نوعیت معلوم کرنے کا ضابطہ کیا ہے اسناد ورجال کے اعتبار سے حدیث کی قوّت وضعف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے اور کس نوعیّت کے احکام کس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

اس طرح کے بیشمار اصول وضوابط ائمہ مجتہدین نے سالہا سال کی عرق ریزی، غور وفکر اور چھان بین کے بعد مرتب فرمائے جو اصول فقہ کے نام سے ایک مستقل فن کی صورت میں آج بھی ہماری درسگاہوں میں داخلِ درسیات ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ فقہ اور اصول فقہ ان دونوں فن کی کتابیں منکرین کے مدرسوں میں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

ایک دلچسپ مکالمہ

ایک غیر مقلد صاحب جو اپنے کسی مدرسے کے صدر مدرس تھے۔ ایک موقع پر ان سے بات چیت کے دوران میں نے دریافت کیا کہ جب آپ لوگ فقہ اور اصولِ فقہ کو مانتے ہی نہیں ہیں تو اپنے مدرسوں میں پڑھاتے کیوں ہیں؟ انہوں نے نہایت صفائی سے کہا کہ اصولِ فقہ کے بغیر قرآن وحدیث

کے مطلب کا سمجھنا تو بڑی بات ہے صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور فقہ اسلئے ہم پڑھاتے ہیں کہ وہ اصول فقہ کے کارخانے کے ڈھلے ہوئے مال ہیں جنھیں دیکھنے کے بعد صحیح اندازہ لگتا ہے کہ مال کس طرح ڈھالا جاتا ہے۔ میں نے کہا سچ سچ بتائیں کیا آج کے علماء اس سے بہتر مال ڈھال سکتے ہیں؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انھوں نے اعتراف کیا کہ بہتر تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے۔ میں نے کہا کہ جب بہتر بھی نہیں ڈھال سکتے اور اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے تو پہلے کے ڈھلے ہوئے مال کے قبول نہ کرنے کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ حضرات اپنے عوام سے امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے بجائے اپنی تقلید کرانا چاہتے ہیں۔ پیشوائی کی ہوس میں آپ حضرات نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ امام بخاری جیسے نقاد، بالغ نظر اور مجتہد فی الحدیث امام جنھیں اسانید ورجال کی پوری تفصیلات کے ساتھ لاکھوں حدیثیں یاد تھیں وہ تو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید سے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھ سکے اور آپ حضرات بخاری شریف کو صرف الماریوں میں رکھ کر مجتہد بن گئے؟

آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

فقہ کی ضرورت کے سلسلے میں بحث کا یہ گوشہ بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ قرآن حکیم میں چونکہ احکام کے صرف اصول وکلّیات ہیں اس لئے قرآنی احکام کی تفصیل وتشریح کیلئے ہمیں احادیث کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن احادیث کے بارے میں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ فرائض واحکام کی تعمیل کے سلسلے میں ایک ایک فرد کو جو احوال و واقعات پیش آتے ہیں ان ساری تفصیلات کیلئے ان میں صریح احکام موجود ہیں شریعت محمدی قیامت تک تمام مسلمانوں پر نافذ ہے۔ اسلئے زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور زندگی کے مختلف ظروف واحوال میں انھیں شریعت کی طرف سے واضح ہدایت چاہئے۔ یہیں سے شخصی زندگی کے ان مسائل میں جن کے متعلق کتاب وسنت میں صریح ومنصوص احکام موجود نہیں ہیں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس طرح کے حالات میں اجتہاد کا حق علمائے امت کو خود رسول محترم ﷺ نے عطا کیا ہے۔ اور قرآن بھی مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ زندگی میں پیش آنے والے

مسائل سے تم واقف نہیں ہو واقف کاروں سے پوچھو پارہ ۱۷ رکوع اول میں ہے **فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.**

ظاہر ہے کہ پوچھنا عمل ہی کیلئے ہے۔ اس لئے یہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ از روئے قرآن بتانے والوں کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ پوچھنا لغو ہو جائے گا۔ اور بغیر عمل کے یا تو آدمی اپنی خواہش کی پیروی کریگا یا بے عمل رہے گا۔

جب کتاب وسنت سے اجتہاد کی ضرورت اور اس کا جواز ثابت ہوگیا تو اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اجتہادی مسائل کے مجموعہ کا نام ہی فقہ ہے۔

فقہ کی تاریخ

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ کا فن ائمہ مجتہدین کے دور کی پیداوار ہے۔ یہ صریح غلطی ہے۔ احادیث وسیر اور اسلامی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فقہ کی بنیاد رسول اکرم ﷺ کے عہد میمون میں پڑ چکی تھی۔ اس طرح ہم فقہ کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا دور

فقہ کا پہلا دور ظہور نبوت سے لے کر ۱۱ھ تک ہے جسے ہم عہد رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عہد مبارک میں چونکہ حضور انور ﷺ کی ذات گرامی منبع احکام اور شارع اسلام ہونے کی حیثیت سے صحابہ کے درمیان موجود تھی اس لئے اپنی شخصی زندگی میں جب بھی انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے۔ انہیں حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ البتہ جب حضور اقدس ﷺ کسی کو عامل بنا کر باہر بھیجتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی تھی کہ ارباب حل وعقد کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آجائے اور حکم دریافت کرنے کے لئے پیغمبر بھی سامنے موجود نہ ہوں اور قرآن وسنت سے بھی کوئی صریح ہدایت

نہ ملتی ہوتو ایسی حالت میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لئے انہیں اجتہاد سے کام لینا چاہئے ،اسی طرح کے واقعات سے ہمیں عہد رسالت میں فقہ اسلامی کی بنیاد دستیاب ہوتی ہے علاوہ ازیں نئے نئے مسائل میں خود حضور پرنور ﷺ کے احکامات وارشادات سے بھی شریعت کا مزاج سمجھ میں آتا ہے کہ کن حالات میں شریعت کیا چاہتی ہے۔

﴿دوسرا دور﴾

فقہ اسلامی کا دوسرا دور کبار صحابہ کا عہد مبارک ہے جو ۱۰ھ کے بعد سے شروع ہوکر ۴۱ھ پر ختم ہوجاتا ہے۔اسے ہم فقہ صحابہ کا دور کہتے ہیں۔اس دور کے مشہور فقہاء یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ،حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

﴿تیسرا دور﴾

فقہ اسلامی کا تیسرا دور صغار صحابہ اور کبار تابعین کا ہے۔ یہ دور ۴۱ھ کے بعد سے شروع ہوکر دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے۔یہی وہ مبارک دور ہے جبکہ اسلامی اقتدار کا سورج خط نصف النہار پر چمک رہا تھا۔شرق وغرب اور جنوب وشمال میں دور دور تک اسلام کی بادشاہت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے امت کے اصحاب علم وفضل اسلامی مفتوحات کی وسعتوں میں ہر طرف گروہ در گروہ پھیل گئے۔ چنانچہ اس دور کے مشہور فقہاء کے اسمائے گرامی پڑھنے کے بعد آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ علمی اور فقہی شخصیتوں کے مراکز کم وبیش سارے اسلامی بلاد میں قائم ہوگئے تھے جہاں سے دینی علوم اور فقہی مسائل کی تدوین واشاعت کا

سلسلہ ساری دنیا میں پھیل گیا تھا۔اب ذیل میں اس دور کے مشہور فقہائے اسلام کے اسمائے گرامی بقیہ بلاد ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فقہائے مدینہ﴾

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما،حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہما،حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

﴿فقہائے کوفہ﴾

حضرت علقمہ بن قیس نخعی،حضرت مسروق بن اجدع،حضرت عبیدہ بن عمر سلمانی،حضرت اسود بن یزید نخعی، حضرت شریح بن حارث کندی، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ماعز بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

﴿فقہائے بصرہ﴾

حضرت انس بن مالک انصاری،حضرت ابوالعالیہ،حضرت ابوالشعثاء جابر بن زید،حضرت محمد بن سیرین حضرت حسن بن ابوالحسن یسار اور حضرت قتادہ بن دعامہ رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿فقہائے شام﴾

حضرت عبداللہ بن غنم اشعری،حضرت ابوادریس خولانی،حضرت قبیصہ بن ذویب ،حضرت

مکحول بن ابومسلم،حضرت رجا بن حیات کندی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿فقہائے مصر﴾

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص،حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ اور حضرت یزید بن حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿فقہائے یمن﴾

حضرت طاؤس بن کیسان جندی،حضرت وہب بن منبہ اور حضرت یحییٰ بن کثیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿فقہِ اسلامی کا چوتھا دور﴾

فقہ اسلامی کا چوتھا دور دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے شروع ہوکر چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک پہنچ کر تمام ہوجاتا ہے۔

اس دور میں اسلامی فتوحات کی وسعت ، مختلف اقوام عالم کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاط ، زبانوں کے تبادلے ، دینی حلقوں میں یونانی علوم وفنون کی ترویج ، اقطار ارض میں اسلامی علوم کی نشر واشاعت اور مختلف تہذیبوں کے ساتھ اسلامی تمدن کے تسادق کی وجہ سے اسوقت کی دنیا ایک جہان نو میں تبدیل ہوگئی تھی اسلامی تاریخ یہی فرخندہ فال عہد ہے جب کے اساطین امت کو پورے اقطار ارض میں زندگی کے نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔دین کی بقاء اور کتاب وسنت کے تحفظ کے لئے نئی نئی ضرورتوں کا احساس ہوا۔فکر ونظر کے جوہر کھلے علم وادراک کے سینکڑوں دائرے حرکت میں آئے نئے نئے فنون کی بنیادیں رکھی گئیں ، تدوین حدیث کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچا۔مجتہدین امت کے بہت سارے حلقے وجود میں آئے اور سینکڑوں افراد اسلامی قوانین کی تدوین واستنباط کے کام میں شب وروز لگے رہے تب جاکر ہزاروں مجلّدات پر مشتمل اسلامی مسائل وقوانین کیا ایک عظیم الشان ذخیرہ اسلامی

تاریخ کو دستیاب ہوا جو قیامت تک کیلئے امت کی دینی ضروریات کا کفیل ہے۔اسی دور میں فقہ کے اصول مرتب ہوئے اور کتاب وسنت کے احکام کے لئے فرض، واجب، سنت، مستحب اور مندوب کی اصطلاح وضع ہوئیں۔

﴿اس دور کے مشاہیر فقہاء﴾

امام اعظم ابوحنیفہ، امام دار الہجرہ، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت سفیان بن سعید ثوری، حضرت شریک بن عبداللہ نخعی اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿امام اعظم ابوحنیفہ کے مشہور تلامذہ﴾

امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم انصاری، امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی، امام زفر بن ہذیل بن قیس کوفی اور امام حسن بن زیاد لولوی کوفی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿فقہ اسلامی کے مآخذ﴾

شرح مسلّم الثبوت میں مآخذ کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

هو علم بقو اعد يتو صل بها — اصول فقہ ایسے قواعد کے جاننے کو کہتے ہیں
الیٰ استنباط الا حکام الفهية — جن کے ذریعہ احکام فقہ کو ان کے دلائل سے
عن دلائلها — استنباط کیا جاتا ہے

اس تعریف سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ ماخذ اس سرچشمہ کا نام ہے کہاں سے فقہی احکام اخذ کئے جاتے ہیں۔ویسے حقیقی طور پر سارے احکام کا ماخذ قرآن مجید ہے۔قرآن ہی کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا کہ خدا کے احکام کی طرح اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت بھی ہم پر فرض ہے اس لحاظ سے احادیث کو بھی شرعی احکام کے ماخذ کی حیثیت سے تسلیم کرنا ضروری ہوا فقہی احکام کے باقی مآخذ کی شرعی حیثیت بھی کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔اصول اور فقہی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ

فقہی احکام کے بارہ ۱۲ مآخذ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱)قرآن مجید۔۲)حدیث۔۳)اجماع امت۔۴)قیاس۔۵)استحسان۔۶)استدلال۔
۷)استصلاح۔۸)مسلمہ اشخاص کی آراء۔۹)تعامل۔۱۰)عرف۔۱۱)ماقبل کی شریعت۔
۱۲)ملکی قانون۔

لیکن عام طور پر اصول فقہ کی کتابوں میں صرف چار مآخذ کا ذکر کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بعض مآخذ بعض میں داخل ہیں۔مثال کے طور پر قیاس کے عموم میں استحسان اور استصلاح وغیرہ داخل ہیں۔اجماع کے عموم میں تعامل اور عرف داخل ہے۔ماقبل کی شریعت قرآن یا احادیث کے عموم میں آتی ہے۔ملکی قانون تعامل کے ذیل میں شمار ہوسکتے ہیں۔مسلمہ اشخاص کی آراء اگر قیاس پر مبنی ہیں تو ان کا شمار قیاس میں ہوگا اور اگر سماع پر مبنی ہیں تو حدیث کے ذیل میں آئے گی۔استدلال بھی قیاس ہی کے زمرے کی چیز ہے۔اس طرح اصل مآخذ چار ہیں۔(۱) قرآن (۲) احادیث (۳) اجماع (۴) قیاس اب ان چاروں مآخذ پر ذیل میں الگ الگ مختصر نوٹ مُلاحظہ فرمائیں۔

﴿قرآن حکیم﴾

قرآن کریم سے کس طرح کے احکام اخذ کئے جاتے ہیں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علامہ شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گرانقدر تصنیف ''الموافقات'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

القران علیٰ اختصاره جامع ولا يكون جامعاالاوالمجموع فيه امور كليات لان الشريعة تمت بتمام نزوله لقوله تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم وانت تعلم ان الصلاة والزكاة والجهادو اشباه ذٰلک لم يبين جميع احكامها فى القران انما بينهما السنة وكذالک العاديات من الانكحة والعقود والقصاص والحدود وغيرها.

قرآن اپنے اختصار کے باوجود زندگی کے سارے مسائل کو حاوی اور سارے احکام کا جامع ہے اور جامع وہی ہوسکتا ہے جس میں امور کلّیات بیان کئے جائیں اس لئے کہ نزول قرآن کی تکمیل کے

بعد شریعت مکمل ہوگئی جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ آج تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا۔اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ نماز، زکوٰۃ، جہاد اور اس کے مثل دیگر عبادات کے سارے تفصیلی احکام قرآن میں نہیں بیان کئے گئے ہیں۔تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعے ہوتا ہے اسی طرح معاملات جیسے نکاح، بیع وشراء اور قصاص وحدود وغیرہ کے تفصیلی احکام بھی قرآن میں موجود نہیں ہیں (الموافقات ج ۳/۳۶۷)

اسی عبارت سے یہ امر اچھی طرح واضح ہوگیا کہ قرآن میں احکام کے اصول وکلیات ہیں ان کی تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعے ہوتا ہے قرآن سے احکام اخذ کرنے کے لئے جن علوم میں مہارت ضروری ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

لابد للفقيه ان يعلم ماهو ناسخ ومنسوخ وما هو مجمل ومفسر وما هو خاص وعام وماهو محكم ومتشابه (الموافقات)

ایک فقیہ کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کی کون سی آیت ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔کون سی آیت مجمل ہے اور کون سی آیت مفسر کون سا لفظ خاص ہے اور کون سا عام یونہی کونسی آیت محکم ہے اور کون سی متشابہ۔

اور فقیہ کے لئے اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ مامور بہ کس درجہ کا ہے؟ یعنی فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، مستحب ہے یا مندوب ہے؟ اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے منھی عنہ کس درجہ کا ہے؟ کفر ہے، حرام ہے، یا مکروہ ہے۔قرآن فہمی کے لئے شان نزول اور احکام کی علت وحکمت اور نزول قرآن کے وقت عرب کے معاشرے کی جو حالت تھی اس سے بھی باخبر ہُونا ضروری ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ آیات کی تفسیر میں مرفوع احادیث اور صحابہ کے اقوال ماثورہ کا علم بھی ضروری ہے۔

قرآن فہمی کے لئے ان علوم لازمہ کی تفصیلات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ صرف ترجمہ دیکھ کر قرآن کے صحیح مطالب تک پہنچنا ناممکن ہے۔

﴿سُنَّت﴾

سُنّت کے لغوی معنی ہیں ''مروجہ طریقہ'' اور اصلاحی معنٰی یہ ہیں السنة يطلق على قول الرسول وفعله وسكونه وعلىٰ اقوال الصحابة وافعالهم (نورالانوار)

حضور ﷺ کے اقوال وفعل اور سکوت کو سنّت کہا جاتا ہے اور صحابہ کے اقوال وافعال کے لئے بھی سنّت کا لفظ بولا جاتا ہے۔

﴿قرآن میں سنّت کی بنیاد﴾

مندرجہ ذیل آیتوں سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن کی طرح سنت بھی احکام کا ماخذ ہے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (پ۱۴ ع۱۲)

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا تا کہ تم لوگوں سے بیان کردو جوان کی طرف اترا۔ اور تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں۔

اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری تا کہ اللہ کے سکھانے کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

﴿سُنت کے بارے میں صحابۂ کرام کا مسلک﴾

اس سلسلے میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل نقل کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

كان ابو بكر اذاورد عليه حكم نظر فى كتاب الله فان وجدفيه ما يقضى به قضى به وان لم يجد فى كتاب الله نظر فى سنة رسول الله سئل الناس هل علمتم ان وجد فيها ما يقضى به قضى به فان اعباه ذلك رسول الله قضى فيه قضا فربماقام اليه القوم فضىٰ فيه بكذا بكذا (الموافقات جلد۴ المسئله الثالثه)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو وہ اس کا حکم کتابُ اللہ میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملتا تو

احادیث میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق حکم صادر فرماتے۔ اگر خود اپنی معلومات جواب دیدیتی تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ اس طرح کے مسئلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ آپ لوگوں کو معلوم ہو تو بتائیں۔ لوگ جیسا بتاتے اس کے مطابق عمل فرماتے۔

سنت سند مل جانے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوتے اور فرماتے

الحمدلله الذى جعل فينا من يحفظ على سُنن نبينا (حجة الله البالغه جلداول)

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے اندر ایسے لوگ موجود ہے جن کے سینے میں احادیث رسول محفوظ ہیں

اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا

سياتى قوم بجادلو نكم بشبهات القران فخذوه بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ للشعرانی)

تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی آیات متشابہات کے مطالب کے سلسلے میں تم سے جھگڑا کریں گے اس وقت تم حدیثوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا۔ اس لئے کہ حدیث سے جو لوگ باخبر ہیں وہی لوگ قرآن کو بہتر سمجھتے ہیں۔

﴿سُنّت کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا مسلک﴾

﴿امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں﴾

لولاالسنن مافهم احد منا القران (ميزان الشريعة)

حدیثوں کے بغیر قرآن کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

یہ قول بھی انہی کی طرف منسوب ہے

لم تزل الناس فى صلاح مادام فهم من يطلب العلم بالحديث فاذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا (ميزان الشريعه)

لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک علم کو حدیث کے ساتھ طلب کرتے رہیں گے۔ جب

حدیثوں کو چھوڑ دیں گے تو لوگوں میں فساد پیدا ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ان لفظوں میں نقل کیا گیا ہے۔

اجمع المسلمون على من استبان له سنة عن رسول لم يحل له ان يدعه بقول احد (اعلام الموقعين جلد۲)

اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ کسی کو نبی پاک ﷺ کی حدیث مل جائے تو اسے جائز نہیں کہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول پر عمل کرے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

ماوافق الكتاب والسنة فخذوه وكل مالم يوافقه والسنة فازكوة (جامع اہل العلم)

جو بات کتاب وسنت کے موافق ہوا سے چھوڑ دے (جامع اہل العلم)

اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے

من رد حدیث رسول ﷺ فهو على شفا هلكة ۔ جس نے رسول کریم ﷺ کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گیا۔ (کتاب المناقب لابن الجوزی)

﴿سنت کے افادات﴾

آیات قرآنی کے مفاہیم ومعانی کے تعین اور احکام کے استنباط میں احادیث کریمہ کا خلاصہ یہ ہے

۱) مجمل احکام کی تفصیل
۲) مطلق حکم کی تقلید
۳) مبہم معانی کی توضیح وتفسیر

احادیث کے ذریعے آیات قرآنی کی تفسیر کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

الف) لم يلبسوا ايمانهم بظلم (پ۷ ع۱۵) میں ظلم کی تفسیر شرک کے ساتھ کی گئی ہے

(ب) حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود (پ۲ ع۷) میں خیط ابیض یعنی سفید ڈورے کی تفسیر دن کی سفیدی اور خیط اسود یعنی سیاہ ڈورے کی تفسیر رات کے ساتھ کی گئی ہے۔ اگر حدیث رہنمائی نہ کرتی تو خیط اسود سے قرآن کی کیا مراد کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(ج) الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ (پ۱۳ ع۱۶) میں شجر طیب کی تفسیر حدیث میں کھجور کے درخت سے کی گئی ہے اگر حدیث معاونت نہ کرتی تو شجر طیب سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(د) للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (پ۱۳ ع۸) میں زیادت کی تفسیر حدیث میں دیدار الٰہی سے کی گئی ہے اگر حدیث نے عقدہ کشائی نہ کی ہوتی تو زیادت سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا

(ہ) قرآن میں۔ ادبار النجوم اور ادبار السجود کے الفاظ آئے ہیں حدیث میں کہا گیا ہے ادبار النجوم سے قبل فجر کی دو رکعتیں اور ادبار السجود سے بعد مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں

(و) حدیث میں۔ ویسبح الرعد بحمدہ (۱۳ ع۸) کی تفسیر میں بتایا گیا ہے رعد سے مراد ایک فرشتہ ہے جو ابر پر مقرر کیا گیا ہے وہ خدا کی تسبیح وتمجید کرتا ہے

اتباع صحابہ پر قرآن سے استدلال

رسول پاک ﷺ کی اتباع کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کا اتباع بھی مسلمانوں کے لیئے ضروری ہے۔ اتباع صحابہ کے سلسلے میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

والسابقون الاولون من المھا جرین والانصار والذین اتبعو ھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہo واعدلھم جنّت تجری تحتھا الانھارخلدین فیھا ابدا o ذالک الفوز العظیمo (پ۱۱ ع۲) اور سب اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جنھوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے ایسے باغ تیار رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

وجوہ اتباع پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب توضیح وتلویح ارشاد فرماتے ہیں

لان اکثرا اقوا لھم مسموع بحضرۃ الرسالۃ فرا بھم اصوب لانھم شاھد وامواردالنصوص اس لئے کہ ان کے اکثر اقوال حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے ہیں اس لئے ان کی رائے اصوب ہے اور اس لئے بھی کہ انھوں نے آیات قرآنی کے محل نزول کا مشاہدہ کیا ہے۔

قرآن کریم کے بعد احکام شریعت کا دوسرا سرچشمہ سنت ہے اس کا ایک اجمالی تعارف پچھلے اوراق میں آپ کی نظر سے گزر چکا۔ اب احکام کے تیسرے سرچشمہ اجماع پر ذیل میں مختصر نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع

لغت میں اجماع کے معنی ہیں۔ عزم واتفاق۔ چنانچہ قرآن کی اس آیت کریمہ میں یہی معنی مراد ہیں۔ فاجمعوا آمرکم وشرکآئکم (۱۱ع۱۳) لیکن اجماع کے اصطلاحی معنی جو اصول فقہ کی عام کتابوں میں شائع ہیں یہ ہیں۔ ھو اااتفاق اھل الحل والعقدمن امۃ محمد ﷺ علی امر من المور اجماع کہتے ہیں امت محمدی ﷺ کے اصحاب حل وعقد کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانے کو۔

کتاب وسنت کے بعد اجماع کی ضرورت کیوں پیش آئی اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے صاحب تلویح ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا شک ان الاحکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبۃ الی الحوادث قلیلۃ غایۃ القلۃ فلو لم یعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامھامھملۃ لایکون الدین کا ملا فلا بد من ان یکون للمجتھدین ولا یۃ استنباط احکامھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکام جو وحی صریح سے ثابت ہیں وہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے مقابلے میں بہت کم ہیں اگر وحی صریح کے ذریعہ ان مسائل کے احکام معلوم نہ کئے جائیں تو ان کا احتمال لازم آجائے گا اور دین میں نقصان پیدا ہوگا اس لئے ضرورت ہے کہ مجتہدین کو ان

مسائل کے احکام کے استنباط کا حق دیا جائے گا۔

قرآن میں اجماع کی بنیاد

اب ذیل میں وہ آیتیں ملاحظ فرمائیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع اُمّت کو بھی دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہے اور حرمت ووجوب اور حسن وقبیح کے احکام اس سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم (پ۵ع۵) اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔

(۲) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم (پ۵ ع۱۴)

اور جو رسول کے خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا دوسری راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور معاملات میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

توضیحات

پہلی آیت میں اولی الامر سے مراد علمائے امت ہوں یا اصحاب حل وعقد۔ بہر حال ان کا فیصلہ مسلمانوں کے لئے واجب الاطاعت ہے۔ قرآن کی رو سے ان کی اطاعت کا وجوب ہی اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے کہ احکامِ شریعت میں امت کے ارباب حل وعقد کا اجماعی فیصلہ بھی مؤثر ہے۔

دوسری آیت میں سبیل المؤمنین سے مراد امت کا تعامل ہے اور یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ امت کا تعامل بھی عملاً اجماع ہی کی ایک شکل ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے لئے امت کے تعامل کی پیروی اس درجہ ضروری ہے کہ انحراف کی صورت میں عذاب جہنم کی

وعید بھی ہے اور ضلالت عمل کی توثیق بھی۔

تیسری اور چوتھی آیتوں میں امت کے ارباب حل وعقد سے مشورہ کا حکم دیا گیا اور باہمی مشاورت کو ایک دستور العمل کی حیثیت سے اسلامی نظام حیات میں داخل کردیا گیا ہے اگر امت کے ارباب حل وعقد کی رائے کسی امر کے فیصلے میں مؤثر نہ ہوئی تو مشاورت کا حکم ہی کیوں دیا جاتا۔

نتیجے کے طور پر مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اجماع امت بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے اسلام میں واجب التسلیم ہے۔

﴿اجماع اُمّت حدیث کی روشنی میں﴾

اجماع اُمّت کا دلیل شرعی کی حیثیت سے قبول ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے۔ ذیل میں پیغمبر اعظم ﷺ کی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) لا تجتمع امتی علی الضلالة — میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی

(رواہ الترمذی) — (ترمذی)

اجماع امت کے سلسلے میں ایک شبہ وارد کیا جاسکتا ہے کہ امت کے ارباب حل وعقد اگر کسی گمراہی پر متفق ہوجائیں تو کیا اس اجماع کے ذریعہ اس گمراہی کو بھی سند جواز مل سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرما کر کہ میری امت گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوگی ہمیشہ کے لئے اس شبہ کا سد باب کردیا۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی اس غیبی قوت ادراک کا مظہر ہے جو خدائے قدیر وعلیم نے انھیں مستقبل کے احوال دریافت کرنے کے بارے میں عطا فرمائیں ہیں۔

(۲) ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند الله حسن. — جس چیز کو جمہور مسلمین اچھا سمجھیں وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث پاک کے ذریعہ حضور ﷺ نے اس نکتے کو واضح فرمادیا کہ جمہور مسلمین کا کسی چیز کو اچھا سمجھنے کی بنیاد پر اسلام میں وہ چیز صرف اس لئے اچھی سمجھی جاتی ہے کہ خدا کے نزدیک بھی اچھی

ہے۔

﴿اجماع کے سلسلے میں ایک ضروری وضاحت﴾

اجماع امت کے سلسلے وضاحت طلب ہے کہ کن لوگوں کے اجماع کو دلیل شرعی کی حیثیت سے قبول کیا جائے گا۔ حصول المامول کے مصنف اس سوال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا اعتبار بقول العوام فی الا جماع لا وفا قا ولا خلا فا عند الجمهور لانهم ليسوا من اهل النظر فی الشرعيات ولا يفهمون الحجة ولا يعقلون البرهان.

اجماع کے سلسلے میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ موافقت میں اور نہ مخالفت میں۔ اس لئے کہ شرعی مسائل میں انھیں کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ نہ حجت شرعی سے واقف ہیں اور نہ برہان کو سمجھتے ہیں۔

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کسی مسئلے پر ناخواندہ عوام کا اتفاق اجماع امت نہیں کہلائے گا اور نہ اسے دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اجماع کی یہ بنیادی شرط اگر نظر انداز کردی جائے تو بہت سی وہ ناجائز رسوم وبدعات جو ناخواندہ عوام میں مقبول ورائج ہیں اجماع مسلمین کے نام پر سند جواز حاصل کرلیں گی۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ تعامل مسلمین کو جو ایک شرعی حیثیت حاصل ہے اسے ناخواندہ عوام کا تعامل نہیں مراد ہے بلکہ مسلمانوں کا وہ تعامل مراد ہے جس پر امت کے ارباب حل وعقد نے اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہو۔

﴿قیاس﴾

قیاس کے لغوی معنی ہیں اندازہ کرنا۔ دو چیزوں میں مطابقت پیدا کرنا اور اصطلاح فقہ میں قیاس کے معنیٰ ہیں۔ علّت کو مدار بنا کر سابق نظائر کی روشنی میں نئے مسائل کا حل کرنا نور الانوار میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے **تقدير الفرع بالاصل فی الحكم والعلة** قیاس کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے **الحاق امر بامر فی الحكم الشرعی لاتحاد بينهما فی العلة.**

﴿قرآن حکیم میں قیاس کی بنیاد﴾

فقیہ کے چار اصولوں میں سے چوتھی اصل قیاس ہے۔ قیاس بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے مسلّمہ ائمہ اسلام ہے اور اس کی بنیادیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتیں قیاس کی مشروعیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہیں۔

۱) فَاعْتَبِرُوْ ا یآ اُولِی الْاَبْصَار (پ۲۸ع۴)

توضیح تلویح میں اعتبار کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں

معنى الاعتبار رد الشئی الی نظيره ای الحكم علی الشئی بما هو ثابت لنظيره

اعتبار کے معنی ہیں شئے کو اس کی نظیر کی طرف پھیر دینا یعنی کسی شئے پر وہی حکم لگانا جو اس کی نظیر کے لئے ثابت ہے۔

۲) فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْ قَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌلِّيَتَفَقَّهُوْ افِی الدِّيْنِ۔ (پ۱۱ع۴)

پس ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں تفقّہ حاصل کرتی۔

اس آیت کریمہ میں "تفقه فی الدين" کے لفظ سے قیاس کی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ کیونکہ دین میں تفقہ کے معنیٰ ہی غیر منصوص مسائل میں احکام کے استخراج واستنباط کے ہیں۔ اور یہ عمل قیاس کے بغیر انجام نہیں پاسکتا۔

﴿حدیث میں قیاس کی بُنیاد﴾

صحاح کی کتابوں میں یہ حدیث شائع وذائع ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی پاک ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو ان سے دریافت فرمایا

بمه تقضی قال بما فی كتاب الله قال فان لم تجد فی كتاب الله تعالى قال

اقضی بما قضی به رسول اللّٰه ﷺ قال فان لم تجد ما قضیٰ به رسُول اللّٰه قال اجتهدبر ائی قال علیه السلام الحمد للّٰه الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله

کس چیز سے تم لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو گے عرض کیا قرآن کریم سے۔فرمایا اگر قرآن میں حکم نہ ملے تو عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں میں اس کا حکم تلاش کروں گا اور اس کے مطابق فیصلہ کروں گا فرمایا اگر حدیث رسول ﷺ میں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا قیاس کے ذریعہ حکم کا استخراج کروں گا۔یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے اپنے رسول ﷺ کے فرستادہ کو اپنے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

(۲) اسی طرح کا سوال حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی فرمایا تھا جبکہ قاضی بنا کر انہیں یمن بھیج رہے تھے۔انھوں نے جواب میں عرض کیا تھا۔

اذا لم اجد الحکم فی السنة نقیس الامر بالامر فما کان اقرب الی الحق عملنا به فقال علیه السلام اصبتما۔ (منہاجُ الاصُول)

جب ہم کسی مسئلہ کا صریح حکم حدیث میں نہیں پائیں گے تو ایک امر کا قیاس دوسرے امر پر کریں گے تو ہماری نظر میں جو بات حق سے قریب تر ہوگی اس پر عمل کریں گے۔یہ جواب سن کر حضور ﷺ نے اس کی توثیق فرمائی۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ تو احکام کا مآخذ قرآن ہے۔اس کے بعد سنّت کا درجہ ہے۔قیاس کا مرحلہ بالکل آخری ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قیاس کے ذریعہ اجتہاد میں اپنی رائے کا دخل ضروری ہے۔اور یہ اسلام میں مذموم نہیں ہے ورنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر حضور ﷺ اس طرح اپنی خوشنودی کا اظہار نہ فرماتے یہیں سے ان لوگوں کا اعتراض باطل ہوگیا جو ائمہ احناف کو اصحاب رائے

کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں نہایت صراحت کے ساتھ قیاس کا ذکر ہے۔اور حضور نے اس کی توثیق فرما کر قیاس کو بھی دلیل شرعی کا مقام عطا فرمایا ہے۔

دُعا ہے کہ پروردگار عالم سُنّیِ حنفی مسلک پر ہمیں ہمیشہ قائم رکھے اور اس کی برکتوں سے دونوں جہاں میں سرخرو فرمائے۔آمین۔

ارشدؔ القادری

مہتمم جامعہ حضرتُ نظامُ الدّین اولیاء۔نئی دھلی نمبر۱۳

﴿عرضِ مؤلف﴾

نحمدہٗ ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

دین متین اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو دین اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے اس دنیائے فانی میں مبعوث فرمایا سرکارِ اعظم ﷺ نے پوری دیانت داری کے ساتھ مکمل دین پہنچایا یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا حق بھی ادا کردیا۔

سرکارِ اعظم ﷺ نے دین میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بتایا صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر دینی مسئلہ سرکارِ اعظم ﷺ سے دریافت کیا کرتے تھے، تابعین ہر دینی مسئلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت کیا کرتے تھے جوں جوں وقت گزرتا گیا مسائل بڑھتے گئے اس امت میں علم وحکمت کی شاہکار اور عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر لوگوں کے مسائل کا حل نکالا۔

انہی عظیم ہستیوں میں سب سے بڑا نام ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے پوری زندگی لوگوں کے مسائل کو حل کیا علوم کے دریا بہائے ایسے ایسے مسائل جن کا جواب دینے والا کوئی دوسرا نہ ہوتا تھا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان مسائل کو بھی حل فرمایا۔امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی رائے نہیں دیتے تھے بلکہ قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر غور وفکر کر کے اپنی رائے دیتے تھے۔یہ بات میں نہیں کہتا شبلی جیسا آزاد خیال مولوی بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جن مسائل کو حل کیا ان کی تعداد بارہ لاکھ سے زائد ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی صدقہ ہے کہ جن کی برکت سے ہمیں لاکھوں مسائل کا حل مل گیا یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فیض ہے کہ ہمیں عالمگیری جیسی معتبر کتاب ملی اس کے بعد درِ مختار ورد المحتار فتاویٰ ہندیہ، احکام شریعت، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت اور دیگر فقہی مسائل کا گلدستہ ہمیں میسر آیا یہ تمام پھول امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گلشن سے نکلے ہوئے ہیں جن کو پڑھ کر ہمیں مسائل کا حل نکالنا آسان ہوجاتا ہے۔

الحمد للہ! زیرِ نظر کتاب بھی فقہی مسائل کے حل پر مبنی ہے اس میں کم وبیش ایک ہزار مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے اس کتاب میں آسان زبان استعمال کی ہے تاکہ عوام اہلسنت با آسانی اس کا مطالعہ کر کے اس کو سمجھ سکیں۔ اس کتاب مں عالمگیری، درِ مختار ورد المحتار، فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت، احکام شریعت، قانون شریعت، فتاویٰ فیضِ رسول، وقار الفتاویٰ اور دیگر مستند کتب سے مسائل اخذ کر کے پیش کئے گئے ہیں۔ عوام اہلسنت اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ عوامِ اہلسنّت کو اس کتاب سے مکمل استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

ایڈیٹر ماہنامہ تحفظ کراچی

﴿اسلامی عقائد﴾

﴿عقائد متعلقہ ذات وصفاتِ الٰہی جل جلالہٗ﴾

﴿اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے﴾

القرآن: ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (سورۂ اخلاص)

﴿اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے﴾

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری اور عدم محال ہے اس کو یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہ خود اپنے آپ سے موجود ہے اور ازل سے ابد تک رہے گا یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کی تمام صفات اس کی ذات کی طرح ازلی وابدی ہیں۔

سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ومالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ جسے چاہے زندگی دے، جسے چاہے موت دے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت دے، وہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں، وہ جسے چاہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا، سب کچھ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

﴿ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے﴾

تمام خوبیاں اور کمالات اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ہر وہ بات کہ جس میں عیب یا نقص یا نقصان یا جس سے کسی دوسرے کا حاجت مند ہونا لازم آئے اللہ تعالیٰ کے لئے محال وناممکن ہے جیسے یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے'' (العیاذ باللہ) کیونکہ اس مقدس پاک، بے عیب ذات کو عیبی بتانا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا ہے خوب یاد رکھئے کہ ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے اور اللہ

تعالیٰ ہر محال سے پاک ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ جسم وزمان ومکان سے پاک ہے﴾

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اس کی شان کے مطابق ہیں، بے شک وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے، ارادہ کرتا ہے مگر وہ ہماری طرح دیکھنے کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان، کلام کے لئے زبان ارادے کے لئے ذہن کا محتاج نہیں کیونکہ یہ سب اجسام ہیں اور وہ اجسام سے پاک ہے نیز اس کا کلام آواز والفاظ سے بھی پاک ہے۔

قرآن وحدیث میں جہاں ایسے الفاظ آئے ہیں جو بظاہر جسم پر دلالت کرتے ہیں جیسے ید، وجھ، استواء وغیرہ ان کے ظاہری معنیٰ لینا گمراہی وبد مذہبی ہے۔ ایسے متشابہ الفاظ کی تاویل کی جاتی ہے کیونکہ ان کا ظاہری معنیٰ رب تعالیٰ کے حق میں محال ہے مثال کے طور پر ید کی تاویل قدرت سے، وجھ کی ذات سے اور استواء کی غلبہ وتوجہ سے کی جاتی ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ بلاضرورت تاویل کرنے کی بجائے ان کے حق ہونے پر یقین رکھے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ ید حق ہے، استواء حق ہے مگر اس کا ید مخلوق کا سا ید نہیں اور اس کا استواء مخلوق کا استواء نہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں حکمت ہے﴾

اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہوتی ہیں خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ اس کی مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا مگر وہ ہر نیک کام سے خوش ہوتا ہے اور برائی سے ناراض ہوتا ہے۔ بُرے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے۔ برا کام کر کے تقدیر یا مشیتِ الٰہی کی طرف منسوب کرنا بہت بری بات ہے اس لئے اچھے کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے اور بُرے کام کو شامتِ نفس سمجھنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے وعدہ ووعید تبدیل نہیں ہوتے، اس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا، مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور کفار کو اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا۔

﴿تقدیر کا بیان﴾

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عالم (جہان) میں ہونے والا تھا اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے ان تمام سے اللہ تعالیٰ پہلے ہی سے واقف ہے اور ان تمام کو پہلے ہی لکھ دیا گیا کسی کی قسمت میں بھلائی لکھی اور کسی کی قسمت میں برائی لکھی اس لکھ دینے نے بندے کو مجبور نہیں کر دیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا وہ بندہ کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا ویسا ہی اس نے لکھ دیا۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔

مسئلہ: تقدیر کے مسئلہ میں غور و فکر و بحث منع ہے بس اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ آدمی پتھر کی طرح بالکل مجبور نہیں ہے کہ اس کا ارادہ کچھ ہو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ نیک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اسی اختیار کی بناء پر نیکی بدی کی نسبت بندے کی طرف ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کو تو کہنا کیسا﴾

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کثرت کا شائبہ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں جن میں کثرت کا شائبہ ہو قرآن میں کسی نبی سے کوئی ایسی بات یا جملہ منقول نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ پر مشتمل ہو ہر جگہ واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے جو جمع کے صیغے استعمال کئے ہیں وہ اس لئے کہ متکلم خود اپنے لئے جب جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے تو اس سے مقصود مخاطب پر اپنی عظمت ظاہر کر کے فرمانبرداری کرنے پر مائل کرنا ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے ''تو'' کا صیغہ یعنی واحد استعمال کرنا چاہئے جب کہ تم کا صیغہ استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں کثرت کا شائبہ ہے اس سے بچا جائے۔ (ملخصاً از: وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

﴿عقائد متعلقہ نبوت و رسالت﴾

انبیاء کرام ظاہری بشری صورت میں آئے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نور کے پیکر ہیں مگر اس دنیا میں

ظاہری طور پر بشری لبادے میں تشریف لائے ہیں سب انبیاء کرام علیہم السلام مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ اور جو لوگ عورت کی نبوت کے قائل ہیں وہ اہلِ اسلام کے نزدیک گمراہ ہیں۔

﴿نورِ مصطفیٰ ﷺ﴾

القرآن: ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب۔

(سورہ مائدہ پارہ 6، آیت 15)

اس آیتِ مبارکہ سے سرکارِ اعظم ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔

﴿علمِ غیبِ رسول ﷺ﴾

القرآن: ترجمہ: یہ نبی ﷺ غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں۔ (پارہ 30، آیت 24)

اس آیت مبارکہ سے سرکارِ اعظم ﷺ کا علمِ غیب ثابت ہوا سرکارِ اعظم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے علمِ غیب پر آگاہ ہیں جن آیتوں میں یہ موجود ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہی سے غیب جانتا ہوں ذاتی طور پر کچھ نہیں جانتا میرا علم ذاتی نہیں ہے بلکہ عطائی ہے۔

﴿غیر اللہ کو لفظِ ''یا'' کے ساتھ پکارنا﴾

یا رسول اللہ ﷺ، یا علی رضی اللہ عنہ اور یا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے

القرآن: یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ o یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل o یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ان آیات میں سرکار ﷺ اور تمام مسلمانوں کو ''یا'' کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو لفظِ ''یا'' کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مددگار ہیں﴾

القرآن: ترجمہ: بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد

فرشتے مدد کرتے ہیں۔ (سورۂ تحریم پارہ 28، آیت 4)

القرآن: ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

(سورہ مائدہ پارہ 6 آیت 55 کا کچھ حصّہ)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد فرماتے ہیں ان کو مدد کے لئے پکارنا قرآن سے ثابت ہے۔

﴿وسیلہ پکڑنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے﴾

القرآن: ترجمہ: اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۂ مائدہ، پارہ 6، آیت 35)

اس آیت میں مسلمانوں کو وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اس آیت میں کسی کی قید نہیں لگائی گئی بلکہ مطلق فرمایا گیا ہے کہ وسیلہ تلاش کرو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا بینائی حاصل کرنا۔

تبرکاتِ انبیاء والے تابوت سے بنی اسرائیل کو فتح و نصرت ملنا۔ (سورہ بقرہ، آیت 148)

ان تمام دلائل سے وسیلہ جائز ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

﴿سرکارِ اعظم ﷺ پر نبوت ختم﴾

القرآن: ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی خاتم النبیین) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورہ احزاب آیت 40 پارہ 22)

مسئلہ: سرکارِ اعظم ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی اب نیا کوئی نبی نہیں آئے گا ختمِ نبوت کا انکار کفر ہے۔

عقیدہ: چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہٰذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o بے شک ہم نے قرآن اتارا اور بے شک ہم اس کے ضرور نگہبان ہیں لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا

یا بڑھا دیا یا بدل دیا قطعاً کافر ہے اس نے اس آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔ عقیدہ:۔ قرآن مجید کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ o اگر تم کو اس کتاب جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (ﷺ) پر اتاری کوئی شک ہو تو اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کرسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں توڑ کوششیں کیں مگر اس کے مثل ایک سطر نہ بنا سکے۔ مسئلہ:۔ اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتیں قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔

عقیدہ:۔ قرآن کریم کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی میں نہیں وہ سب حق ہیں اس میں اُمّت کے لئے آسانی یہ ہے کہ جس کے لئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قرات عاصم بروایت حفص کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمہ کفر ہوگا

عقیدہ:۔ قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے یونہی قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لئے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لئے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتاً دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہو جانا بتایا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے احکام الٰہیہ سب حق ہیں

وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

عقیدہ: قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اس کے معنیٰ کی کنکاش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: وحی اور نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہے اور وحی شیطانی کہ القامن جانب شیطان ہو یہ کاہن ساحر اور دیگر کفار و فساق کے لئے ہوتی ہے۔

عقیدہ:۔ نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکا ہوتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھوں حصہ تک نہیں پہنچ سکتی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ اور جو اسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔

عقیدہ: جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے عصمت انبیاء کے یہ معنیٰ ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو یا جس کے سبب ان سے صدور گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے ان سے گناہ ہوتا نہیں اگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ عقیدہ:۔ انبیاء

علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہم صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے عمداً صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

عقیدہ:۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے۔

عقیدہ:۔ احکام بلیغیہ میں انبیاء سے سہو و نسیان محال ہے۔

عقیدہ: ان کے جسم کا برص و جزام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفر ہوتا ہے پاک ہونا ضروری ہے۔

عقیدہ: اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علم غیب کی خبر ان کو اللہ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لئے محال ہے کہ اس کی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا بلکہ ذاتی ہے جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء ﷺ سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآن عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنی قرآن عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں کہ آیت نفی دیکھتے ہیں اور ان آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علوم غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہے کہ نفی علم ذاتی کی ہے کہ یہ خاصہ الوہیت ہے اثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کی شایان شان ہے اور منافی الوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرہ کا علم نبی کے لئے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی باطل محض ہے کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عزوجل کے لئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر ذرات عالم متناہی ہیں اور اس کا علم غیر متناہی ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال کہ خدا جہل سے پاک نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان و اسلام کے خلاف ہے کہ اس فرق

کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن وواجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کفر کھلا شرک ہے انبیاء علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لئے آتے ہی ہیں کہ جنت ونار وحشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے اولیاء کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے مگر بواسطہ انبیاء کے۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: انبیائے کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسل ملائکہ سے افضل ہیں ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔

عقیدہ:۔ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔

عقیدہ:۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں جن کے اسمائے طیبہ بالتصریح قرآن مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ کیا اور تمام اسماء مسمیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا شیطان (کہ از قسم جن تھا مگر بہت بڑا عابد زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا) با نکار پیش آیا ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ (بہار شریعت حصّہ اول)

عقیدہ: حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انہیں کی اولاد ہیں اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں یعنی اولاد آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔ عقیدہ:۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب سے پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام، ہیں انہوں نے ساڑھے نوسو برس ہدایت فرمائی ان کے زمانہ کے کفار بہت سخت تھے ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے استہزاء کرتے اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور ان کے ہلاک ہونے کی دعا کی۔ طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا بچ گئے۔

عقیدہ:۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: نبیوں کے مختلف درجے ہیں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا ومولیٰ سید المرسلین ﷺ ہیں حضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا ان حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء مرسلین انس وملک وجمیع مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں جس طرح حضور ﷺ تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں بلاشبہ حضور ﷺ کے صدقہ میں حضور ﷺ کی اُمّت تمام اُمتوں سے افضل۔

عقیدہ: تمام انبیاء اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑھے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔ (بہار شریعت حصّہ اول)

عقیدہ: نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدقہ کا علانیہ دعویٰ فرماکر محالات عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اس کے مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ عزوجل اس کے

دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرمادیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور ﷺ کے معجزے تو بہت ہیں۔

عقیدہ:۔ جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کرسکتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

فائدہ: نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح حیات یعنی حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہوگئے ان کی حیات حیاتِ شہداء سے بہت ارفع واعلیٰ ہے فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا اس کی بی بی بعد عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیاء کے کہ وہاں یہ جائز نہیں یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے ان میں تمام انبیاء علیہم السلام شریک ہیں اب بعض وہ امور جو نبی ﷺ کے خصائص میں ہیں بیان کئے جاتے ہیں

عقیدہ:۔ اور انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی حضور اقدس ﷺ تمام مخلوق انسان وجن بلکہ ملائکہ حیوانات جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمہ حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضور ﷺ کی فرماں برداری ضروری۔ (بہار شریعت حصّہ اول)

عقیدہ: حضور اقدس ﷺ ملائکہ وانس وجن وحور وغلماں وحیوانات وجمادات غرض تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔

عقیدہ:۔ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور ﷺ پر ختم کر دیا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ جو شخص حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔

عقیدہ:۔ حضور ﷺ افضل جمیع مخلوق الٰہی ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور ﷺ میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور ﷺ کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور ﷺ کے طفیل میں بلکہ حضور ﷺ کے دست اقدس سے ملا بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ حضور ﷺ کی صفت ہے اور حضور ﷺ اپنے رب جل جلالہ کے کرم سے اپنے نفس ذات میں کامل واکمل ہیں حضور ﷺ کا کمال کسی وصف سے نہیں بلکہ اس صف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال وکامل ومکمل ہوگیا کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: محال ہے کہ کوئی حضور ﷺ کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور ﷺ کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر۔

عقیدہ: حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق جویائے رضائے مولیٰ ہے اور اللہ عزوجل طالب رضائے مصطفی ﷺ۔

عقیدہ: حضور ﷺ کے خصائص سے معراج بھی ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کرسی وعرش تک بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر وملک کو کبھی نہ حاصل ہوا، نہ ہو اور جمال الٰہی بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بلاواسطہ سنا اور تمام ملکوت السموت والارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا۔ (بہار شریعت حصّہ اول)

عقیدہ: تمام مخلوق اولین وآخرین حضور ﷺ کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

عقیدہ:۔ قیامت کے دن مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور ﷺ کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور ﷺ

فتح باب شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقتاً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور ﷺ کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور ﷺ شفیع ہیں اور یہ شفاعت کبریٰ مومن کافر مطیع عاصی سب کے لئے ہے کہ وہ انتظار حساب جو سخت جانگزا ہوگا جس کے لئے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے اس بلا سے چھٹکارا کافر کو حضور ﷺ کی بدولت ملے گا جس پر اولین وآخرین موافقین ومخالفین مومنین وکافرین سب حضور ﷺ کی حمد کریں گے اس کا نام مقام محمود ہے اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں مثلاً بہتوں کو بلاحساب جنت داخل؛ فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زاہد اور ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے علم میں ہیں بہت سے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحق جہنم ہو چکے ان کو جہنم سے بچائیں گے اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں سے تخفیف عذاب فرمائیں گے۔

عقیدہ:۔ ہر قسم کی شفاعت حضور ﷺ کے لئے ثابت ہے شفاعت بالوجاہۃ شفاعۃ بالمحبۃ۔ شفاعت بالاذن ان میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہوگا۔

عقیدہ:۔ منصب شفاعت حضور ﷺ کو دیا جا چکا حضور ﷺ فرماتے ہیں اعطیت الشفاعۃ اور ان کا رب فرماتا ہے واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمومنت مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مومنین ومومنات کے گناہوں کی شفاعت اور کس کا نام ہے اللھم ارزقنا شفاعۃ حبیبک الکریم یوم لاینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ شفاعت کے بعض احوال نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے احوال آخرت میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

عقیدہ: حضور ﷺ کی محبت مدار ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے جب تک حضور ﷺ کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ:۔ حضور ﷺ کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے طاعت الٰہی بے طاعت حضور ﷺ ناممکن ہے یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور ﷺ اسے یاد فرمائیں فوراً جواب دے اور حاضر خدمت

ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور ﷺ سے کلام کرے بدستور نماز میں ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان ورکن ایمان ہے اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے اس کی اہمیت کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی ﷺ نے نماز پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی نے نماز نہیں پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا جب چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا حضور ﷺ نے حکم دیا ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلاۃ وسطی نماز عصر مولیٰ علی نے حضور ﷺ کی نیند پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی حضور ﷺ ہی کے صدقہ میں ملیں دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غار ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، گئے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس ﷺ کو بلایا تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا انہوں نے اس خیال سے کہ حضور ﷺ کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ انور پر گرے چشم مبارک کھلی عرض حال کیا حضور ﷺ نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور ﷺ اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے

سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرض اعظم ہے جب حضور ﷺ کا ذکر آئے تو بکمال خشوع وخضوع وانکسار باادب سنے اور نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اور حضور ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بکثرت ذکر کرے اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک لکھے تو اس کے بعد ﷺ لکھے بعض لوگ براہ اختصار صلعم یا ؐ لکھتے ہیں یہ محض ناجائز وحرام ہے اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل واصحاب مہاجرین وانصار وجمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور حضور ﷺ کے دشمنوں سے عداوت رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں اور جو ایسا نہ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی محبت میں اپنے سب عزیزوں، قریبوں، باپ بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ورسول سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت۔ ایک کو اختیار کر کہ ضدین جمع نہیں ہوسکتیں چاہے جنت کی راہ یا جہنم کو جا۔ نیز علامت محبت یہ ہے کہ شان اقدس ﷺ میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو بھی ہو کبھی زبان پر بھی نہ لائے اگر حضور ﷺ کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے یا نبی اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کرے، بہت قریب نہ جائے نہ ادھر ادھر دیکھے اور خبردار خبردار کبھی آواز نہ بلند کرنا کہ عمر بھر کا سارا کیا دھرا اکارت جائے اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور ﷺ کے اقوال وافعال واحوال لوگوں سے دریافت کرے اور انکی پیروی کرے (بہار شریعت حصہ اول)

عقیدہ: حضور ﷺ کے کسی قول وفعل وعمل وحالت جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔ عقیدہ: حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں

تمام جہان ان کا محکوم اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے تمام زمین ان کی ملک ہے تمام جنت ان کی جاگیر ہے ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں دنیا وآخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور ﷺ کو ملا روز میثاق تمام انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔ حضور ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور ﷺ کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور ﷺ کی نیابت میں کام کیا اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور ﷺ کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

مسئلہ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن وروایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے اوروں کا ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا پھر ان کے یہ افعال جن کو ذلت ولغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حکم ومصالح پر مبنی ہزار ہا فوائد وبرکات کے مسمر ہوتے ہیں ایک لغزش انبیاء آدم علیہ السلام کو دیکھئے اگر وہ نہ ہوتی جنت سے نہ اترتے دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں نازل ہوتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے لاکھوں کروڑوں مسوبات کے دروازے بند رہتے ان سب کا فتح باب ایک لغزش آدم کا نتیجہ مبارکہ وثمرہ طیبہ ہے بالجملہ انبیاء علیہم السلام کی لغزش من وتو کس شمار میں ہیں صدیقین کی حسنات سے افضل واعلیٰ ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

امامت کا بیان

امامت کی دو قسم ہیں صغریٰ کبریٰ امامت صغریٰ امامت نماز ہے امامت کبریٰ نبی ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور ﷺ کی نیابت سے مسلمان کے تمام امور دینی ودنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو اس امام کے لئے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی معصوم ہونا اس کی شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا یہ مقصد ہے کہ برحق امرائے مومنین خلفائے ثلثہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں حالاں کہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا مولیٰ علوی کیسے ہوسکتے ہیں رہی عصمت یہ انبیاء وملائکہ کا خاصہ ہے جس کو ہم پہلے بیان کر آئے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (مسئلہ) محض مستحق امامت ہونا امام ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اہل دل وعقد نے اسے امام مقرر کیا ہو یا امام سابق نے (مسئلہ): امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے جب کہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو خلاف شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں (مسئلہ) امام ایسا شخص مقرر کیا جائے جو شجاع اور عالم ہو یا علماء کی مدد سے کام کرے (مسئلہ) عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لئے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اس وقت تک وہ والی امام ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: نبی ﷺ کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور ﷺ کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

عقیدہ:۔ بعد انبیاء ومرسلین تمام مخلوقات الٰی انس وجن وملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بدمذہب ہے۔

عقیدہ:۔ افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت والا ہو۔ اسی کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں نہ کہ کثرت اجر کہ بارہا مفضول کے لئے ہوتی ہے حدیث میں ہمراہیان سیدنا امام مہدی کی نسبت آیا کہ ان میں ایک کے لئے پچاس کا اجر ہے صحابہ نے عرض کی ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے۔ فرمایا بلکہ تم میں کے۔ تو اجر ان کا زائد ہوا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے زیادت درکنار کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سید عالم ﷺ کی صحابیت۔ اس کی نظیر بلا شبہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انہیں کو زیادہ ملا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز

عقیدہ: ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل واعلی واکرام تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیت خلافت یعنی افضل یہ کہ ملک داری وملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج کل سُنّی بننے والے کہتے ہیں یوں ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہوتے کہ ان کی خلافت کو فرمایا لم اَرَ عَبۡقَرِیًّا یَفۡرِیۡ کَفَرِیِّہٖ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعُطَنٍ اور صدیق اکبر کی خلافت کو فرمایا فِیۡ نَزۡعِہٖ ضَعۡفٌ وَاللّٰہُ یَغۡفِرُ لَہٗ۔

عقیدہ: خلفائے راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ وحضرات حسنین واصحاب بدر واصحاب بیعت الرضوان کے لئے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنتی ہیں

عقیدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

عقیدہ کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی وگمراہی واستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے

ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے مسلمان۔

عقیدہ:۔ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے مردود وملعون خارجی ہے۔ ام المومنین خدیجۃ الکبری وام المومنین عائشہ صدیقہ وحضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قطعی جنتی ہیں اور انہیں اور بقیہ بنات مکرمات وازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

عقیدہ:۔ ان کی طہارت کی گواہی قرآن عظیم نے دی۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

ولایت کا بیان

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولی عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے مسئلہ:۔ ولایت وہبی شئے ہے نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ سے آدمی خود حاصل کر لے البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداً مل جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیئے ہوں۔ عقیدہ:۔ تمام اولیائے اولین وآخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں اور تمام محمدین میں سب سے زیادہ معرفت وقرب الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین پھر مولی مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس ﷺ نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولی مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولی علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

عقیدہ:۔ طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصّہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور ہے یہ محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔

مسئلہ:۔ احکام شرعیہ سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا بعض جاہل جو یہ بک دیتے ہیں کہ

شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا صَدَقُوۡا الۡقَدۡ وَصَلُوۡا وَلٰکِنۡ اِلٰی اَیۡنَ اِلَی النَّار وہ سچ کہتے ہیں بے شک پہنچے مگر کہاں جہنم کو۔ البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اسکی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

مسئلہ:۔ اولیاء کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات وتصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ما کان وما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ وعطا سے ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریعت حصّہ اوّل)

عقیدہ: کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ مسئلہ:۔ مردہ زندہ کرنا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے کافر ہے۔

مسئلہ:۔ ان سے استمداد واستعانت محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا کہ فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔

مسئلہ: ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لئے سعادت اور باعث برکت ہے۔

مسئلہ: ان کو دور ونزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔ مسئلہ: اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاۃ

ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم ادراک اور سمع وبصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

مسئلہ: انہیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات امر مستحب ہے اسے عرفاً ''براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا ان میں خصوصاً'' گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

مسئلہ: عرس اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی ونعت خوانی ووعظ وایصال ثواب اچھی چیزیں ہیں رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبات کے پاس اور زیادہ مذموم تنبیہ چونکہ عموماً ''مسلمان کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے انکے سلسلے میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاح دارین تصور کرتے ہیں اس وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری مریدی بھی شروع کردی حالانکہ اولیاء اللہ کے یہ منکر ہیں لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

پیری کے لئے چار شرطیں ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے اول سنی صحیح العقیدہ ہو دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے فاسق معلن نہ ہو چہارم اس کا سلسلہ نبی ﷺ تک متصل ہو۔

﴿اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اپنا کلام اتارا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور نبیوں پر دوسری کتابیں اتریں ان نبیوں کی امتوں نے ان کتابوں میں من چاہی کمی بیشی (تحریف) کی مگر ہمارا ایمان ان اصلی کتب پر ہے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل ڈالا تب سرکارِ اعظم ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا اس میں آج تک کوئی ردّ وبدل نہیں کرسکا قرآن مجید مکمل ہے جو اس کو نامکمل کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

﴿ملائکہ یعنی فرشتوں کا بیان﴾

فرشتے نوری جسم کی مخلوق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں انسان کی ہو یا کوئی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ جان بوجھ کر نہ بھول کر اس لئے کہ وہ معصوم ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام فرشتوں کے سپرد کئے ہیں فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت اُن کو قدیم ماننا کفر ہے کسی فرشتہ کی ذرہ سی بے ادبی کفر ہے۔ (عالمگیری)

﴿جن کا بیان﴾

جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ شریر بدکار جن کو شیطان کہتے ہیں یہ آدمی کی طرح عقل اور جسم والے ہوتے ہیں۔ کھاتے پیتے، جیتے مرتے اور اولاد والے ہوتے ہیں ان میں کافر، مومن، سُنّی، بد مذہب ہر طرح کے ہوتے ہیں جن کا انکار کرنا کفر ہے۔

﴿موت پر عقیدہ﴾

القرآن: ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے، جانچنے کو، اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔ (سورہ الانبیاء آیت ۳۵)

روح کا جسم سے جدا ہونے کا نام موت ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کا دنیا میں کوئی منکر نہیں، ہر شخص کی زندگی مقرر ہے نہ اس میں کمی ہوسکتی ہے اور نہ زیادتی، موت کے وقت کا ایمان معتبر نہیں، مسلمان کے انتقال کے وقت وہاں رحمت کے فرشتے آتے ہیں جب کہ کافر کی موت کے وقت عذاب کے فرشتے اترتے ہیں۔

﴿روح کا جسم کے ساتھ تعلق﴾

مسلمانوں کی روحیں اپنے مرتبے کے مطابق مختلف مقامات پر ہیں بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی زمین وآسمان کے درمیان، بعض کی پہلے سے ساتویں آسمان تک، بعض کی آسمانوں

سے بھی بلند، بعض کی زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اَعلیٰ عِلّیّین میں مگر روحیں کہیں بھی ہوں ان کا اپنے جسم سے تعلق بدستور قائم رہتا ہے جو ان کی قبر پر آئے وہ اسے دیکھتے پہچانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قبر ہی سے مخصوص نہیں۔ اس کی مثال حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک پرندہ پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کردیا گیا۔ آئمہ کرام فرماتے ہیں بے شک جب بعض جانیں بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں تو عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔

کافروں کی روحیں مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں۔ بعض زمین کے نچلے طبقوں میں، بعض اس سے بھی نیچے سجّین میں، مگر وہ کہیں بھی ہوں اپنے مرگھٹ یا قبر پر گزرنے والوں کو دیکھتے، پہچانتے اور ان کی بات سنتے ہیں، ان کو کہیں جانے کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ یہ قید رہتی ہیں یہ خیال کہ روح مرنے کے بعد کسی اور بدن میں چلی جاتی ہے۔ اس کا ماننا کفر ہے۔

مسئلہ: نبی، ولی، عالمِ دین، شہید، حافظِ قرآن جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور جو منصب محبت پر فائز ہے وہ جسم جس نے کبھی گناہ نہ کیا اور وہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہے ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ کہے کہ ''مر کے مٹی میں مل گئے'' وہ گمراہ بد دین، خبیث اور مرتکب توہین ہے۔

﴿قیامت پر عقیدہ﴾

بے شک ایک دن زمین وآسمان، جن وانسان اور فرشتے اور دیگر تمام مخلوق فنا ہوجائے گی اس کا نام قیامت ہے اس کا واقع ہونا حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے قیامت آنے سے پہلے اس کی کئی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

﴿دجّال کا آنا﴾

کانا دجّال ظاہر ہوگا جس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان پڑھ لے گا وہ حرمین طیبین کے

سوا تمام زمین میں پھرے گا، اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جس کا م وہ جنت و دوزخ رکھے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں ڈالے گا جو کہ درحقیقت آگ ہوگی اور اپنے منکر کو دوزخ میں ڈالے گا جو کہ دراصل آرام و آسائش کی جگہ ہوگی۔

نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

جب ساری دنیا پر کفر کا تسلطّ ہوگا تو تمام ابدال و اولیاء حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اس وقت صرف وہیں اسلام ہوگا۔ ابدال طواف کعبہ کے دوران امام مہدی کو پہچان جائیں گے اور ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار کردیں گے۔ پھر غیب سے ندا آئے گی ''یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو'' سب لوگ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے آپ مسلمانوں کو لے کر ملک شام تشریف لے جائیں گے۔

جب دجّال ساری دنیا گھوم کر ملک شام پہنچے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے اس وقت نماز فجر کے لئے اقامت ہوچکی ہوگی آپ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیں گے اور وہ نماز پڑھائیں گے۔ دجّال ملعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کی خوشبو پہنچے گی بھاگے گا آپ اس کا تعاقب فرمائیں گے اور اسے بیت المقدس کے قریب مقام لُدّ میں قتل کردیں گے۔

قیامت کا بیان

میدانِ حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگی اور زمین بالکل ہموار ہوگی۔ اس دن زمین تانبے کی ہوگی اور آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا گرمی کی شدت سے دماغ کھولتے ہوں گے۔

شفاعت کا بیان

قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا آدھا دن تو یونہی مصائب و تکالیف میں گزر جائے

گا۔ پھر اہلِ ایمان مشورہ کرکے کوئی سفارشی تلاش کریں گے جو ان کو مصائب سے نجات دلائے (مشکوٰۃ)

بخاری و مسلم شریف کی حدیث کے مطابق جس کا مفہوم یوں ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے بالآخر سرکارِ اعظم ﷺ کی بارگاہ میں جائیں گے آقا ﷺ فرمائیں گے میں اس کام کیلئے ہوں اور سرکارِ اعظم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِیْ
میرے حضور ﷺ کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

جنت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے جنت بنائی ہے اور اس میں وہ نعمتیں رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں ان کا خیال آیا۔ (بخاری و مسلم)

جنت کے آٹھ طبقے ہیں

جنت الفردوس، جنت عدن، جنت ماویٰ، دارالخلد، دارالسلام، دارالمقامہ، علیین، جنت نعیم۔ (تفسیر عزیزی)

جنت میں ہر مومن اپنے اعمال کے لحاظ سے مرتبہ پائے گا۔

جہنم کا بیان

جہنم اللہ تعالیٰ کے قہر و جلال کا مظہر ہے۔

القرآن: ترجمہ: ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ (البقرہ آیت ۲۴)

جہنم میں مختلف وادیاں اور کنوئیں بھی ہیں اور بعض وادیاں تو ایسی ہیں کہ ان سے جہنم خود بھی ہر روز ستر مرتبہ یا اس سے زیادہ بار پناہ مانگتا ہے۔ دنیا کی آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ وہ اسے پھر

جہنم میں نہ لے جائے، تعجب ہے کہ انسان جہنم میں جانے کے کام کرتا ہے اور اس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی پناہ مانگتی ہے۔ جہنم کی چنگاریاں اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑتی ہیں جیسے بہت سارے زرد اونٹ ایک قطار کی صورت میں آرہے ہوں۔ (المرسلت: آیت ۳۳)

وضو کا بیان

القرآن: **یا ایھاا لذین امنو اذ ا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین**۔ (سورہ مائدہ آیت 6، پارہ 6)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو اور (وضو نہ ہو) تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ چہرہ دھونا، ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھونا وضو میں فرض ہے۔ کلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے۔

حدیث شریف: امام مالک و نسائی عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے سارے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور مزید براں۔

حدیث شریف: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار وضو کرے اس کو دونا ثواب اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔

حدیث شریف: مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر پڑھے ''**اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھدان محمد ا عبدہ ورسولہ**'' اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول

دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

﴿وضو کا طریقہ﴾

سب سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ پڑھیں علماء فرماتے ہیں کہ وضو سے پہلے ان کلمات کو پڑھنے سے جب تک وضو رہے گا فرشتے اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

اب دونوں ہاتھوں کو دھولیں، ہاتھوں کو دھونے کے بعد کُلی کریں کُلی کرنے میں یہ احتیاط کریں کہ دانتوں میں چھالیہ وغیرہ پھنسی ہوئی ہو تو اُسے نکال دیں اچھی طرح کُلی کریں کہ پورے منہ میں کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ مسواک بھی کریں مسواک پر مفصل کلام آگے ہوگا۔

اس کے بعد ناک میں پانی چڑھایا جائے ناک کی نرم ہڈی تک پانی چڑھایا جائے اس کے بعد چُھنگلی انگلی سے سیدھی طرف کا نتھنا پھر الٹی طرف کا نتھنا صاف کیا جائے اس طریقے سے ناک میں تین مرتبہ پانی چڑھایا جائے یہ سنت ہے۔

اب چہرہ دھونا ہے چہرہ کی تعریف یہ ہے کہ بالوں کی جڑ یعنی پیشانی جہاں عموماً بال جمنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک کا علاقہ وضو میں دھونا فرض ہے طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں سے چہرے پر پانی اس طرح ڈالا جائے کہ پانی پورے چہرے پر بہہ جائے اب یہ خیال رکھیں کہ چہرے کی سائیڈوں پر جہاں جگہ سوکھی رہ گئی ہے وہاں ایک چلّو پانی ہاتھوں میں لے کر دائیں اور بائیں طرف ڈال دیا جائے تا کہ بال برابر بھی جگہ سوکھی نہ رہے اس طریقے سے چہرہ دھونا ایک مرتبہ دھونا کہلائے گا جب تک پورا چہرہ نہیں دھلے گا اس وقت تک یہ دھلنے میں شمار نہ ہوگا۔ جن حضرات کی ماشاء اللہ داڑھی ہے تو وہ خاص اہتمام کریں کہ داڑھی میں پانی ڈال کر اس کا خلال کریں تا کہ اندر تک چہرے کی جڑ تک پانی بہہ جائے یہ سنت ہے۔ اب دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا ہے سب سے پہلے آپ ہاتھ میں پانی لے کر دونوں ہاتھوں پر چپڑ لیں تا کہ دونوں ہاتھ گیلے اور تر ہو جائیں اس کے بعد نل کے نیچے سے دونوں ہاتھ گزاریں پہلے سیدھا ہاتھ پھر الٹا ہاتھ یہ عمل تین مرتبہ کریں ہاتھوں کو کہنیوں تک نہیں بلکہ کہنیوں سمیت دھوئیں کہ بال برابر بھی جگہ سوکھی نہ

رہے۔

اب سر کا مسح کرنا ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے یعنی ہاتھ گیلا کر کے سر پر پھیر دیا جائے تو مسح ہو جائے گا۔

لیکن سنت طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو گیلا کیا جائے، گیلا کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کی چھوٹی انگلی اس کے برابر پھر اس کے برابر والی انگلی یعنی تین انگلیاں آپس میں ساتھ ملا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو جہاں سے بال جمتے ہیں وہاں سے لے کر پیچھے لے جائیں اس کے بعد ہتھیلیاں آپ کی گیلی ہیں یہ گیلی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے لائیں تا کہ ہتھیلیوں میں جو تری ہے وہ بالوں میں لگ جائے اس کے بعد دونوں انگلیاں انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی انگلی دونوں کانوں کے اندر ڈال کر گھمائیں اس کے بعد ہاتھوں کی پشت گیلی رہ گئی اس سے گردن کے پیچھے مسح کریں اس طرح پورے سر کا مسح ہو گیا پورے سر کا مسح سرکارِ اعظم ﷺ کی سنت ہے۔

اب دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا ہے، پیر دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کریں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو گیلا کر کے دیگر انگلیوں میں گھمائیں پھر دوسرے پیر میں بھی اس طرح کریں پہلے سیدھا پاؤں دھوئیں پھر الٹا دھوئیں پیر کو نل کے نیچے سے گزاریں تا کہ کوئی جگہ بھی بال برابر سوکھی نہ رہ جائے۔

وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر شہادت کی انگلی اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھیں۔

﴿مسواک کی اہمیت﴾

حدیث شریف: ابونعیم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا بندہ جب مسواک کر لیتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قرأت سنتا ہے پھر اس کے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔

مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ نصیب ہوگا اور جو

افیون کھاتا ہوگا مرتے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک مسواک وضو کی سنتوں میں سے ہے نماز کی سنت نہیں مسواک کرنا افضل اور حضور ﷺ کا طریقہ ہے۔

﴿مسواک کرنے کا طریقہ﴾

مسواک کے اوپر تین بیچ والی انگلیوں کو رکھا جائے پھر اس کے بعد چھوٹی انگلی جس کو چھنگلیاں بھی کہتے ہیں یہ مسواک کے نیچے رکھیں پھر انگوٹھے کو بھی نیچے رکھیں چھنگلیاں اور انگوٹھے کو اوپر کی طرف زور دیں۔ منہ کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں ایک سیدھی جانب، دوسری الٹی جانب پہلے سیدھی جانب مسواک کریں اس طرح دانتوں کے ارض اور چوڑائی میں مسواک کریں۔

اب الٹی جانب مسواک کریں اس طریقے سے کم سے کم تین مرتبہ مسواک کریں ہر مرتبہ میں مسواک دھولیں یہ مسواک کا سنت طریقہ ہے۔

﴿وضو کے مسائل﴾

مسئلہ: جن اعضاء کا وضو میں دھونا فرض ہے ان اعضاء پر کوئی ایسی چیز لگ جائے کہ جس کے نیچے پانی نہ بہے گا اس کا چھڑانا بہت ضروری ہے مثلاً گھر میں مچھلی آئی مچھلی کی کھال کے جو گول سے دائرے ہیں وہ اگر ہاتھوں پر چمٹ جائیں تو اس کے نیچے حصے پر پانی نہیں پہنچتا لہٰذا ان چیزوں کا چھڑانا فرض ہے جب تک وہاں پانی نہ بہے گا اس وقت تک وضو نہ رہے گا۔

مسئلہ: ہمارے گھروں میں خواتین کے اندر یہ بیماری پھیل چکی ہے جسے نیل پالش کہتے ہیں نیل پالش اگر ناخن پر لگائی جائے تو اس کی ایک تہہ ناخنوں پر جم جاتی ہے لہٰذا اگر یہ تہہ جم گئی تو اس کے نیچے پانی نہ بہے گا تو وضو نہیں ہوگا اگر غسل فرض تھا تو غسل بھی نہیں ہوگا اور اگر وضو اور غسل نہ ہوا تو پھر ہماری نمازوں کا کیا بنے گا؟

مسئلہ: ناخن پالش اور مہندی میں فرق ہے ناخن پالش کی تہہ جم جاتی ہے لیکن مہندی لگانے کے بعد اگر

دھولیا جائے تو وہ اپنا رنگ چھوڑ کر چلی جاتی ہے تہہ نہیں جمتی لہٰذا وضو بھی ہو جائے گا اور غسل بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ: عورت آٹا گوندھ رہی تھی اگر کچھ آٹا ان کے ناخنوں پر لگ جائے تو یہ معاف ہے وضو ہو جائے گا۔

مسئلہ: سیمنٹ یا گارے کا کام کرنے والے افراد اچھی طرح ہاتھ اور پاؤں دھولیں لیکن پھر بھی کچھ گارا ہاتھ یا پاؤں پر لگ جائے تو یہ معاف ہے۔

مسئلہ: کبھی ناخن بڑھ جاتے ہیں ناخن بڑھنے میں ناخن کے درمیان میں میل وغیرہ جم جائے تو سیاہی چمکتی ہے تو اس کو بھی فقہاء نے معاف رکھا ہے۔

مسئلہ: جب چہرہ دھویا جائے تو عموماً قدرتی طور پر آنکھیں بند کرنے کے بعد جتنا مقام کھلا رہ جاتا ہے اس پر پانی نہانا ضروری ہے آنکھ کے اندر پانی بہانا ضروری نہیں بلکہ پلکوں کا بھیگنا اور گیلا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: عورتیں ناک میں نتھ استعمال کرتی ہیں اگر اس کا سوراخ بند ہو گیا ہو تو یہ معاف ہے لیکن اگر ناک میں نتھ ہے تو اسے بھی ہلایا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس کے سوراخ میں بھی پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ: بہت سے لوگ ٹوپی پہنے ہوتے ہیں کپڑے کی ٹوپی کے اوپر ہی مسح کر لیتے ہیں اس طرح مسح نہیں ہوگا لہٰذا وضو بھی نہیں ہوگا۔

مسئلہ: عورتیں دوپٹہ باندھے ہوتی ہیں وضو کرتے وقت وہ دوپٹے کے اوپر ہی مسح کر لیتی ہیں اس طرح مسح نہیں ہوگا۔

مسئلہ: عورتیں جب حالت احرام میں ہوتی ہیں تو اپنا اسکاف سر سے نہیں ہٹاتیں انہیں کسی نے بتا دیا کہ احرام باندھا جائے تو اسکاف نا اتارا جائے ورنہ احرام ٹوٹ جائے گا یہ بات غلط ہے۔ عورتیں حالت احرام میں وضو کریں تو انہیں چاہئیے کہ وہ چادر کو ہٹا کر سر کا مسح کریں ورنہ سر کا مسح نہیں ہوگا جب مسح نہ ہوا تو وضو بھی نہ ہوگا لہٰذا پھر طوافِ زیارت طوافِ کعبہ کیسے ادا ہوں گے؟ اسی طریقہ سے اگر حج میں کیا تو حج کیسے ادا ہوگا؟ لہٰذا چادر ہٹا کر سر کا مسح کیا جائے۔

کِن چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے گا

مسئلہ: عورت یا مرد کے پیشاب یا پاخانے کے مقام سے کوئی چیز خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ایک شخص نماز کے لئے جا رہا ہے پیر کو ٹھوکر لگی اتنا خون نکلا کہ خون اپنی جگہ سے بہہ گیا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت کپڑے سی رہی تھی تو سوئی کی نوک لگی جس سے خون نکلا اتنا نکلا کہ اپنی جگہ سے بہہ گیا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: خون نکلا آپ نے اس کو پونچنا شروع کر دیا پھر نکلا پھر آپ نے کپڑے سے پونچ لیا اس کے بعد تیسری مرتبہ پھر نکلا پھر آپ نے پونچا اب یہ عُرف میں بہنے کے زمرے میں تو نہیں آئے گا مگر آپ نہ پونچتے تو وہ بہہ جاتا ایسی صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کوئی چھالہ یا زخم ایسا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا کھال کے نکالنے پر یا کوئی چیز زخم پر لگنے سے کھال پھٹ گئی اور خون نکلا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: پھوڑے یا پھنسیسے خون نکل جائے اسی طرح پیپ یا کوئی دوسرا مواد بہہ جائے ان تمام چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: مسواک یا برش کر رہے تھے منہ سے خون نکلا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ خون تھوک پر غالب آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اس کی علامت یہ ہے کہ تھوک زردی مائل ہو جائے گا یا سرخی مائل ہو جائے گا اب آپ سمجھ جائیں کہ خون تھوک پر غالب ہو گیا ہے ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: منہ بھر قے (اُلٹی) ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا منہ بھر قے سے مراد یہ ہے کہ با آسانی قے کو روکا نہ جا سکے۔

مسئلہ: ریح خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ناک میں سے خون کا آجانا، کان کے اندر سے پیپ کا نکل کر باہر کی طرف بہہ جانا ایسی صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: آپ نے چہرہ دھولیا، ہاتھ دھولئے پیر دھونے سے پہلے ریح خارج ہو گئی تو جتنے اعضاء آپ نے دھوئے تھے وہ سب بے دھلے ہو گئے اب پھر سے آپ کو وضو کرنا ہوگا۔

مسئلہ: اگر آپ نے چُلّو میں پانی لیا تا کہ ناک میں پانی چڑھایا جائے اُسی وقت آپ کی ریح خارج ہو گئی تو جو پانی چُلّو میں تھا وہ مستعمل ہو گیا اب وہ وضو میں استعمال نہیں ہوگا لہٰذا چُلّو والا پانی پھینک دیں دوسرا پانی لے کر دوبارہ وضو کریں۔

مسئلہ: کوئی شخص بیٹھا ہے بیٹھے بیٹھے اُونگھ آگئی اُونگھ آنے کے بعد گر گیا اور گرنے کے بعد فوراً پھر اُٹھ گیا وضو نہیں ٹوٹے گا مگر گرنے کے بعد بھی آنکھ نہ کھلی غافل رہا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کوئی شخص اگر دوزانوں ہو کر بغیر ٹیک لگائے بیٹھا ہے اور سو گیا وضو نہیں ٹوٹے گا اگر اس نے بیٹھے بیٹھے کسی سہارے سے ٹیک لگالی اور سو گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: حالت نماز میں کوئی بات یاد آگئی جو مزاحیہ تھی آپ حالتِ نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے اور برابر والے نمازی نے بھی آپ کی آواز سنی ایسی صورت میں وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: حالت نماز میں ہنسی آگئی اتنی آواز سے ہنسا کہ صرف خود نے اپنی ہنسی کی آواز سُنی برابر والے نے نہ سنی ایسی صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی مگر وضو باقی رہے گا۔

حالت نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کیا کریں؟

مسئلہ: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا حالت نماز میں اس کی ریح خارج ہو گئی وضو ٹوٹ گیا وہ اسی وقت نماز توڑ دے اور صفوں سے نکل کر دوبارہ وضو کرے شرمائے نہیں کیونکہ علماء کرام فرماتے ہیں وضو ٹوٹ جانے کے باوجود وہ صفوں میں کھڑا رہا تو اس نے نماز جیسی اہم عبادت کی بے ادبی کی جو کہ کفر ہے۔

مسئلہ: حالت جماعت میں کسی کا وضو ٹوٹا، فرض کریں کہ وہ شخص پہلی صف میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہے رمضان کا مہینہ ہے کیونکہ رمضان میں مسجدیں بھری ہوتی ہیں اَب وہ شخص تصور کر رہا ہے کہ میں اتنے نمازیوں کے آگے سے نکل کر کیسے جاؤں کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا تو گناہ ہے؟

یہ ذہن میں رکھیئے کہ حالت نماز میں کتنے ہی آدمیوں کے سامنے سے گزرنا پڑے گناہگار نہ ہوگا

کیونکہ حالت جماعت میں امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے لہٰذا شرعی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص حالت جماعت میں نمازیوں کے آگے سے گزر جائے تو گناہگار نہیں ہوگا۔

مسئلہ: امام کا اگر وضو ٹوٹ جائے تو امام کو چاہیے کہ وہ فوراً مصلّے سے ہٹ جائے اور اپنے نائب امام یا مؤذن کو مصلّے پر کھڑا ہونے کا اشارہ کر دے۔ اب بقیہ کی نماز نائب امام پڑھائے گا اس طرح اس کی بھی نماز ہوگئی اور مقتدیوں کی بھی نماز ہوگئی۔

مگر آج کل لوگ مسائل نہیں جانتے اس لئے اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ سلام پھیر دے تا کہ لوگ سمجھ جائیں کہ امام صاحب کا وضو ٹوٹ گیا ہے تمام مقتدی بھی نماز توڑ دیں پھر امام صاحب دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھا دیں۔

کن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: سوئی یا ناخن یا چُھری وغیرہ جیسی کوئی چیز آپ کے جسم پر لگی جس سے خون نکلا، چمکا بہا نہیں آپ اسے ہاتھ لگائیں تو خون کا دھبہ محسوس ہوگا لہٰذا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: ہاتھ میں کوئی چھالہ یا زخم ہے وضو کرنے کے بعد آپ نے کھال کو نوچ دیا کھال کے نیچے مُردار کھال تھی جس کو نکالنے کے بعد کھال نظر آئی تو اس کے نظر آنے سے آپ یہ تصوّر کریں کہ اس کھال کے نوچنے کے بعد اندر والے حصے میں پانی نہیں پڑا لیکن یہ معاف ہے کھال کے نوچنے کے بعد اس حصے کو تر کرنا فرض یا واجب نہیں ہے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: آنکھوں میں مٹی یا دھول پڑ گئی آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، خوشی یا غم کا موقعہ ہے آنسو نکل رہے ہیں وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: آنکھوں میں کوئی چیز چلی گئی اور پھنس گئی جس کی وجہ سے آنکھوں سے زار و قطار آنسو نکل رہے ہیں وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر چھوٹی کلی یا جوں یا کھٹمل، مچھر، مکھی، یا پسو نے خون چوسا تو وضو نہیں جائے گا۔

مسئلہ: ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: اپنی شرمگاہ یا کسی دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا (مگر دوسروں کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے)

مسئلہ: ایک شخص باوضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں ہاں کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شُبہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانے اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ شیطان کی اطاعت ہے۔

مسئلہ: گالی دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: آشوبِ چشم ہو گیا آنکھ دکھتی ہے دکھتی آنکھ سے زردی مائل پیلا پانی نکلا یہ پانی اگر آنسو کے ذریعے نکل جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ یہ پانی ناپاک ہے اس پانی کو اگر کسی کپڑے سے پونچا جائے تو وہ کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا۔

مسواک کے مسائل

مسئلہ: مسواک نہ بہت نرم ہو نہ بہت سخت ہو پیلو، زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو میوے یا خوشبودار درخت کی نہ ہو۔

مسئلہ: مسواک چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنے میں دشواری پیدا ہو جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔

مسئلہ: مسواک جب قابلِ استعمال نہ رہے تو اسے نہ پھینکیں بلکہ اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں ناپاک جگہ پر نہ رکھیں مسواک آلہٗ ادائے سنّت ہے اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

مسئلہ: ایک شخص نے عصر کی نماز پڑھنے کیلئے وضو کیا اور مسواک کی اب اس نے عصر کے وضو سے مغرب اور عشاء بھی پڑھی لہٰذا وہ مسواک تینوں نمازوں کیلئے کافی ہے۔

غُسل کا بیان

القرآن: یاایھا الذین اٰمنو لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکریٰ حتی تعلموا ماتقولون

ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا (سورہ النساء، آیت 43، پارہ 5)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالت جنابت میں جب غُسل نہ کرلو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ ملے تو بجائے غسل تیمّم کرے۔

حدیث شریف: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتداء یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کا سا وضو فرماتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔

حدیث شریف: ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص غسلِ جنابت میں ایک بال کی جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دے گا۔ اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی تین بار یہی فرمایا۔ (یعنی سر کے بال منڈوا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)

غُسل کے فرائض

غُسل کے تین فرائض ہیں۔

1)..... کُلّی کرنا 2)..... ناک میں پانی چڑھانا 3)..... پورے بدن پر پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصّہ بھی بال برابر سوکھا نہ رہ جائے۔

غسل کا طریقہ

جب کوئی غسل خانے میں داخل ہو تو سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوئے کیونکہ غسل کرنے میں دونوں ہاتھوں کا استعمال مرکزی طور پر ہوتا ہے۔

اس کے بعد شرمگاہ کو دھویا جائے تمام غلاظت اور ناپاکی صاف کی جائے، اس کے بعد وضو کیا جائے، وضو کرنے کے بعد پورے بدن پر پانی بہایا جائے کہ کوئی بھی حصہ بال برابر بھی سوکھا نہ رہ جائے یہ غسل کا سنت اور آسان طریقہ ہے۔

غسل کے مسائل

مسئلہ: کُلی یوں نہ کی جائے کہ منہ میں پانی لے کر پچ کر کے تھوک دیا نہیں بلکہ خوب اچھے طریقے سے منہ میں پانی لے کر پانی کو پورے منہ میں گھمایا جائے پھر غرغرہ بھی کیا جائے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں غرغرہ کرنے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ غرغرہ کرنے سے حلق میں پانی چلا جاتا ہے جس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ناک میں پانی یوں ڈالا جائے کہ پانی چُلّو میں لے کر سانس کو اندر لے کر پانی کو کھینچا جائے تاکہ ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچ جائے یہ ضروری ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں احتیاط کی جائے کیونکہ ناک میں پانی لیتے وقت آپ نے سانس اوپر کھینچی اور پانی اگر دماغ میں پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: پان کھانے والے حضرات اگر فرض غسل کریں تو دانتوں میں سے چھالیہ اس قسم کی تمام چیزوں کو نکال دیں اگر چھالیہ دانتوں میں کہیں پھنسی ہے اور وہاں پانی نہ پہنچا تو غسل ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ناک میں بھی اگر اندر کوئی غلاظت لگی ہوئی ہو تو اسے بھی نکال دیں کیونکہ اگر غلاظت لگی رہی اور ناک کے اس حصے پر پانی نہ پہنچا جہاں پانی بہانا ضروری تھا تو غسل نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ایک آدمی کا دانت خراب ہے اس میں سوراخ کر کے مصالحہ بھرا گیا یا اس کو سونے، چاندی یا تار کے ذریعہ روکا گیا ہے تو ایسی صورت میں وضو اور غسل دونوں ہو جائیں گے کیونکہ یہ شرعی ضرورت ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کا دانت ٹوٹ گیا کوشش کی جائے کہ ایسا مصنوعی دانت لگایا جائے کہ وضو اور غسل کرتے وقت اسے نکالا جاسکے کیونکہ دانت ٹوٹا ہوا ہے یا کوئی داڑھ جس سے کھانا نہیں کھا سکتے اس کو ایسے لگائیں کہ اس کے نکالنے سے وضو اور غسل کے وقت کُلّی ہو جائے یہ صحیح طریقہ ہے۔ لیکن اگر دانتوں کو تار وغیرہ

سے باندھا جائے اور یہ ضروری ہو تو پھر اگر اس تار کے نیچے پانی نہ پہنچے تو یہ معاف ہے۔ (وقار الفتاویٰ)

مسئلہ: کسی شخص کا دانت ٹوٹ گیا اور اس نے سونے یا چاندی کا مصنوعی دانت مکمل لگایا اور برابر والے دانتوں میں باندھ لیا اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: بعض لوگ خوبصورتی کے لئے اپنے دانت پر سونے اور چاندی کا خول چڑھاتے ہیں اب ظاہر ہے کہ آدمی کے دانت کو خول نے گھیر لیا تو اندر پانی نہیں جائے گا ایسی صورت میں غسل ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ: کپڑے اتار کر بالکل برہنہ غسل کرنا جائز ہے جبکہ وہاں مکمل پردہ کیا ہوا ہو اور کسی کی نظر نہ پڑے جیسا کہ آج کل دروازے والے غسل خانے ہیں اور جہاں غسل خانے کا دروازہ نہ ہو وہاں برہنہ غسل نہ کیا جائے۔

مسئلہ: غسل کرتے وقت پورا جسم برہنہ ہوتا ہے ایسی حالت میں اگر وضو کیا جائے تو وضو ہو جائے گا۔ کیونکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اپنے ستر عورت اور کسی دوسرے کے ستر عورت پر بھی نظر پڑ جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

غسل کی چند احتیاطیں

احتیاط: کان کے اوپر کا حصہ جب تک وہاں ہم چُلّو میں پانی لے کر نہیں ڈالیں گے پانی نہیں پہنچے گا اسی طرح دوسرے کان کی طرف بھی چُلّو میں پانی لے کر ڈالیں پھر انگلی کو کان میں گھمائیں۔

احتیاط: ناف میں جب تک ہم چُلّو میں پانی لے کر نہ ڈالیں گے اور اندر انگلی نہ گھمائیں گے اس وقت تک ناف کے اندر پانی نہیں پہنچے گا۔

مسئلہ: جب مرد کی ختنہ ہوتی ہے ختنہ کرنے کے بعد آلہ تناسل کا اگلا حصّہ جسے عربی میں حشفہ کہتے ہیں اس حصے سے لگی ہوئی ایک کھال ہوتی ہے اس کھال میں بھی اگر خصوصی طور پر پانی نہ بہایا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچے گا۔

مسئلہ: عورتیں جب نہائیں تو پستان کو اٹھا کر اس کے نیچے پانی بہائیں۔

احتیاط: عورتیں ناک میں موجود نتھ کو ہلا کر وہاں سوراخ میں پانی پہنچائیں، سوراخ اگر بند ہے تو پھر حرج نہیں۔

احتیاط: عورتیں کان میں بُندے وغیرہ پہنتی ہیں ان کو اتار کر یا ہلا کر وہاں بھی جن میں سوراخ ہوتے ہیں وہاں بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔

احتیاط: مرد اگر انگوٹھی پہنے ہوئے ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے نیچے پانی پہنچائے۔

احتیاط: ہاتھوں کو اٹھا کر بغلوں میں بھی پانی بہایا جائے۔

احتیاط: جب غسل کے لئے بیٹھا جاتا ہے تو جسم میں سلوٹیں پڑ جاتی ہیں وہاں بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔

یہ غسل کی احتیاطیں تھیں جن کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی جگہ خشک رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا اور غسل نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

غسل کن چیزوں سے فرض ہوگا

مسئلہ: اگر منی کا قطرہ لذت کے ساتھ اور کود کر نکلے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: صحبت کرنے سے بھی غسل واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: صحبت کرنے سے اگرچہ انزال نہ ہو لیکن سترِ مرد سترِ عورت میں داخل ہو گیا تو غسل فرض ہو جائے گا۔ یعنی مرد کے آلہ تناسل کا اگلا حصہ جسے عربی میں حشفہ کہتے ہیں شرمگاہ میں پوشیدہ ہو جائے تو دونوں پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: احتلام ہو جانے سے بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مَنی، مذی، ودی

مسئلہ: مَنی خارج ہو تو غسل کو فرض کر دے گی مگر مذی اور ودی کے خارج ہونے سے غسل فرض نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ودی اس پانی کو کہتے ہیں جو دودھیا رنگ کا ہوتا ہے مَنی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ وَدی کے قطرے

لذت سے خارج نہیں ہوتے بلکہ جریان یا مثانے کی کمزوری کی وجہ سے یا وزن اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کے ساتھ خارج ہوتے ہیں ایسی صورت میں غسل فرض نہیں ہوگا۔ بلکہ وضوٹوٹ جائے گا وہ قطرہ جس کپڑے پر یا کسی جگہ پر لگےتو اس کو ناپاک کردے گا۔

مسئلہ: جریان یا دوسرے امراض ہوں اور مَنی سے ملتا ہوا پانی بغیر لذت کے خارج ہوا غسل واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: مذی کی فقہاء نے یہ تعریف کی ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ لہو ولعب کی وجہ سے یا بدنگاہی کی وجہ یا برے خیالات آنے لگ جائیں، جیسے بستر پر لیٹا ہوا ہے مختلف شیطانی وسوسے سے آلہ تناسل میں حرکت پیدا ہوئی تو جذبات کے سرد ہونے سے پہلے یا بعد جو قطرات نکلتے ہیں وہ مذی ہے اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوگا مگر مذی ناپاک ہے جس جگہ کپڑے پر لگ جائے وہ بھی ناپاک ہوجائے گی۔

مسئلہ: جس عورت کو ماہواری آئی تو وہ ناپاک ہوگئی جس کی مقدار کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ عورت کا خون آنا اگر اس کی عادت چھ دن کی ہے یا سات دن کی ہے تو سات دن گزرنے کے بعد وہ غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی اس کے بعد وہ پاک ہے۔

جب عورت کو زچگی ہوجائے تو زچگی کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں اس کی کم سے کم مقدار کوئی نہیں ہے دو دن میں خون بند ہوجائے، پانچ یا دس دن میں بھی بند ہوجائے اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار چالیس دن ہے چالیس کے بعد اگر خون آیا تو اس کو شرعاً نفاس نہیں کہیں گے بلکہ بیماری کہیں گے جس کا نام فقہاء نے استحاضہ رکھا ہے چالیس دن گزر جانے کے بعد عورت کو چاہیے کہ وہ غسل کرے اور نمازیں بھی پڑھے اور روزے بھی رکھے۔

مسئلہ: عورتوں نے یہ طے کرلیا کہ نفاس جو ہے وہ پورے چالیس ہی ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دس دن ہی میں اگر خون بند ہوجائے اور اطمینان ہوجائے کہ خون بند ہوگیا ہے اب نمازیں بھی فرض ہوگئیں اور اگر رمضان ہے تو روزے بھی فرض ہوگئے۔

مسئلہ: نماز میں شہوت تھی اور منی اترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہیں نکلی تھی کہ نماز پوری کرلی اب خارج ہوئی تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔

مسئلہ: جس پر غسل واجب ہوا اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا، قرآن مجید کا حاشیہ، قرآن کی آیت کا لکھنا، آیت کا تعویذ لکھنا، ایسی چیز چھونا جس پر حرف مقطعات لکھے ہوں ان تمام کاموں کا کرنا گناہ ہے۔ (جوہرہ)

مسئلہ: جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر غسل کرنا احناف کے نزدیک سنت ہے۔ (قدوری، ہدایہ وغیرھا)

﴿پانی کا بیان﴾

القرآن: وانزلنا من السماء ماء طھورا

ترجمہ: یعنی آسمان سے ہم نے پاک کرنے والا پانی اتارا۔

حدیث شریف: سنن ابوداؤد ترمذی و ابن ماجہ میں حکم بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کرے۔

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کرو کہ وہ برص پیدا کرتا ہے۔

﴿کس پانی سے وضو جائز ہے اور کس سے نہیں﴾

جس پانی سے وضو یا غسل کیا جائے یا برتن میں چائے، کھانے میں، پینے میں، آٹا گوندھنے میں جو استعمال ہوا ان میں باتوں کا اہتمام ضروری ہے کہ اس کا مزہ خراب نہ ہو اس میں بدبو نہ ہو اس کا رنگ خراب نہ ہو یہ تین چیزوں کا پانی میں پایا جانا ضروری ہے۔

مسئلہ: پانی میں کوئی ایسی چیز شامل ہوگئی جس نے پانی کے رنگ اور مزہ کو بدل دیا اب اس پانی سے غسل اور وضو نہیں ہوگا۔

مسئلہ: پانی میں کوئی ایسی چیز شامل ہوگئی جس سے پانی بظاہر تو صاف نظر آتا ہے مگر اس میں بدبو پیدا ہوگئی

اب اس پانی سے غسل اور وضو نہیں ہوگا۔

مسئلہ: گھر میں کسی نے دوپٹہ رنگا بالٹی میں کچھ رنگ رہ گیا اب آپ نے اس میں پانی ڈالا تو وہ پانی ہلکا گلابی مائل ہوگیا یہ کسی ناپاک چیز کی وجہ سے نہ ہوا اس لئے یہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل ہوجائیں گے۔

مسئلہ: پانی کی بالٹی رکھی ہوئی تھی اس میں ایک قطرہ عطر یا کیوڑا اگر گیا جس کی وجہ سے پانی میں خوشبو پیدا ہوگئی جس نے پانی کے مزہ کو بدل دیا یہ خوشبو کسی ناپاک چیز کی وجہ سے نہ ہوئی اس لئے اس پانی سے وضو اور غسل ہوجائیں گے۔

مسئلہ: نہروں میں پانی گدلا ہوتا ہے اسی طرح لائنوں میں بھی بعض اوقات پانی گدلا آتا ہے جس کو کچا پانی کہتے ہیں اس کا گدلا پن ناپاکی کی وجہ سے نہیں بلکہ مٹی کے شامل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور مٹی پاک ہے لہٰذا اس پانی سے وضو اور غسل ہوجائیں گے۔

مسئلہ: غسل اور وضو اس پانی سے کیا جائے جس کو عرف میں پانی کہتے ہیں اگر اس کا عرف بدل جائے مثلاً کیوڑا دیکھنے میں آپ کو پانی لگے گا، گلاب کا عرق بھی پانی لگے گا مگر وہ عرف عام میں پانی نہیں لہٰذا اس سے وضو اور غسل نہیں ہوں گے۔

ایک پانی وہ بھی ہے کہ جس کا رنگ بھی نہ بدلا ہو اور بو بھی نہ ہو اور مزہ بھی صحیح ہو مگر وہ ماءِ مستعمل ہونے کی وجہ سے استعمال کے لائق نہیں کیونکہ وہ پانی جو رفع حدث کے لئے استعمال ہوا ہو نہ کہ رفع نجاست کے لئے اس کا حکم یہ ہے کہ وہ پانی خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں۔

مسئلہ: ایک بالٹی میں پانی گرم ہے آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ پانی کتنا گرم ہے آپ نے اپنا بے دھلا ہاتھ پانی سے بھری بالٹی میں ڈال دیا چونکہ آپ کا ہاتھ بے دھلا تھا لہٰذا وہ سارے پانی کو مستعمل کردے گا اب اس پانی سے وضو اور غسل نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: مستعمل پانی کو نہیں پھینکیں گے بلکہ اس سے استنجاء اور کپڑے دھولئے جائیں مگر وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

مسئلہ: پانی میں اگر انگلی کا سر یا ناخن ہی ڈالا ہو وہ پانی استعمال کے لائق نہیں رہے گا یعنی وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

نوٹ: اگر پانی چیک کرنا ہے تو بے دھلا ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ مگے یا ڈونگے سے نکال کر چیک کر لیں کہ پانی میں کتنی حرارت ہے۔

مسئلہ: پانی کتنے ہی بڑے ڈرم میں ہو یا کتنے ہی بڑے پتیلے میں ہو اگر بے دھلا ہاتھ اس میں ڈال دیا وہ مستعمل ہو جائے گا۔

مسئلہ: آپ نے ہاتھ دو چار منٹ پہلے دھویا تھا اب پانی رکھا ہے تو آپ نے یہ جان کر کہ ابھی دو چار منٹ قبل ہاتھ دھویا ہے اگر ہاتھ پانی میں ڈال دیا تو پانی مستعمل ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر آپ نے ہاتھ دھو کر پھر بالٹی میں پانی چیک کرنے کے لئے فوراً ہاتھ ڈالا اب پانی مستعمل نہیں ہوگا وہ پاک ہے اس سے وضو اور غسل ہو جائے گا۔ آپ کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوگی کہ حوض میں تو سارے بے دھلے ہاتھ ڈالتے ہیں کیا یہ بھی مستعمل ہو جاتا ہے؟

مسئلہ: عرف عام میں ہم جس کو ہاتھ کہتے ہیں کوئی بھی حوض دس ہاتھ چوڑا، دس ہاتھ لمبا یعنی دس بائی دس کا حوض ہو تو ایسے حوض میں اگر بے دھلا ہاتھ ڈالا جائے تو پانی مستعمل نہیں ہوگا دس بائی دس کی حدودِ اربعہ شرط ہے اسی کو آپ تقسیم بھی کر سکتے ہیں مثلاً بیس بائی پانچ ہو اب حدود وہی پائی گئی۔

اس کی فقہاء نے علامت یہ لکھی کہ اگر چلّو میں پانی لیا جائے تو زمین نہ جھلکے تو اس کو ہم دس بائی دس کی تعریف میں شمار کریں گے۔

مسئلہ: بعض حوض میں لوگ مچھلیاں ڈال دیتے ہیں اگر حوض کا حدودِ اربعہ دس بائی دس ہو تو یہ پانی بھی مستعمل نہیں ہوگا اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔

﴿پوری بالٹی اگر مستعمل ہوگئی ہو تو اس کو پاک کیسے کریں گے؟﴾

مسئلہ: مستعمل پانی کو پاک کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ اگر بالٹی میں چھ آنے پانی ہے تو اس میں سات آنے اور ملا لے یعنی جتنا پانی ہے اس سے زائد ملا لیں اب وہ پانی وضو اور غسل کے لائق ہو جائے گا

وہ پاک ہے۔

﴿تیمّم کا بیان﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر اوجاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منه

(سورہ مائدہ، آیت 6، پارہ 6)

ترجمہ: یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں کا کوئی پاخانہ سے آیا یا عورتوں سے مباشرت کی (جماع کیا) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

حدیث شریف: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے تو اپنے بدن کو پہنچائے (غسل، وضو کرے) کہ یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ (بحوالہ = بہارِ شریعت)

﴿تیمّم کا طریقہ﴾

بسم اللہ پڑھ کر نیت کرے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر اٹھالیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں ساتھ ہی داڑھی کا خلال کریں۔ پھر دوسری مرتبہ بھی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے زمین پر ماریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں پھر انگلیوں کا مسح کریں۔

﴿تیمّم کے مسائل﴾

مسئلہ: جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وہ وضو و غسل کی جگہ تیمّم کرے پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

1)...... ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر سے اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان

اچھے لائق طبیب نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو اس نے کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔

2)...... چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتہ نہیں۔

3)...... اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہونے کا بہت اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے نقصان سے بچے۔ نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیمّم جائز ہے۔

4)...... دشمن کا خوف ہے کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب اور نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید کرا دیگا یا سانپ ہو کہ کاٹ لے گا یا شیر ہو کہ چیر پھاڑ دے گا یا ایسا مرد یا ایسی عورت جس کو اپنی عزت لٹ جانے کا خوف ہو تو تیمّم جائز ہے۔

5)...... جنگل میں ہے اور جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے ایسی صورت میں بھی تیمّم جائز ہے۔

6)...... پیاس کا خوف یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل کے صرف میں لائے گا تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ کتا جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا۔ اور اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا اندیشہ ہو کہ وہ راستہ ایسا ہے کہ دور تک پانی نہیں ہے تو ایسی صورت میں بھی تیمّم جائز ہے۔

7)...... پانی گراں ہونا یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیئے اس سے وہ زیادہ مانگتا ہے تو تیمّم جائز ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمّم جائز نہیں ہے۔

8)...... یہ گمان ہے کہ اگر پانی تلاش کروں گا تو قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے۔

9)...... یہ گمان ہے کہ اگر وضو یا غسل کریگا تو عیدین کی نماز چلی جائے گی خواہ یوں کہ امام پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آجائے گا دونوں صورتوں میں تیمّم جائز ہے۔

10)...... غیر ولی کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمّم جائز ہے ولی کو نہیں کہ اس کا

لوگ انتظار کریں اور لوگ بے اس کی اجازت کے پڑھ لیں تو یہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تیمّم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اتنا پانی ملا کہ جس سے وضو ہوسکتا ہے اور غسل کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وضو کرلے اور غسل کے لئے تیمّم کرے۔

مسئلہ: اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

مسئلہ: اگر ایسا دشمن ہے کہ ویسے اس سے کچھ نہ بولے گا مگر کہتا ہے کہ وضو کے لئے پانی لوگے تو مار ڈالوں گا یا قید کرادوں تو اس صورت میں حکم یہ ہے تیمّم کرکے نماز پڑھ لے اور اعادہ کرے اور اگر وہ دشمن یا قید خانے والے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر لوٹالے۔

مسئلہ: وقت اتنا کم ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز قضا ہوجائے گی تو ایسی صورت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ لے پھر وضو یا غسل کرکے لوٹانا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملے نہ پاک مٹی کہ تیمّم کرے تو ایسی صورت میں وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلانیت بجالائے۔

کس چیز سے تیمّم جائز ہے اور کس سے نہیں

مسئلہ: تیمّم اسی چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز جنس زمین سے نہیں اس سے تیمّم جائز نہیں۔

مسئلہ: جس مٹی سے تیمّم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔

مسئلہ: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمّم جائز ہے، ریت، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک، مروہ، سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمّم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔

مسئلہ: غلّہ گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی اور گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے جب کہ اتنا

ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ: مشک، عنبر، کافور، لوبان، موتی، سیپ، راکھ، سونا، چاندی، فولاد ان تمام چیزوں سے تیمّم جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: جس جگہ سے ایک نے تیمّم کیا دوسرا شخص بھی اس جگہ سے تیمّم کرسکتا ہے یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمّم کرنا ناجائز اور مکروہ ہے یہ بات غلط ہے۔

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

مسئلہ: مریض نے غسل کا تیمّم کیا تھا اب وہ تندرست ہوگیا کہ غسل کرنے سے نقصان نہ پہنچے گا لہٰذا اب اس کا تیمّم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی نے غسل اور وضو دونوں کا تیمّم کیا تھا پھر اتنا پانی پایا کہ صرف وضو ہوسکتا ہے یا وہ بیمار تھا اور اب تندرست ہوگیا لہٰذا اب وضو سے اس کی صحت کو نقصان نہ ہوگا غسل سے نقصان ہوگا تو ایسا شخص وضو کرے کیونکہ وضو کا تیمّم ٹوٹ گیا ہے غسل کا تیمّم باقی ہے۔

مسئلہ: پانی پر گزرا مگر اپنا تیمّم یاد نہیں ہے ایسی صورت میں تیمّم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا۔ اب پانی ملا تو ایسا بیمار ہوگیا کہ اگر پانی استعمال کرے گا تو نقصان ہوگا تو ایسی صورت میں تیمّم ٹوٹ گیا اب بیماری کی وجہ سے دوبارہ تیمّم کرے۔ یونہی بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا اب تندرست ہوگیا اور پانی نہیں ملا جب بھی نیا تیمّم کرے۔

ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: کپڑے یا کوئی چادر ناپاک ہوجائے تو اس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ کپڑے یا چادر کے اس ناپاک حصے کو تین مرتبہ دھولیا جائے کپڑے کا وہ حصہ پکڑ کر پانی میں ڈالا جائے پھر نچوڑ لیا جائے اس کے بعد ہاتھ دھوکر دوبارہ وہ حصہ پکڑ کر پانی سے گیلا کیا جائے پھر نچوڑا جائے اس کے بعد تیسری مرتبہ ہاتھ کو دھوکر وہ حصہ پکڑ کر پانی سے گیلا کیا جائے اور نچوڑا جائے یہ آپ کا ناپاک کپڑا پاک ہوگیا اب آپ اس

کپڑے سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ: کپڑے یا ہاتھ میں نجس رنگ لگا یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے پاک ہوجائے گا اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔

مسئلہ: ناپاک زمین اگر ہوا یا دھوپ سے خشک ہوگئی اور رنگ اور بو بھی چلی جائے تو وہ زمین پاک ہوگئی ہے۔

مسئلہ: کپڑے کو تین مرتبہ پانی سے دھوکر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا پھر کپڑے کو لٹکا دیا اور اس کپڑے سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہ نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے۔

اذان کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ومن احسن قولا ممن دعاالی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔** (سورہ حٰم سجدہ، آیت 33، پارہ 24)

ترجمہ: اس سے اچھی بات کس کی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔

حدیث شریف: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں شیطان جب اذان سنتا ہے تو اتنی دور بھاگتا ہے جیسے رَوْحا اور رَوْحا مدینہ سے چھتیس (36) میل کے فاصلہ پر ہے۔ (بحوالہ:۔ بہار شریعت)

حدیث شریف: طبرانی صغیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں جس بستی میں اذان کہی جائے اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس دن سے اسے امان دیتا ہے۔

حدیث شریف: امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے کہ سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں اذان کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر میرے وسیلے سے دعا کرے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مسجد میں بلا اذان واقامت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: پنجگانہ نمازوں کے علاوہ وتر، جنازہ، عیدین، نذر سنن رواتب، تراویح، استسقاء، چاشت، اشراق، کسوف، خسوف اورنوافل کی نمازوں میں اذان نہیں ہے۔

مسئلہ: اذان قبلہ روہوکر کہے جہت قبلہ سے ہٹ کراذان کہنا مکروہ ہے اگرقبلہ منہ کر کے نہ کہیں تو دوبارہ لوٹائے مگر مسافر جب سواری پر اذان کہے اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں۔(عالمگیری)

مسئلہ: ہرخیر کا کام ذکرودرود سے شروع کیا جائے اورختم بھی اسی پرکیا جائے لہٰذااذان واقامت بھی خیر کے کام ہیں ان کاموں کے شروع اورآخر میں درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ: کلماتِ اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ اکبر پڑھنا اسی طرح اکبر میں ب کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔

مسئلہ: اذان دینا سنت موکدہ ہے یعنی نہ دینے پرسارے محلّے والے گنہگار ہوں گے جونماز پڑھی جائے گی وہ بھی مکروہ ہوگی لہٰذااذان دینابہت ضروری ہے۔

مسئلہ: اگرآپ گھرپرنماز پڑھ رہے ہیں اورمحلّے کی مسجد سے اذان کی آواز آجاتی ہے تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں آپ نماز پڑھ لیں۔

مسئلہ: اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے اور بالاقدام یعنی مسجد میں چل کرآنا واجب ہے۔

مسئلہ: اذان کے وقت سارے کام روک لئے جائیں یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت بھی موقوف کردی جائے اوراذان کا جواب دیا جائے۔

مسئلہ: اذان کے دوران گفتگونہ کی جائے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جوشخص اذان کے دوران گفتگو کرتا ہے توخدشہ ہے اس کا ایمان پرخاتمہ نہ ہو۔

مسئلہ: کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہوا اوراذان ہوجائے اس کے لئے اس مسجد سے نکلنا ناجائز ہے بلکہ وہ اسی مسجد میں نماز ادا کرے اگر وہ کسی مسجد کا مؤذن یا امام ہے کہ وہ اگر نہ پہنچا تو اسکی نیابت کوئی نہیں کرے گا تو ایسے شخص کوجانا جائز ہے۔

مسئلہ: اذان اگروقت سے پہلے ہوجائے تو دوبارہ وقت ہونے پراذان کہی جائے۔

مسئلہ: فتاوٰی شامی اورعالمگیری میں ہے کہ میت کوقبر میں اتارتے وقت بھی اذان کہی جائے کیونکہ اذان دینے سے شیطان بھاگتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

مسئلہ: اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حی علی الفلاح پرمؤذن پہنچے اس وقت کھڑا ہو یونہی تمام مسجد میں موجود نمازی کریں امام بھی حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔(عالمگیری)

مسئلہ: آج کل اکثر جگہ رواج پڑگیا ہے کہ وقتِ اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلّے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلافِ سنت ہے۔

﴿جماعت کا بیان﴾

جماعت کے ساتھ نماز بہت افضل ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہے جماعت کو بلاعذرِ شرعی چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔

مسئلہ: مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلاعذر ایک مرتبہ چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور کئی مرتبہ ترک کرنے والا فاسق، مردود الشہادت ہے، اوراس کوسخت سزادی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

﴿کن نمازوں کے لئے جماعت شرط ہے﴾

مسئلہ: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوہی نہیں سکتیں۔

مسئلہ: سنتوں اورنفلوں میں جماعت مکروہ ہے رمضان کے علاوہ وتر میں بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگرجانتا ہے کہ اعضائے وضوتین تین بار دھونے میں رکعت چھوٹ جائے گی تو یہ بہتر ہے کہ تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر سمجھتا ہے کہ تین تین بار اعضاء دھونے میں رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیر اولیٰ نہ پائے گا تو تین تین بار دھوئے۔(بہارشریعت)

﴿کب جماعت چھوڑ سکتا ہے﴾

مسئلہ: ان عذروں سے جماعت چھوڑ سکتا ہے ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت ہو، سخت بارش، بہت کیچڑ ہو، سخت سردی ہو، آندھی ہو، پاخانہ، پیشاب، اورریاح کا بہت زور ہو، ظالم کا خوف ہو، قافلہ چھوٹ جانے کا ڈر ہو، اندھا ہونا، اپاہج ہو، اتنابوڑھا ہوکہ مسجد میں جانے سے مجبور ہو، مال یا کھانے کے ضائع ہوجانے کا ڈر ہو، بیمار کی دیکھ بھال کہ یہ اگر چھوڑ کر چلا جائے گا تو اس کو تکلیف ہوگی یا گھبرائے گا۔

﴿عورتوں کی جماعت﴾

مسئلہ: مردوں کے لئے عورت کا امام بننا باطل ہے۔عورت کا عورتوں کی امامت کے بارے میں یہ ہے کہ فقہ حنفی میں مکروہ تحریمی ہے۔(تفہیم المسائل)

﴿دوسری جماعت کرنا کیسا﴾

مسئلہ: محلّے کی مسجد میں جس کے لئے امام مقرر ہے محلّے کے امام نے اذان واقامت کے ساتھ سنت کے مطابق جماعت پڑھ لی ہے تو اب پھر دوبارہ اذان واقامت کیساتھ پہلے ہی کی طرح جماعت کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت دوبارہ کی تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہوا اور اگر پہلی جماعت بے اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت، جماعت ثانیہ نہ ہوگی۔(درمختار وردالمختار)

﴿ایک مقتدی کہاں کھڑا ہو﴾

مسئلہ: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کے برابر سیدھی طرف کھڑا ہو اُلٹی طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔دومقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے برابر میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔(درمختار وبہارشریعت)

مسئلہ: ایک آدمی امام کے برابر میں کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور یہ آنے والا اس

مقتدی کے برابر کھڑا ہوجائے اور اگر امام آگے نہ بڑھے تو مقتدی پیچھے ہٹ آئے یا خود ہٹ آئے یا آنے والا اس کو پیچھے کھینچ لے۔لیکن جب مقتدی ایک ہوتو اس کے پیچھے آجانا افضل ہے اور اگر دو ہوں توامام کا آگے بڑھ جانا افضل ہے۔

صف کے مسائل

صفیں سیدھی ہوں اور لوگ مل کر کھڑے ہوں بیچ میں جگہ نہ رہے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں اور امام آگے بیچ میں ہو۔

مسئلہ:۔پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔(درمختار)

امام کون ہوسکتا ہے

امام کومسلمان مرد، عاقل بالغ اورنماز کے مسائل کا جاننے والا ہونا چاہیے۔

مسئلہ:تیمّم کرنے والا وضو کرنے والوں کا امام ہوسکتا ہے۔(ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ:موزوں پرمسح کرنے والا پیر دھونے والوں کی امامت کرسکتا ہے۔(ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ:کھڑا ہوکر نماز پڑھنے والا بیٹھ کرنماز پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے۔(ہدایہ)

بدمذہب امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

بدمذہب امام جو نام نہاد مسلمان تو ہے مگر جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچ چکی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی و واجب الاعادہ ہے۔(درمختار ورد المحتار،عالمگیری)

مسئلہ: فاسق ،شرابی ،سود خور، زانی، جواری، چغلخور اور وہ شخص جو ضروریاتِ دین کا انکار کرتا ہو، حضور ﷺ کی شان میں ،صحابہ کرام کی شان میں اور اولیاء کرام کی شان میں بکواس کرتا ہو ان پر کیچڑ اُچھالتا ہو یا بکواس کرنے والوں کو مسلمان جانتا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں اس کی خود کی نماز نہیں ہوتی تو آپ کی اس کے پیچھے کیسے ہوسکتی ہے۔

فاسق کی اقتداء کا حکم

فاسق کی اقتداء نہ کی جائے مگر صرف نماز جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے باقی نمازوں میں دوسری مسجد میں چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں اقتداء نہ کی جائے دوسری مسجد میں جا کر پڑھے۔(ردالمحتار،فتح القدیر)

کب فرض توڑ کر جماعت میں شریک ہوجائے

مسئلہ:کسی نے چار رکعت والی نماز اکیلے شروع کی اور ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ وہیں جماعت شروع ہوئی تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہوجائے۔

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا تو نہ توڑے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو پر قعدہ کرکے سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

مسئلہ:اگر تین پوری پڑھ لیں اور جماعت قائم ہوئی تو جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا اپنی ہی چاروں پوری کرلے اور بعد میں نفل کی نیت سے شامل ہوجائے مگر عصر میں شامل نہیں ہوسکتا اسلئے کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کا ابھی سجدہ کیا کہ جماعت قائم ہوئی تو نماز توڑ دے اور جماعت میں شریک ہوجائے۔

مسئلہ:نفل یا سنت یا قضا شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو نماز نہ توڑے پوری کرکے شامل ہو البتہ نفل چار رکعت کی نیت سے شروع کی تو پہلی رکعت پر توڑ دے تیسری اور چوتھی رکعت میں ہو تو پوری کرلے۔

مسئلہ: نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں کھڑے کھڑے توڑنے کی نیت سے ایک طرف سلام پھیر دے۔

جماعت قائم کرنے کا طریقہ

جماعت شروع ہونے سے پہلے فارغ ہوکر صف بہ صف مقتدی بیٹھ جائیں اور امام بھی اپنی جگہ

بیٹھ جائے اب مؤذن اقامت کہے جب مؤذن اقامت حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے تب امام اور تمام مقتدی کھڑے ہوں۔

حدیث شریف: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ہیں جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

(بحوالہ: بخاری شریف، جلد اوّل، باب الاقامت)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب اقامت ہوتی تو سرکارِ اعظم ﷺ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے جیسے جیسے صفوں میں پہنچتے صحابہ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہوتے جاتے۔

القول: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہتا۔(بحوالہ: شرح مسلم نووی)

القول:مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے۔(شرح بخاری ابی قتادہ جلد اوّل علی الحدیث)

مسئلہ: جب اقامت ہورہی ہو اور آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسے کھڑا ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے (عالمگیری) مطلب یہ ہے کہ بیٹھ کر اقامت سنے اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہوجائے یہ مستحب عمل ہے۔

نماز کی شرائط

نماز کی چھ شرطیں ہیں:

1)....طہارت 2)....سترِ عورت 3)....استقبالِ قبلہ 4)....وقت
5)....نیت 6)....تکبیرِ تحریمہ۔

اب ان شرائط کی تفصیل ملاحظہ ہو

1: طہارت

طہارت سے مراد آدمی کا بدن کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جہاں نماز پڑھ رہا ہے اس جگہ کا

پاک ہونا، جس جاءِ نماز پر نماز پڑھ رہا ہے اس کا پاک ہونا اور نمازی کا باوضو ہونا۔

مسئلہ: غلاظتیں دو قسم کی ہیں ایک نجاستِ غلیظہ اور دوسری نجاستِ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ پیشاب اور پاخانے کو کہیں گے اس میں سب شامل ہیں انسان، جانور، بچوں کا پیشاب، بڑوں کا پیشاب اس کے علاوہ گائے، بھینس کے گوبر، لید یہ سب کی سب نجاست ہیں ان سے آدمی کے کپڑے کا پاک ہونا ضروری ہے۔

نجاست کی مقدار

نجاست کی مقدار علماء نے یہ بتائی ہے کہ ہتھیلی کی گہرائی تک یعنی ایک زمانے میں کلدار روپیہ چلتا تھا اس دائرے کے برابر اگر غلاظت لگ جائے تو اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر دائرے سے غلاظت بڑھ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر آپ کہیں بازار میں پیشاب کرنے بیٹھے اور پیشاب کرتے ہوئے بالکل باریک سے کچھ چھینٹیں کپڑوں پر لگ گئی تو یہ معاف ہے (لیکن ان چھینٹوں سے بچنا چاہیے)

مسئلہ: گٹر کا گندا پانی کپڑوں پر لگ گیا اور اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی سے بڑھ گئی تو نماز نہیں ہوگی اس کا دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: زمین ناپاک تھی اس پر آپ نے پاک جاءِ نماز بچھائی تو چونکہ جاءِ نماز پاک ہے تو آپ کی نماز ہوجائے گی۔ بشرطیکہ وہ زمین نجاست کی وجہ سے اتنی گیلی نہ تھی کہ جس کی نمی جاءِ نماز سے ظاہر ہوجائے۔

مسئلہ: آپ پیشاب ٹیسٹ کرانے جارہے تھے نماز کا وقت ہوگیا آپ نے پیشاب والی بوتل جیب میں رکھ کر نماز پڑھ لی آپ کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ آپ کی جیب میں ناپاک چیز ہے۔

مسئلہ: اگر بہتا ہوا خون، شراب کے چھینٹے، آپ کے جسم کا خون یہ سب چیزیں ناپاک ہیں اگر یہ چیزیں آپ کے کپڑوں پر لگ گئیں اور اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی سے بڑھ گئی تو نماز ہی نہیں ہوگی۔

سترِ عورت

سترِ عورت نماز کی دوسری شرط ہے عورت کا مطلب ہے چھپانے کی چیز ہے ستر سے مراد مرد کا ناف سے لے کر گھٹنے سے ذرا سا نیچے جو سفیدی چمکتی ہے اس سفیدی تک کا حصہ مرد کا سترِ عورت کہلاتا ہے اس حصّے کا نماز میں چھپانا شرط ہے۔

مسئلہ: ناف کے نیچے سے پیٹھ کے پیچھے تک کا علاقہ اس میں کولہے، رانیں، پیشاب اور پاخانے کی جگہ سب آگئے یہ سب گھٹنوں کی سفیدی تک شامل ہیں یہ سترِ عورت ہے ان میں سے اگر کوئی مقام نماز میں تین تسبیح (سُبحان ربی الاعلیٰ) کی مقدار کھلا رہ گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: نماز میں اگر گھٹنا جھلک جائے تو یہ مکروہ ہے لیکن اگر پوری ران نظر آئے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: عورتوں کا پانچ چیزوں کے علاوہ پورا جسم سترِ عورت ہے عورتوں کے چہرے کی ٹکلی یعنی سامنے کا علاقہ، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں اور ان کی پشت، دونوں پاؤں کے تلوے اور ان کی پشت اس کے علاوہ کوئی حصہ عورت کا نماز میں کھلا رہ گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: حالتِ نماز میں عورت کے بال کھلے رہ جائیں نماز فاسد ہوجائے گی حتیٰ کہ اگر ایسا باریک دوپٹہ ہو کہ بالوں کی سیاہی جھلکتی ہو تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی۔ نماز میں گردن بھی نظر آئے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: عورت کا گلا بھی سترِ عورت ہے اگر یہ جھلک جائے یا جسم کا کوئی عضو مثلاً رانیں، ٹانگیں وغیرہ باریک کپڑا ہونے کی وجہ سے جھلکیں یہ سب بھی نماز کو فاسد کردیں گی۔

مسئلہ: نماز میں کسی عورت نے اتنی اونچی شلوار پہن لی کہ پنڈلی یا پنڈلی کا آدھا حصہ نظر آنے لگ جائے نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: شریعت کا مزاج یہ ہے کہ ہر چیز یوں ہی پہنی جائے جیسے اس کی وضع قطع ہے اگر آپ اس میں کوئی تبدیلی کریں گے تو نماز میں کراہت آئے گی۔

مسئلہ: درزی نے آستین سی ہے آپ نے اسے اوپر چڑھا کر نماز پڑھی تو آپ کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

مسئلہ: نماز میں الٹی واسکٹ پہن کر نماز پڑھی تو نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

مسئلہ: پاجامہ الٹا پہن کر نماز پڑھ لی نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

مسئلہ: اب پتلون مسلمانوں میں عام ہوگئی لہٰذا علماء نے اس پر فتویٰ دیا کہ اگر پتلون سجدے میں رکوع میں مانع نہ ہو یعنی ڈھیلی ڈھالی ہو تو نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: نماز کے دوران سینے کے بٹن کھلے ہوں جس سے سینہ نظر آئے یا سینے کے بال نظر آئیں نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

مسئلہ: شلوار کو اوپر سے اور پتلون کو نیچے سے فولڈ کر کے نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

سوال: آج کل ہمارے نوجوان میں یہ بیماری پھیلتی جارہی ہے خصوصاً وہ نوجوان جو پینٹ شرٹ میں ملبوس ہوتے ہیں وہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اپنی پینٹ کے پائنچوں کو موڑ لیتے ہیں اور بہت زیادہ موڑتے ہیں اور بعض لوگ شلوار کو نیفے کی طرف سے گھرستے ہیں یا موڑتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ہم جب نماز کا ارادہ کرتے ہیں تو گویا ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہورہے ہیں جو سارے حاکموں کا حاکم ہے۔ اس کی بارگاہ سے بڑھ کر کوئی بارگاہ نہیں۔ لہٰذا اس کی بارگاہ میں انتہائی ادب کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے نہایت ہی سلیقے کے ساتھ اچھا لباس پہن کر حاضر ہوں اس مثال کو یوں سمجھ لیجئے کہ آپ ہم کسی دنیاوی افسر کی خدمت میں جاتے ہیں تو اپنا حلیہ اچھا کرتے ہیں پھر اپنا لباس درست کرتے ہیں آستین چڑھی ہوئی ہوتی ہے تو اسے سیدھی کرلیتے ہیں۔ شلوار کا پائنچا اگر اوپر نیچے ہو تو اسے درست کرتے ہیں تو جب دنیاوی دربار کا اس قدر احترام ہے تو جو بارگاہ تمام بارگاہوں سے افضل و اعلیٰ ہے اس بارگاہ کا احترام کس قدر ہونا چاہئے اب شلوار کو نیفے کی طرف سے یا پینٹ کے پائنچے کو نیچے سے موڑنے کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ہیں: مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں (منہ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے) اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ موڑوں۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص 113، مسلم شریف جلد اول ص 193،

ترمذی شریف جلداول ص 66)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''لیکن اصطلاح شرع میں کپڑے کا موڑنا اورسجدہ میں جاتے وقت اپنے کپڑے کواوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ فعل کپڑے کا ٹخنوں کے نیچے بغیر تکبر کی نیت ہونے سے زیادہ قبیح ونقصان دہ ہے کہ پہلی صورت میں یعنی کپڑا بغیر تکبر کی نیت کے ٹخنے سے نیچے رہنے میں نماز مکروہ تنزیہی ہے یا خلافِ اولیٰ ہوگی اور کفِ ثوب کی صورت میں خواہ نیفے یا پائنچے کی طرف سے موڑے اوراسی طرح آدھی کلائی سے زیادہ آستین وغیرہ موڑنے یا دامن سمیٹ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (نماز کودوبارہ لوٹانا) ہے۔'' (شارح بخاری، عینی جلد ص 90)

درمختار میں ہے اوراس کے تحت علامہ عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کفِ ثوب مکروہ ہے یعنی کپڑے کا اٹھانا اگرچہ کپڑا مٹی سے بچانے کیلئے ہو جیسے آستین دامن موڑنا اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا جب بھی مکروہ ہے اوراس قول سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالتِ نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا دورانِ نماز ہو سب صورتوں میں مکروہ ہے۔ (جلداول، صفحہ نمبر 598)

معلوم ہوا کہ کوشش کی جائے کہ شلوار، پینٹ یا ازار ٹخنوں سے تھوڑی سی اوپر سلائی کی جائے اگر بالفرض پینٹ یا شلوار ٹخنوں سے بڑی ہے تو اس کو اوپر یا نیچے سے فولڈ یعنی موڑا نہ جائے کیوں کہ ایسا فعل مکروہ تحریمی ہے یعنی اگر کسی شخص نے ایسی حالت میں نماز پڑھی تو شلوار یا پینٹ درست کر کے نماز دوبارہ لوٹانا واجب ہوگی۔

﴿کپڑا ٹخنے سے اوپر رکھنے کا حکم﴾

حدیث شریف: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچے کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت نہیں فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فرمان کو سنتے ہی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا تہبند تو نیچے لٹک جاتا ہے مگر اس وقت کہ جب میں اس کا خاص خیال رکھوں (ان کے شکم پر تہبند رکتا نہیں تھا

سرک جاتا تھا) سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں جو تکبر کے طور پر ازار لٹکائے یعنی یہ وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو قصداً (جان بوجھ کر) تکبر کی نیت سے تہبند وشلوار وغیرہ نیچی رکھتے ہیں۔

(بحوالہ: بخاری شریف، جلد دوئم صفحہ نمبر 860)

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ کپڑے ٹخنے سے نیچے لٹکانے کی دوصورتیں ہیں:

1۔بطور تکبر 2۔بغیر تکبر

پہلی صورت حرام ہے اس میں نماز مکروہ تحریمی یعنی واجب الاعادہ ہوتی ہے اور دوسری صورت میں بغیر تکبر کی نیت سے ازار یا شلوار کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا مکروہ تنزیہی بلکہ خلافِ اولیٰ ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل از راہ تکبر نہ تھا کیوں کہ ان کے شکمِ مبارک کی وجہ سے ازار نیچے سرک جاتا تھا اسی وجہ سے سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا یعنی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم تکبراً کپڑا نیچے کرنے والے نہیں ہو۔

الغرض کہ پائنچوں کا ٹخنے کے نیچے ہونا اگر تکبر کی نیت سے ہو تو حرام ہے اور وہ حصۂ بدن جہنم کی آگ سے نہ بچ سکے گا اور اس سے نماز مکروہ تحریمی بھی ہوگی اور اگر تکبر کی نیت سے نہیں تو مستحق عذاب و عتاب نہیں اور نماز مکروہ تنزیہی بلکہ خلافِ اولیٰ ہے۔ لہٰذا کوشش کی جائے کہ شلوار یا ازار لمبی سلوائی ہی نہ جائے کہ ٹخنے سے نیچے رہے۔ کیوں کہ یہ صرف نماز کی حالت میں خرابی نہیں بلکہ عام حالت میں بھی اتنی ہی خرابی ہے جتنی نماز کی حالت میں ہے۔

﴿3: استقبالِ قبلہ﴾

یہ نماز کی تیسری شرط ہے ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی حصّے میں بھی ہو نماز کے لئے اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرے۔

قبلے کی بیچ کی سیدھ کو آپ 90 درجے شمار کریں کہ یہاں سے یہاں تک نوے درجے ہے اس نوے درجے کو آپ دوحصّوں میں تقسیم کرلیں اور بیچ میں ایک لائن کھینچیں 45 درجے اِدھر اور 45 درجے اُدھر۔

مسئلہ: ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی جاءِ نماز گھوم جائے اور وہ 45 درجے میں اُس کا رخ ہے تو نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: 45 درجے سے اگر زیادہ گھوم گیا تو وہ قبلے کی سمت سے ہٹ گیا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو قبلے کی سمت معلوم نہ ہو کوئی بتانے والا بھی موجود نہ ہو، کوئی قبلہ نما بھی موجود نہ ہو ایسی صورت میں وہ تحرّی کرے تحرّی سے مراد دل میں ارادہ کرے قبلہ کہاں ہے یعنی غور وفکر، کرے؟ آپ کا دل جدھر جے اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ لیں نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: آپ نے غور وفکر کیا کہ کعبہ اس طرف ہونا چاہیے ایک رکعت وہاں منہ کر کے پڑھ لی، پھر دوسری رکعت میں ارادہ بدل گیا کہ کعبہ اس طرف ہونا چاہیے پھر دوسری رکعت دوسری جانب منہ کر کے پڑھی پھر تیسری رکعت میں دوبارہ ارادہ بدل گیا یوں چاروں رکعتیں چاروں جانب منہ کر کے پڑھ لیں نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: آپ حج یا عمرہ کے لئے جارہے ہیں آپ مغرب کی طرف جارہے ہیں جدھر جہاز جارہا ہے اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ لیں واپسی میں آپ جدّہ سے کراچی آرہے ہیں تو ظاہر ہے آپ مغرب سے مشرق کی جانب آرہے ہیں جدھر سے جہاز آرہا ہے اب اس کے برعکس منہ کر کے نماز پڑھ لیں۔

﴿وقت﴾

وقت نماز کی چوتھی شرط ہے اللہ تعالیٰ نے بعض عبادتوں کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

علمِ توقیت کے جاننے والے علماء نے سورج کے تحت یعنی شمسی نظام کے مطابق کلینڈر ایجاد کئے جس سے ہم باآسانی نماز کے اوقات معلوم کرسکتے ہیں۔

مسئلہ: بندہ جس وقت کی نماز ادا کررہا ہے وہ وقت نہیں پایا گیا تو نماز نہیں ہوگی اسی طرح اذان بھی اگر وقت سے پہلے دے دی گئی تو اذان بھی نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی کی فجر کی نماز قضا ہوگئی تو وہ سورج نکلتے ہی قضا نہ کرے بلکہ جو ٹائم طلوعِ آفتاب کا کلینڈر میں لکھا ہے اس میں بیس منٹ اور ملالے پھر فجر کی نماز قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی کو نماز میں تاخیر ہوگئی ہو تو وہ کلینڈر میں دیکھ کر چاہے ایک دو منٹ رہ گئے ہوں فوراً فرض ادا کرے دو منٹ بھی ضائع نہ کرے۔ اگر نماز ادھوری رہ جائے اور وقت ختم ہو جائے تو پھر بعد میں قضا کرے ایسا کرنے سے وہ قضا کے عذاب سے بچ جائے گا۔ اور نماز عصر کا حکم یہ ہے کہ آپ نے نماز شروع کی ادھر وقت ختم ہو گیا تو نماز پوری کریں، نماز ہو جائے گی ہاں اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اشراق اور چاشت کی نماز سورج طلوع ہونے کے بیس منٹ بعد پڑھ لیں اس کا وقت زوال کے وقت کے شروع ہونے تک ہے۔

مسئلہ: اوّابین کی نماز مغرب کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

مسئلہ: عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اگر آنکھ لگ گئی تو آپ کے لئے تہجد کا وقت شروع ہو گیا یہ وقت صبح صادق تک ہے۔

﴿نیت﴾

نماز کی پانچویں شرط نیت ہے ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے بغیر نیت کے کوئی کام بھی درست نہیں۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اگر زبان سے کہہ دے تو بہتر ہے مثلاً اگر کوئی شخص فجر کی نماز پڑھ رہا ہے تو وہ یہ کلمات کہے نیت کرتا ہوں میں دو رکعت فرض نمازِ فجر آج کی ادا کرنے کے لئے۔ اگر امام کے پیچھے ہو تو یہ کہے کہ پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے۔

مسئلہ: نیت دل کے ارادے کا نام ہے اس کی علماء نے مختصر تعریف یوں لکھی ہے کہ اگر ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو رہے ہوں اور کوئی پکڑ کر یہ پوچھ لے کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو ہم بغیر تردد کے یہ کہہ دیں کہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھ رہا ہوں کم از کم نیت کی تعریف یہ ہے کہ اس دل و دماغ میں اتنا ہو کہ میں فلاں وقت کی نماز ادا کر رہا ہوں۔

مسئلہ: نیت کے الفاظ کسی بھی زبان میں کہے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: ایک شخص نمازِ ظہر پڑھنے کھڑا ہوا ہے اور اس نے چار سنت پڑھنے کے بعد دوبارہ چار سنت کی نیت باندھ لی حالانکہ اس کو چار فرض پڑھنے چاہیے تھے جس وقت دو رکعت نمازِ سنت ادا کر چکا اس کو خیال آیا

کہ مجھے تو فرض پڑھنا تھے پس اس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت کر لی کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں اور اس نے دو رکعت پہلے بہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر والی بہ نیت فرض کے خالی سورہ فاتحہ کے ساتھ پڑھی ایسی صورت میں یہ نماز نہ سنت ہوئی نہ فرض ہوئی کیوں کہ پہلی دو رکعتوں میں فرض کی نیت نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں اور دو رکعت بعد والی میں اگر فرض کی نیت اس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحال قیام نہ کی، جب تو یہ نیت ہی بیکار ہے۔ اور اگر اس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نمازِ فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر چار پوری پڑھ لیتا فرض ہو جاتے۔ مگر اس نے دو پر قطع کر دی لہٰذا یہ بھی فرض نہ ہوئے۔ یہ رکعتیں نفل ہوئیں۔ (احکامِ شریعت، حصہ اوّل)

مسئلہ: آنکھوں کو بند کر کے نماز پڑھنا منع ہے البتہ اگر آنکھ بند کرنے سے زیادہ خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے تو آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: آپ نے نیت کی کہ میں عمرہ ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ اے اللہ تعالیٰ میری طرف سے اسے قبول فرما اور آسان فرما یہ نیت کرنے کے بعد تلبیہ کا پڑھنا شرط ہے یعنی نیت کے بعد اگر ایک مرتبہ بھی تلبیہ نہیں پڑھی تو اس کے بغیر احرام نہیں ہوگا۔ اب آپ مسجدِ حرام پہنچ گئے طواف شروع کرنے سے پہلے حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہو کر طواف کی نیت کریں حجرِ اسود کو بوسہ دیں اگر بوسہ نہ دے سکیں تو دور سے ہاتھوں کو حجرِ اسود کی طرف اشارہ کریں اور دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیں۔ اس کے بعد طواف شروع کریں اگر طواف عمرے کا ہے تو عمرے کی نیت کریں اور اگر طواف زیارت ہے جو حج کا رکن ہے یعنی فرض ہے تو طوافِ زیارت کی نیت کرنی ہوگی۔

مسئلہ: طوافِ رخصت ہے یعنی مکۃ المکرّمہ چھوڑتے وقت کا جو طواف ہے تو آپ طوافِ رخصت کی نیت کریں۔

مسئلہ: زکوٰۃ دیتے وقت بھی زکوٰۃ کی نیت کریں ایسا نہیں کہ آپ نے کسی غریب کو دیکھ کر کچھ رقم دے دی کل آپ کو یاد آیا کہ زکوٰۃ ہم پر فرض ہے اب آپ یہ نیت کر لیں یہ نیت نہیں ہوگی۔

مسئلہ: آپ نے زکوٰۃ کی نیت نہیں کی غریب نے زکوٰۃ لے لی اَب وہ زکوٰۃ لے کر آپ کے سامنے کھڑا

ہے یا اس کی جیب میں رقم موجود ہے اور آپ نے نیت کر لی تو نیت ہو جائے گی۔

نماز کے فرائض

﴿تکبیرِ تحریمہ﴾

یہ نماز کی چھٹی شرط بھی ہے اور نماز کا پہلا فرض بھی ہے تکبیرِ تحریمہ سے مراد نماز کو اللہ اکبر کہہ کر شروع کرنا ہے۔

مسئلہ: اللہ اکبر یعنی یہ لفظِ اللہ کا ھمزہ اور لام اسے فوراً ملایا جائے اس میں گنجائش نہیں ھمزہ سے مراد اللہ کا جو الف ہے اس پر زبر آ گیا تو یہ ھمزہ بن گیا اس کو اور لام اسے فوراً ملایا جائے اکبر میں ب رکو ملا کر پڑھا جائے سب کو الف لگا کر کھینچئے نہیں یعنی اکبار کا تلفظ ادا نہ کرے ب ر پر ختم کر دی جائے اس پر فقہاء نے بحث کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر ان کلمات کو تبدیل کر دیا جائے کوئی شخص جان بوجھ کر تبدیل کرے جو معنی جانتا ہو یہ کفر ہے مثلاً اصل لفظ اللہ اکبر کسی نے جان بوجھ کر یوں پڑھا آللہ اکبر یعنی ھمزہ کو اس نے کھینچا یہ کفر ہو گیا اس کے معنی بدل جائیں گے۔

مسئلہ: لفظِ اللہ تو صحیح کہا اور اکبر کے ''ب'' اور ''ر'' کو اس نے کھینچ لیا اس نے بار کہا اگر معنیٰ جانتے ہوئے جان بوجھ کر بار پڑھے وہ کافر ہو جائے گا۔ معنی نہ جانتے ہوئے بھی کوئی اس طرح پڑھے تو گناہگار ہوگا اور اس کی تکبیر تحریمہ نہیں ہوگی۔

مسئلہ: جب اللہ اکبر کہیں تو ایک عام غلطی یہ ہوتی ہے کہ امام کے اللہ اکبر کہہ رہا ہے مقتدی نے پہلے ہی کہہ دیا اب نمازی کی اقتداء ہی درست نہیں ہوئی لہٰذا نماز فاسد ہو گئی۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ امام کے اللہ اکبر کہہ دینے کے بعد اللہ اکبر کہے، امام کے اللہ اکبر کے لفظ ''ر'' سے پہلے بھی اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہہ دی تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: دورِ حاضر میں چونکہ مسائل جاننے فقدان ہے لہٰذا آئمہ مساجد کو چاہیے کہ وہ تکبیر تحریمہ کو زیادہ نہ کھینچیں مقتدی کو موقعہ ہی نہ دیں کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے تکبیر کہہ دے۔

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کا قیاس دوسری تکبیرات پر نہ کیجئے گا آپ جماعت کے ساتھ جب نماز پڑھیں تو نماز کا ہر عمل ہر فعل امام کے بعد ہونا چاہیے امام جب رکوع میں چلا جائے مقتدی اس کے بعد رکوع میں جائے امام جب سجدے میں چلا جائے مقتدی اس کے بعد سجدے میں جائے امام جب رکوع سے سجدے سے اٹھ جائے مقتدی اس کے بعد اٹھے کسی فعل میں امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے اگر کوئی شخص امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے اور امام کے ساتھ سجدے میں مل گیا تو اس نے اچھا نہیں کیا نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر اس نے تکبیر تحریمہ امام سے پہلے کہہ دی تو اب اس نے صحیح اقتداء ہی نہیں کی تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: ایک اور تکبیر میں اگر امام پر سبقت کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا وہ تکبیر وتر کی نماز کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے والی تکبیر ہے وہ تکبیر واجب ہے اگر یہ تکبیر بھی امام سے پہلے کہہ دی تو نماز ناقص ہو جائے گی۔

مسئلہ: تیسری تکبیر جو نمازِ جنازہ کی تکبیر تحریمہ ہے نمازِ جنازہ کا رکن ہے اگر یہ تکبیر بھی امام سے پہلے کہہ دی تو اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں ہوگی البتہ نمازِ جنازہ ہو جائے گی کیونکہ نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے سارے مقتدی کی نہ بھی ہوا گر امام کی ہوگی تو نمازِ جنازہ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی علاقے میں کسی کو نمازِ جنازہ پڑھانا نہیں آتی اور میت کو بغیر نمازِ جنازہ کے دفن کر دیا تو دفنانے کے زیادہ سے زیادہ تین دن کے اندر بھی اس کی قبر پر نمازِ جناہ پڑھ لی جائے تو نمازِ جنازہ ادا ہو جائے گی تین دن کے بعد جائز نہیں۔ اور اسی طرح اگر کسی ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھا دی جس کی گمراہی حد کفر کر پہنچی ہوئی تھی اور میت صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو اور آپ اس امام و میت کے بارے میں جانتے ہوں کہ وہ کون تھا اور یہ کون ہے تو اس صورت میں بھی تین دن کے اندر اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے جب کہ اسے دفن کر دیا گیا ہو اگر دفن سے پہلے نمازِ جنازہ دوبارہ پڑھیں کہ پہلی بار پڑھائی گئی نماز جنازہ ہوئی۔

قیام

قیام نماز کا دوسرا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: جس نماز میں قیام فرض ہے اس نماز میں تکبیر تحریمہ بھی قیام ہی کی حالت میں ہوگی کیونکہ نفل میں قیام فرض نہیں نفل اگر بیٹھ کر پڑھ لئے جائیں تو ہو جائیں گے مگر فرض، سنتیں، واجبات، تراویح ان تمام نمازوں میں جب تک کھڑے ہو کر (جب شرعی عذر نہ ہو) تکبیر تحریمہ نہیں کہیں گے نماز ادا نہیں ہوگی۔

مسئلہ: آپ مسجد میں داخل ہوئے امام رکوع میں ہے امام کو رکوع میں دیکھ کر لوگ اللہ اکبر کہہ کر سیدھے رکوع میں چلے جاتے ہیں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں دو خرابیاں ہیں۔ قیام فرض تھا آپ نے اللہ اکبر کہا یہ آپ کی پوری تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں ادا نہیں ہوئی وہ رکوع میں آپ نے ختم کی اس لئے آپ کی تکبیر تحریمہ سرے سے نہیں ہوئی لہٰذا آپ کی نماز نہیں ہوئی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ ہم نے سن رکھا ہے کہ اگر امام کو رکوع میں پالیا جائے تو رکعت مل جائے گی ہم سیدھے رکوع میں چلے جاتے ہیں آپ نے امام کو تو رکوع میں پالیا لیکن جو قیام فرض تھا وہ چھوٹ گیا لہٰذا فرض چھوٹا اس لئے نماز نہیں ہوگی۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب آپ دیکھیں کہ امام رکوع میں ہے تو نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کر ایک سُبْحَانَ اللّٰہ کی مقدار ہاتھ باندھ لیں ثناء بھی نہ پڑھیں کیونکہ امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا آپ ایک گھڑی ہاتھ باندھ کر اب دوسری تکبیر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اب آپ نے رکوع پالیا۔

مسئلہ: رکوع کو پانے کی تعریف یہ ہے کہ آپ رکوع کے لئے امام کے ساتھ مل گئے آپ نے ایک تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم بھی نہ کہی لیکن آپ کے جھکنے سے آپ کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ گئے آپ کو رکوع مل گیا لہٰذا آپ کو رکعت مل گئی۔

مسئلہ: اگر کوئی اس قدر بیمار ہو کہ کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہیں وہ بیماری کی وجہ سے بستر پر لیٹا ہوا ہے ایسا شخص معذور ہے وہ بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر لیٹ کر نماز پڑھ لے یہ جائز ہے۔

مسئلہ: ایسا شخص جو مریض ہے اور چند گھڑی کھڑا رہ سکتا ہے یعنی آدھا منٹ کھڑا رہ سکتا ہے تو ایسا شخص تکبیر تحریمہ کھڑا ہو کر کہے پھر ہاتھ باندھ کر وہ ثناء پڑھے ثناء پڑھنے کے بعد اگر اس کی ٹانگیں جواب

دے جائیں تو اب وہ بیٹھ کر نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔ اس قدر طاقت ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہے تو اس کے لئے کھڑا ہونا ضروری ہوگا اور اگر بیٹھ کر وہ تکبیر تحریمہ کہے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: کوئی شخص اگر قیام ذرا سا ٹیک لگا کر بھی کر سکتا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے معمولی عذر پر قیام کو نہ چھوڑے۔

مسئلہ: ایک شخص اپنے گھر سے چل کر آیا کمزوری کی وجہ سے مسجد میں آ کر وہ تھکن کی وجہ سے وہ قیام کھڑے ہو کر ادا نہیں کر سکتا اگر وہ گھر میں ہی نماز ادا کرتا تو قیام کھڑا ہو کر ادا کر سکتا تھا ایسے شخص کے لئے مسجد میں آنا ضروری نہیں وہ گھر ہی میں قیام میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرے کیونکہ جماعت واجب ہے اور قیام میں کھڑا ہونا فرض ہے لہٰذا واجب کو ادا کرنے کیلئے فرض نہیں چھوڑ سکتا۔

مسئلہ: کسی شخص کو جریان کا مرض ہے ایسا شخص اگر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے گا تو قطرہ آ جائے گا اور بیٹھ کر نماز ادا کرے گا تو پاکی برقرار رہے گی ایسے شخص کے لئے قیام موقوف ہے۔ بشرطیکہ وہ ایک منٹ کھڑے ہو کر تکبیر کہہ لے اور اب قطرہ نہ آئے اور زیادہ دیر کھڑے رہنے سے قطرہ آتا ہو تو تکبیر تحریمہ کھڑا ہو کر کہے اور بقیہ نماز بیٹھ کر ادا کرے۔

مسئلہ: پیر میں کوئی ایسا زخم ہو گیا کہ اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا تو خون بہہ جائے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو خون نہیں بہے گا تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر قیام موقوف ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص اگر تھوڑا سا کھڑا رہ سکتا ہو جتنی دیر میں نیت کر سکتا ہے تو ایسے شخص کو نیت کھڑے ہو کر کرنی چاہیے۔

قرأت

قرأت نماز کا تیسرا فرض ہے کوئی شخص اگر نماز میں قرأت کو چھوڑ دے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: کوئی شخص اگر قرآن مجید کا ایک جملہ پڑھ لے تو قرأت ادا ہو جائے گی مثلاً کسی شخص نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھ لیا اس کا فرض ادا ہو گیا اب فرض ادا کرنے کے بعد صرف اسی سے نماز ادا نہیں ہوگی کیونکہ قرأت کرنا فرض ہے، سورۃ فاتحہ کا پورا پڑھنا واجب ہے، سورۃ فاتحہ کی ایک آیت بھی اگر رہ گئی تو

سجدہ سہو سے اس کا ازالہ ہوگا اگر بعد میں یاد آجائے تو نماز کو دوبارہ لوٹانا ہوگا اگر جان بوجھ کر کوئی آیت چھوڑی تو سجدہ سہو سے اس کا ازالہ نہیں ہوگا بلکہ نماز دوبارہ لوٹانا ہوگی۔

مسئلہ: سورۃ فاتحہ پڑھنے کے فوراً بعد بغیر کسی تاخیر کے دوسری سورۃ کا یا تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کو چھوٹی تین آیات کے برابر ہو ملانا، واجب ہے سورۃ فاتحہ ختم کی آمین کہنے کے بعد سوچ رہے ہیں کہ اب کون سی سورۃ پڑھوں اگر اس میں تین تسبیح سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ کی مقدار دیر کی تو اب آپ کا واجب ترک ہوگیا لہٰذا اس کا ازالہ سجدہ سہو سے ہوگا۔

مسئلہ: قرأت کی مقدار دیر کی تو اب آپ کا واجب ترک ہوگیا لہٰذا اس کا ازالہ سجدہ سہو سے ہوگا۔

مسئلہ: قرأت کی مقدار تین آیتوں پر مبنی ہو تین آیتوں کی تعریف یہ ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تین آیتیں جو واجب کو ادا کریں گی وہ آیتیں تیس حُروف پر مشتمل ہوں جیسے، اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْآن o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o یہ تین آیتیں ہیں مگر اس کا وزن سورہ کوثر کے برابر نہ بنا اس کے لئے نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: نماز میں یا نماز کے علاوہ جہاں لفظ پڑھنا آیا وہاں اتنی آواز سے پڑھے کہ خود اس کے کان سنیں بعض لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں مگر ان کا منہ بند ہوتا ہے اسی طرح درود شریف پڑھتے وقت منہ بند ہوتا ہے تسبیح ہل رہی ہوتی ہے اس طرح پڑھنا نہیں کہلائے گا نماز بھی اس طرح پڑھی ہے تو دوبارہ لوٹانی ہوگی۔ اتنی آواز سے نہ پڑھیں کہ دوسروں کی نماز خراب ہو کیونکہ ایسا کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ: آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے گاڑی گزری شور کی وجہ سے آپ کے کان نہیں سن پا رہے مگر آپ پڑھ رہے ہیں ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر آپ امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو نیّت کریں گے، تکبیر تحریمہ بھی کہیں گے، ثناء بھی پڑھے گے ثناء کے بعد تعوذ اور تسمیہ نہیں پڑھیں گے اس کے بعد سورۃ فاتحہ بھی نہیں پڑھیں کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے رکوع میں رکوع کی تسبیح، سجدے میں سجدے کی تسبیح پڑھیں گے، اس کے بعد سلام بھی پھیرے گے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ احادیث میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی؟

ایک وقت تھا جب امام کے پیچھے مقتدی بھی سورۃ فاتحہ پڑھتا تھا مگر جب یہ آیت نازل ہوئی۔

القرآن: (ترجمہ) جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور کان لگا کر سنو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

(سورۂ اعراف آیت ۲۰۴، پارہ ۹)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا ختم ہوگیا۔

مسئلہ: جس نماز میں بلند آواز سے قرأت ہوتی ہو یا آہستہ سے قرأت ہوتی ہو دونوں حالتوں میں خاموش رہنا چاہیے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں آواز نہیں آرہی لیکن امام قرأت کر رہا ہے۔

مسئلہ: قرأت میں مخارج درست ہونے چاہیے ہر عربی لفظ اپنے صحیح مخرج سے نکالنا ضروری ہے کیونکہ غلط مخارج معنیٰ کو بدل دیتے ہیں جس سے زندگی بھر کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں لہٰذا کوشش کر کے کسی قاری کے پاس بیٹھ کر مخارج صحیح کروائیں۔

﴿رکوع وسجود﴾

رکوع نماز کا چوتھا فرض ہے جھکنے کی حالت کو رکوع کہتے ہیں اس کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں رکوع کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے اور گھٹنوں کو اس طرح پکڑے کہ بیچ کی تین انگلیاں گھٹنوں کے اُوپر ہوں چھنگلیاں اور انگوٹھے سے گھٹنے کو پکڑ لے پیٹھ اس قدر برابر ہو کہ اگر اس پر پانی سے بھرا کٹورا رکھ دیا جائے تو وہ نہ چھلکے۔

مسئلہ: رکوع میں تسبیح سبحان ربی العظیم پڑھنا سنت ہے اس کو اگر چھوڑ دیا جائے تو نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: رکوع سے کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں اس میں ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا چاہیے کہ کمر سیدھی ہوجائے اگر اس نے قومہ نہ کیا تو نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

مسئلہ: دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں اس کی مقدار بھی اتنی ہے کہ کمر سیدھی ہوجائے یہ واجب ہے کوئی شخص اگر سجدے سے اٹھا اور ابھی کمر میں خم ہے فوراً سجدے میں چلا گیا تو اس نے واجب ترک کیا لہٰذا نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

سجدہ نماز کا پانچواں فرض ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے رب جل جلالہ، نے مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا یعنی جب میں سجدہ کروں تو سات ہڈیوں پر کروں۔

دو ہڈیاں ہاتھ کے پنجے، دو ہڈیاں پاؤں کے پنجوں کی، دو ہڈیاں گھٹنوں کی، ایک ہڈی ناک اور پیشانی کی یہ سات ہڈیاں ہوئیں۔

مسئلہ: آپ کی پیشانی زمین پر لگی مگر ناک کی سخت ہڈی نہیں لگی ہڈی کا ایک سرا لگا دوسرا نہیں لگا لہٰذا نماز ناقص ہوگئی۔

مسئلہ: پاؤں کے پنجوں کا زمین پر لگنے کے ساتھ ساتھ پیروں کی انگلیوں کا مڑ کر قبلہ رو ہونا بھی ضروری ہے اکثر انگلیوں کا مڑ کر قبلہ رو ہوجانا واجب ہے یعنی چھ انگلیوں کا مڑ کر قبلہ رو ہوجانا واجب ہے ایک انگوٹھا اور اس کے برابر والی دو انگلیاں یہ دونوں پیروں کی تین تین انگلیاں ان کا سجدے میں مڑ کر قبلہ رو ہوجانا واجب ہے اگر کسی کے نماز میں پیر اُٹھے ہوئے تھے تو اس کی نماز نہ ہوئی دوبارہ لوٹانی ہوگی کیونکہ پیروں کی انگلیوں کا مڑ جانا یہ واجباتِ سجدہ سے ہے۔

مسئلہ: دونوں پیروں کی دسوں انگلیاں سجدے میں مُڑ کر قبلہ رو ہوجانا سنت ہے۔

مسئلہ: بعض قالین، مصلّے اور جاء نمازیں بہت نرم ہوتی ہیں جس سے زمین کی سختی محسوس نہیں ہوتی لہٰذا ایسے نرم وملائم قالین پر سجدہ کرنے سے سجدہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کی پیشانی میں پھوڑا یا درد ہے جس کی وجہ سے وہ پیشانی یا ناک کی ہڈی زمین پر نہیں رکھ سکتا اگر رکھے گا تو خون بہہ جائے گی ایسی صورت میں اشارے سے سجدے کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: سجدے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب آپ سجدے میں جائیں تو پہلے دونوں گھٹنے لگیں، ہاتھ کے بعد میں ناک لگے اور پھر پیشانی لگے اور جب سجدے سے اُٹھیں تو اس کے برعکس کریں یعنی پہلے پیشانی کو اُٹھائیں پھر ناک کو، پھر ہاتھوں کو اس کے بعد گھٹنوں سے کھڑے ہوں۔

﴿قعدہ آخرہ﴾

یہ نماز کا چھٹا فرض ہے دو رکعت والی نماز کا پہلا قعدہ فرض ہے تین یا چار رکعتوں والی نماز میں پہلا

قعدہ واجب ہے اور دوسرا فرض ہے۔

مسئلہ: امام اگر پہلا قعدہ چھوڑ دے چونکہ پہلا قعدہ واجب تھا مقتدی کو چاہیے کہ وہ امام کو لقمہ نہ دے بلکہ خاموش رہے امام اگر کھڑا ہونے لگے تو مقتدی فوراً لقمہ دے دے تاکہ امام فوراً بیٹھ جائے مقتدی اس وقت تک لقمہ دے سکتا ہے جب تک امام کی کمر ٹیڑھی ہے اگر کمر سیدھی ہوگئی اب مقتدی لقمہ نہ دے۔ اب اگر مقتدی نے لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام تیسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہوگیا اب مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا اور وہ لوٹ کر قعدہ میں بیٹھ گیا لہٰذا اب امام کی نماز فاسد ہو جائے گی جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو تمام مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی امام نے آخری قعدہ نہیں کیا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا ایسا امام جب تک اس پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے دوبارہ لوٹ آئے مقتدی کو بھی چاہیے کہ وہ امام کو لقمہ دے کیونکہ اس نے فرض چھوڑ دیا۔

مسئلہ: امام نے اگر بھول سے پانچویں رکعت پڑھا دی پانچویں رکعت پڑھانے کے بعد اس میں ایک رکعت اور ملائے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ پہلی دو رکعتیں نفل اور آخری چار رکعتیں فرض کہلائیں گی۔

مسئلہ: دو رکعت والی نماز ہے امام نے آخری قعدہ نہیں کیا اور تیسری رکعت بھی پڑھ لی اُسے چاہیے کہ وہ ایک رکعت اور ملائے اس سے آخری دو رکعتیں تراویح اور پہلی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ اگر نماز تراویح ہو۔

مسئلہ: مغرب کی اگر چوتھی رکعت امام نے پڑھا دی اور تیسری رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا تو ایسی صورت میں مغرب کی نماز دوبارہ پڑھے گا۔

مسئلہ: تشہد پڑھتے وقت جب یہ الفاظ آئیں: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ تو شہادت کی انگلی اُٹھائیں اور جب اِلَّا اللّٰہ پر پہنچے تو انگلی نیچے رکھ دیں۔

مسئلہ: بعض لوگ تشہد میں انگلی اُٹھا کر اُنگلی گھماتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں ہے اسی طرح بعض لوگ

تشہد میں اُنگلی اُٹھانیکے بعد شہادت کی انگلی کر کے بقیہ چار انگلیوں کی مٹھی بنا کر رکھتے ہیں ایسا کرنا بھی درست نہیں ہے بلکہ اپنے ہاتھوں کو اُس کی اصلی حالت پر چھوڑ دیں۔

خروج بِصُنعہ

خروج بِصُنعہ نماز کا ساتواں اور آخری فرض ہے اس سے مراد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے خارج ہونا ہے۔

مسئلہ: آپ نماز پڑھ رہے ہیں قعدہ آخر میں بیٹھ کر سلام پھیرنے کی بجائے آپ گفتگو کرنے لگ جائیں ایسی صورت میں آپ کو نماز دوبارہ لوٹانا ہوگی امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک لفظ السلام علیکم کہنا واجب ہے چونکہ آپ السلام علیکم کہے بغیر نماز سے فارغ ہوئے اس لئے نماز دوبارہ لوٹانا ہوگی۔

مسئلہ: نماز سے خارج ہونے کے لئے پہلے سیدھی جانب کاندھے کو دیکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے پھر اُلٹی جانب کاندھے کو دیکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے کیونکہ بعض لوگ صف کے سب سے کونے والے آدمی کو دیکھتے ہیں بلکہ ایسا نہ کیا جائے اپنے کاندھوں کو دیکھا جائے۔

مسئلہ: بعض لوگ نماز کے دوران اور نماز سے خارج ہوتے وقت رفع یدین کرتے ہیں رفع یدین کا مطلب ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو بار بار اٹھانا۔ حالانکہ احادیث میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام میں سے کسی کو رفع یدین کرتا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم شمس قبیلے کے گھوڑے کے دموں کی طرح کیا کر رہے ہو اطمینان سے نماز پڑھا کرو۔ (مسلم شریف)

مسئلہ: رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا۔

مسئلہ: سلام پھیرنے کے علاوہ بھی نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے احادیث کی معتبر کتاب ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بیٹھا ہوا دیکھ کر کہا کہ آج میں تمہیں وہ نماز پڑھ کر نہ بتا دوں جو میں نے حضور ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ (حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنا اکثر وقت حضور ﷺ کے ساتھ گزارتے بعض اوقات کوئی سمجھتا کہ ایسا

لگتا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے اہلبیت سے ہیں جو اتنا قریب رہتے ہیں) صحابہ کرام نے کہا کہ اے عبداللہ! ہمیں وہ نماز پڑھ کر بتایئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو پہلی تکبیر کے لئے ہاتھ کانوں تک اُٹھائے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔ یہ نماز کے شرائط اور فرائض تھے جن پر خاص خاص مسائل بیان کئے گئے تاکہ عوام الناس کو باآسانی سمجھ میں آجائیں۔

مسئلہ: نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے اور اگر تذلُّل وانکساری کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اُٹھانا افضل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر نماز کو حقیر جان کر کسی نے ننگے سر نماز پڑھی تو یہ کفر ہے کیونکہ نماز جیسی عظیم الشان عبادت کی تحقیر کی لہٰذا ٹوپی یا عمامہ پہن کر ادب کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ: دوران نماز کسی کی ٹوپی گر جائے تو دوسرا شخص ہرگز نہ پہنائے کیونکہ ایسا کرنے سے نمازی کا دھیان بٹ جانے کا اندیشہ ہے بہتر یہ ہے کہ وہ خود پہن لے جب کہ بار بار نہ گرے۔

مسئلہ: امام قرأت یا رکوع کو کسی خاص شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لئے دراز کرنا، طویل کرنا منظور ہو تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر اللہ کے لئے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں حسنِ عمل پر مسلمان کی اعانت (اور یہ اس صورت میں واضح ہوتی ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے ان کی اٹکی ہو) تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز ہے بلکہ اگر حالت یہ ہو کہ یہ ابھی سر اُٹھائے لیتا ہے۔ تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو بڑھا دینا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا وضو وغیرہ کرے گا یا وضو کر رہا ہے اس کے لئے قدر مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھانا موجب ثِقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت ممنوع و ناجائز ہے۔ (احکام شریعت حصّہ دوئم)

مسئلہ: چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے، کانسی، تانبہ، لوہا اور

پیتل کی مطلقاً ناجائز ہیں گھڑی کی زنجیر سونے، چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ (جو نمازیں اس طرح پڑھیں ان کو لوٹانا واجب ہے)۔ (احکامِ شریعت حصّہ دوئم)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اس کا منکر کافر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

جمعہ کا وقت وقتِ ظہر ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے اس وقت کے اندر جمعہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ: جو شخص بیمار کا تیماردار ہو وہ جانتا ہے کہ جمعہ کی نماز کو جائے گا تو مریض کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا جس کی وجہ سے وہ مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: غلام پر جمعہ نہیں اور اس کا آقا منع کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: عورت پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: اندھے پر جمعہ فرض نہیں مگر اس اندھے پر فرض ہے جو شہر کی تمام گلیوں کوچوں میں بلاتکلف گھومتا پھرتا ہو اور بغیر پوچھے اور بغیر کسی مددگار کے جس مسجد میں چاہے پہنچ جاتا ہو۔

مسئلہ: اپاہج پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن ایسا اپاہج جو مسجد تک جا سکتا ہو تو اس پر فرض ہے۔

مسئلہ: ظالم بادشاہ، سامان چوری ہونے یا قید ہونے کا ڈر ہو تو اس پر بھی جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: آندھی طوفان یا سخت سردی جس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو بھی جمعہ فرض نہیں ہے۔

مسئلہ: نماز جمعہ کے لئے پہلے سے جانا اور مسواک کرنا، اچھے اور سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے جمعہ کے دن غسل کرنا سنّت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں جیسے کھانا، پینا، سلام و جواب، بات چیت کرنا وغیرہ یہ سب خُطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف بھی نہ کرے ہاں صرف خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جب خُطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا اور چُپ رہنا فرض ہے اگر کسی کو بُری بات کرتا دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: دورانِ خُطبہ نمازیوں کے کندھے پھلانگنا گناہ ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دورانِ خطبہ نمازیوں کے کندھے پھلانگتا ہے وہ جہنم کا پُل بنایا جائے گا۔

مسئلہ: خطیب نے مسلمانوں کے لئے دُعا کی تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔

مسئلہ: نام محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا تفسیر روح البیان، ردالمحتار شرح درمختار، شرح نقایہ، طحطاوی علی مراقی الفلاح، مسندِ الفردوس، مقاصدِ حسنہ اور موضاتِ کبیر کی روایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنّت ہے لیکن دورانِ خُطبہ نامِ محمد ﷺ پر بھی انگوٹھوں کو نہ چوما جائے البتہ خطیب چوم سکتا ہے۔

مسئلہ: دورانِ خطبہ حضور پاک ﷺ کا نام آئے تو حاضرین درود شریف زبان سے نہ پڑھیں بلکہ دل میں پڑھیں۔

مسئلہ: خطبۂ جمعہ کے علاوہ عیدین و نکاح کا بھی خطبہ سننا واجب ہے۔ (دُرِّ مُختار)

مسئلہ: جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سعی واجب ہے اور خرید و فروخت وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر کے پاس ہو بلکہ مسجد کے باہر اور منبر کے سامنے ہو اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ (خلاصہ و عالمگیری و قاضی خان و دیگر کتبِ فقہ)

مسئلہ: خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے کیونکہ خُطبہ و اقامت کے درمیان دنیاوی بات کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار، بہارشریعت)

عیدین کا بیان

نمازِ عید کا طریقہ

دو رکعت واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ، چھ زائد تکبیروں کے، پیچھے امام کے، منہ میرا کعبہ شریف کی

طرف یہ نیت کرے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثناء پڑھے پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر دوسری مرتبہ بھی اسی طرح کرے، تیسری مرتبہ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے تو امام تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی بھی سورہ پڑھے گا اور پھر رکوع میں جائے گا۔ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو تو پہلے سورہ فاتحہ اور کوئی بھی سورہ پڑھے پھر تین بار اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور نہ باندھے چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اس طرح دو رکعت چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ: امام کو رکوع میں پایا تو پہلے کھڑے ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہے پھر دیکھے اگر عید کی تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو عید کی تکبیریں بھی کہے اور پھر رکوع میں شامل ہو اور اگر غالب گمان ہو کہ اگر تکبیریں کہے گا تو امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو اللہ اکبر! کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع میں بغیر ہاتھ اٹھائے عید کی تکبیریں کہے اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو امام کے ساتھ رکوع سے سر اٹھا لے اور باقی تکبیریں چھوڑ دے کہ یہ ساقط ہو گئیں اب ان کو نہ کہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دوسری رکعت میں شامل ہو تو اپنی پہلی رکعت کی تکبیریں اس وقت کہے جب اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کو پورا کرنے کھڑا ہو۔

مسئلہ: آخری رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے شریک ہو تو اپنی دونوں رکعتیں چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پوری کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو مستحب ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک حجامت نہ بنوائے نہ ناخن کٹوائے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: بعد نماز عید مصافحہ اور معانقہ کرنا اچھا عمل ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: عید الاضحیٰ میں تکبیرِ تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں تاریخ تک کی عصر تک پانچوں وقت کی

ہر نمازوں کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: تکبیرِ تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے مقیم کی اقتداء کی اگرچہ وہ اقتداء کرنے والا عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور یہ لوگ اگر مقیم کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

گہن کی نماز

سورج گہن

سورج گہن کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے تنہا بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ: گہن کی نماز اس وقت پڑھیں جب سورج میں گہن لگا ہو گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اگر گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے تو اب بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اگر اس پر اَبر (بادل) آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: ایسے وقت میں گہن لگا کہ اس وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں سورج ڈوب جائے تو دعا ختم کردیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: گہن کی دو رکعتیں ہیں گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت ہے نہ بلند آواز سے قرأت اور نماز کے بعد دعا کریں دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (ردالمحتار و درمختار)

قضا نماز کا بیان

بلا شرعی عذر نماز قضا کردینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور سچّے دل سے توبہ کرے۔

مسئلہ: سوتے میں بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں ہوگا

لیکن جاگنے کے ساتھ ہی اور یاد آنے پر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے بلا وجہ دیر کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قضا نمازوں اور وقتی نماز میں ترتیب ضروری ہے جب کہ قضا نمازیں چھ سے کم ہوں یعنی اس صورت میں پہلے قضا نمازیں پڑھ لے پھر وقتی پڑھے جیسے آج کسی کی فجر و ظہر و عصر و مغرب قضا ہو گئیں تو وہ عشاء کی نماز نہیں پڑھ سکتا جب تک کہ ترتیب وار ان چاروں کی قضا نہ پڑھ لے۔

مسئلہ: ایک شخص پر کئی نمازیں ہیں مثلاً ایک شخص پندرہ برس میں بالغ ہوا کیونکہ پندرہ برس کی عمر میں مرد و عورت بالغ ہوجاتے ہیں اگر بالغ ہونے کی نشانیاں نہ بھی پائی جائیں تو بھی بالغ ہی تصوّر ہو جائے گا اب وہ پچیس سال کی عمر تک نمازی نہیں بنا اب اس پر دس سال کی قضائے عمری ہے اب اس کو ان دس سال کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی ورنہ آخرت میں عذاب ہوگا اب وہ ہر نماز کی فرض رکعتیں قضا کرے گا اور ساتھ میں تین وتر بھی قضا کرے گا۔ یعنی دن بھر کی بیس رکعتیں قضا کرے گا اسی طرح وہ جب سے بالغ ہوا اس وقت سے لے کر جب تک نمازی نہ بنا اس وقت کی نمازوں کا کاغذ اور قلم سے تخمینہ لگائے اور پھر قضا کرے۔

قضائے عمری کی نیت اس طرح کرے مثلاً فجر کی نماز قضا کر رہا ہے تو یوں کہے کہ دو رکعت فجر کی جو میری زندگی میں پہلے قضا ہوئی ادا کر رہا ہوں منہ میرا کعبہ شریف کے۔

ہر نماز کی اسی طرح نیت کرے ظہر کی ہے تو ظہر جو میری زندگی میں پہلے قضا ہوئی، عصر کی ہے تو یا مغرب، عشاء یا وتر ہیں تو سب میں اسی طرح نیت کرے۔

مسئلہ: قضائے عمری میں ترتیب واجب نہیں اگر کسی پر سال دو سال کی نمازیں قضا ہوئیں یا کم سے کم چھ نمازوں سے زائد اس کے ذمے ہیں تو اس پر ترتیب واجب نہیں۔

قضائے عمری کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ ہر فرض نماز کی سنت غیر موکدہ اور نفل چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ایک وقت کی نماز قضا کریں یوں حساب کتاب بھی رہے گا۔

اگر آپ دس دن کی ایک دن قضا کرنا چاہتے ہیں تو بھی اجازت ہے ہر شخص پر کچھ نہ کچھ قضا

نمازیں ہیں ہم سب کو چاہیے کہ اسے پڑھ لیں جب سب نمازیں پڑھ لیں گے تو آپ صاحبِ ترتیب ہوجائیں گے۔ صاحبِ ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذمے کوئی فرض نماز باقی نہ ہو۔

مسئلہ: بعض لوگ شبِ قدر یا آخر رمضان میں جو نمازیں قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھی کی قضا نمازوں کے لئے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل خیال ہے۔ (قانونِ شریعت)

مسئلہ: مقدس راتوں میں نوافل کی جگہ قضائے عمری ادا کریں یاد رکھیئے جس کے ذمہ فرائض ہیں اس کے نوافل قبول نہیں ہوتے۔

نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھ لینا ادا کہلاتا ہے اور وقت کے گزر جانے کے بعد پڑھنا قضا کہلاتا ہے...... بغیر شرعی عذر کے نماز قضا کردینا گناہ کبیرہ ہے اور...... قضا شدہ نماز کو ادا کرنا فرض ہے...... نیز یہ لازم ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے...... سچی توبہ یا حج مقبول سے تاخیر کا گناہ معاف ہوجائے گا...... یاد رکھیں...... توبہ تب ہی صحیح ہوگی جب قضا پڑھ لے...... اگر قضا نہ پڑھے اور فقط توبہ کئے جائے تو یہ توبہ حقیقت میں توبہ نہیں...... کیونکہ قضا نمازیں جب ذمہ پر باقی ہوں گی گناہ بھی باقی ہوگا...... اور جب گناہ پر قائم ہے تو توبہ کہاں ہوئی...... حدیث شریف میں فرمایا کہ گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس طرح ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شب قدر، جمعۃ الوداع یا کسی اور مبارک رات میں چار رکعت قضائے عمری کی نیت سے پڑھ لینے سے ساری عمر کی قضا ادا ہوجاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور بے حقیقت بات ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اس کو جلد سے جلد پڑھ لینا واجب ہے...... مگر بال بچوں کی گزر بسر اور اپنی ضروریات کی فراہمی...... نیز عورتوں کے لئے امور خانہ داری...... کی وجہ سے تاخیر جائز ہے...... کام کاج بھی کریں...... اور جو وقت فرصت ملے اس میں قضا بھی ادا کرتے رہیں...... یہاں تک کہ ساری قضا نمازیں ادا ہوجائیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کے لئے کوئی وقت معین نہیں جب بھی پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا۔مگر طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت نہ پڑھے کیوں کہ ان تین وقتوں میں نماز جائز نہیں۔

قضا نمازوں کا حساب یوں لگائیں

اگر وقت بلوغت معلوم ہو......تو اس وقت سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اس کا حساب لگانا ہوگا۔

اگر نمازوں کا حساب قمری سال سے لگائیں تو عمر کا حساب بھی قمری سال سے لگائیں......اگر بالغ ہونے کا وقت یاد نہ ہو......تو مرد بارہ سال کی عمر سے اور عورت نو سال کی عمر سے...... جو نمازیں نہیں پڑھیں۔اس کا حساب لگائے

مثلاً کسی کی عمر چالیس سال ہے......اور پانچ سال سے باقاعدہ نماز ادا کر رہا ہے......اور باقی سالوں کا یعنی 35 سال عمر کی نمازوں کا حساب لگانا ہے......اور یہ یاد نہیں کہ بالغ کب ہوا تھا......تو اگر مرد ہے تو 35 سال میں سے 12 سال نابالغی کے کم کرے...... باقی 23 بچ گئے۔اب ان سالوں کے دن نکالے......مثال کے طور عیسوی سال کے حساب سے ایک سال میں 365 دن ہوئے۔اب دنوں کو 23 سے ضرب دیں......تو آٹھ ہزار تین سو پچانوے جواب آتا ہے۔یعنی اس شخص پر آٹھ ہزار تین سو پچانوے (8935) دنوں کی نمازیں قضا ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

قضا نمازوں کی ادائیگی کے لئے یوں نیت کریں کہ......سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی......سب پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی...... اسی طرح جو قضا پڑھے اس کا نام لیں......اور ہمیشہ اس طرح نیت کرے کہ جو سب سے پہلی قضا ہوئی......کیونکہ جب وہ ایک ادا کرلے گا تو اب دوسری والی ہی قضا میں پہلے نمبر پر آجائے گی۔

یاد رکھیں......قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف فرض اور وتر ادا کئے جائیں گے......اور یہ بیس 20 رکعتیں ہوتی ہیں......یعنی دو فرض فجر کے......چار فرض ظہر کے......چار فرض عصر کے......تین فرض

مغرب کے......چار فرض عشاء کے......اور تین وتر عشاء کے......سنتیں موکدہ ہوں یا غیر موکدہ قضا میں سنتیں نہیں پڑھیں جاتیں......اور اسی طرح وہ نوافل جو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھنے کا معمول ہے۔وہ بھی قضا میں نہیں پڑھیں گے......بلکہ جسکے ذمہ قضا نمازیں ہوں اسکو چاہیے کہ وقتی نمازوں کے ساتھ پڑھے جانے والے نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری پڑھے......نیز مقدس راتوں (مثلاً شب برات و شب قدر) میں جو ساری رات نوافل پڑھنے کا معمول ہے یہاں بھی نوافل کی جگہ قضائے عمری ادا کریں۔

اگر قضا نمازیں بہت زیادہ ہوں تو آسانی کیلئے یوں ادا کریں کہ......ہر رکوع ہر سجدے میں تین تین دفعہ......**سبحان ربی العظیم** اور **سبحان ربی الاعلی** کہنے کے بجائے ایک دفعہ کہہ لیا کریں۔دوسری چھوٹ یہ ہوسکتی ہے کہ......فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف پڑھنے کے بجائے تین دفعہ سبحان اللہ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں لیکن یہ اجازت فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ہے......وتروں کی تینوں رکعتوں الحمد شریف اور سورۃ ضرور پڑھی جائے گی......اور تیسری تخفیف یہ ہوسکتی ہے کہ آخری التحیات میں درود اور دعا کی جگہ صرف **اللھم صلی علی محمد و الہ**......پڑھ کر سلام پھیر دیں......اور چوتھی چھوٹ یہ ہوسکتی ہے کہ وتروں میں اللہ اکبر......کہنے کے بعد دعائے قنوت کی جگہ ایک بار یا تین بار رب اغفرلی کہہ کر رکوع میں چلیں جائیں۔

مسافر کی نماز کا بیان

شرع میں مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔

مسئلہ: دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مطلب نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ دن کا اکثر حصہ مراد ہے مثلاً شروع صبح وصادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوں ہیں یا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے۔دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادتاً جتنا آرام لینا چاہے اتنا درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد درمیانی چال ہے نہ تیز نہ سست۔خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور

پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لئے مناسب ہو اور دریا کی کشتی کی چال اس وقت کی جب کہ ہوا نہ بالکل رکی ہو نہ تیز ہو۔(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: خشکی کے صاف راستے میں ساڑھے ستاون میل (571/2) کی راہ ریل یا موٹر وغیرہ سے ایک گھنٹہ میں طے ہو جاتی ہے تو اس ریل یا موٹر وغیرہ کا مسافر ایک ہی گھنٹہ میں شرعی مسافر ہو جائے گا اور قصر وغیرہ سفر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

مسئلہ: سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر وہ دن کی راہ کے ارادے سے نکلا اور وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کرلیا اور یہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے تو اس طرح مسافر نہ ہوگا چاہے ساری دنیا گھوم آئے مسافر اس وقت کہلائے گا جب تک ایک جگہ سے پورے تین دن کی راہ کا ارادہ نہ کرے۔(درمختار)

مسئلہ: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچے سے بیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔(عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔

مسئلہ: مغرب، فجر میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھے صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرض میں قصر ہے۔

مسئلہ: اگر مسافر قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: مقیم مسافر کی اقتداء کرسکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ اتنی دیر چپ کھڑا رہے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔(درمختار)

مسئلہ: امام اگر مسافر ہے تو امام کو چاہئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کہہ دے کہ مسافر ہوں۔

مسئلہ: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی ناجائز ہے نابالغ بچہ یا معتوہ۔(بوہرے) کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی ساتھ میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔(عالمگیری)

تراویح کی نماز کا بیان

تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے جو رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے بے شک سرکارِ اعظم ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے۔(بحوالہ: بیہقی، کتاب برہان الصلوٰۃ)

مسئلہ: تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ہے۔(ھدایہ)

مسئلہ: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے اگر مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گناہگار ہو جائیں گے اور اگر کسی نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں۔

مسئلہ: تراویح جس طرح مردوں پر سنتِ مؤکدہ ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔

مسئلہ: جس نے عشاء کے فرض نہیں پڑھے وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر جب تک فرض ادا نہ کرے۔

مسئلہ: جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی اور تراویح جماعت سے پڑھی تو وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: مہینے بھر کی کل تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل ہے۔لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو نہ چھوڑے۔(دُرِّمُختار)

مسئلہ: حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھوانا ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں ہے کہ پیشتر سے مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر یہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے۔المعروف کالمشروط (معروف مشروط کی مانند ہوتا ہے) ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا کچھ نہیں لوں گا پھر پڑھے اور لوگ حافظ کو کچھ بطور

خدمت و مدد کے دیں تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ الصریح یفوق الدلالۃ۔(قانونِ شریعت)

مسئلہ: تراویح میں قرآن اتنی جلدی نہ پڑھا جائے کہ الفاظ سمجھ میں نہ آئیں اور مخارج صحیح ادا نہ ہوں۔

وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وقت پر وتر ادا نہ کیے تو قضا واجب ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھے۔ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے وہ ربنا اٰتنا پڑھے اور یہ بھی نہ بن پڑے تو وہ تین بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہے(عالمگیری)

مسئلہ: اگر قعدہ اولیٰ ادا نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو پھر بیٹھنے کی اجازت نہیں بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔(درمختار و ردالمختار)

مسئلہ: اگر دعائے قنوت بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو نہ رکوع میں پڑھے نہ قیام کی طرف لوٹ کر کھڑے ہو کر پڑھے بلکہ چھوڑ دے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ: وتر کی نماز جماعت کے ساتھ صرف رمضان میں پڑھی جائے رمضان کے علاوہ جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

قبلہ رُخ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے جائیں اور تسبیحاتِ سجدہ پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ جائیں بس سجدہ تلاوت مکمل ہوگیا، سجدہ تلاوت میں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: کھڑے ہو کر سجدے میں جائیں تو افضل ہے اور اگر بیٹھے بیٹھے سجدہ کیا تو بھی ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: نماز فجر اور عصر کے بعد سجدہ تلاوت کرسکتے ہیں اور قضا بھی کرسکتے ہیں صرف تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہر قسم کی رکوع و سجود والی نماز اور سجدہ مکروہ تحریمی ہے (۱) غروب آفتاب سے پہلے تقریباً 20 منٹ کا وقت (۲) طلوع آفتاب سے پہلے تقریباً 20 منٹ (۳) زوال کا وقت۔البتہ اگر اس دن

کی عصر کی نماز کوتاہی کے سبب نہ پڑھی تو پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز کو قضا کرنے سے اُسے کراہت کے ساتھ ادا کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جیسے ہی تلاوت کے دوران سجدہ تلاوت آئے اسی وقت سجدہ تلاوت کیا جائے۔

مسئلہ: اگر نماز کے اندر سجدہ تلاوت بھول گئے ہیں اور بروقت ادا نہیں کیا تو نماز کے اندر یاد آنے پر ادا کریں اور سجدہ سہو بھی کریں اگر نماز کے اندر یاد نہیں آیا اور نماز سے فارغ ہوگئے تو نماز ادا ہو جائے گی اور نماز کے اندر بھولے ہوئے سجدہ تلاوت کی قضا خارجِ نماز نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔اگر نماز کے علاوہ تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ آگئی اور بروقت سجدہ ادا نہیں کیا تو بعد میں یاد آنے پر کرلیں۔جبکہ مکروہ اوقات نہ ہوں۔

مسجد کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھی جگہ مسجد ہے اور سب سے بُری جگہ بازار ہے مسجد کا ادب و احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مسئلہ: قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ یوں ہی چھوٹے بچوں کے پاؤں قبلہ کی طرف کرکے لٹا دینا مکروہ ہے اور اس کی بُرائی لٹانے والے پر ہے۔(درمختار)

مسئلہ: قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکنا سخت گناہ ہے۔

مسئلہ: مسجد کی چھت پر بھی گندگی کرنا حرام ہے مسجد کی چھت کا بھی مسجد کی طرح ادب ہے۔(غُنیہ)

مسئلہ: مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔(درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے۔اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے اگر کوئی اسی نیت سے مسجد میں گیا اور بیچ میں پہنچا تھا کہ پچھتایا تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا ہے اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو تو جس طرف سے آیا تھا واپس جائے۔(درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑنا یہ ناجائز ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو دینا بھی منع ہے۔

مسئلہ: مسجد میں اگر کوئی شخص سائل کو ایک روپیہ دے تو اس کا کفارہ ستر گنا مسجد کے باہر ادا کرے۔

مسئلہ: کچا لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کو بغیر دور کئے مسجد میں نہ جائے حتیٰ کہ جو مریض کوئی بدبو دار دوا مثلاً گندھک وغیرہ لگائے ہو تو وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ کوڑھی یا کسی اور گندے مرض والے بلکہ اس بدزبان کو بھی جو لوگوں کو زبان سے تکلیف دیتا ہے مسجد سے روکا جائے گا۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: مسجد میں نہ ہنسا جائے مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے۔

مسئلہ: مسجد میں دنیاوی باتیں نہ کی جائیں مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے سے ساٹھ سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔

﴿روزے کا بیان﴾

ہر چیز کی زکوٰۃ ہے جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

حدیث شریف: ابوداؤد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی ماہ کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند نظر آتا دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔

انسان کے جسم میں پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعے سے کوئی چیز بدن کے اندر داخل ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۱)......منہ یعنی حلق کے ذریعے سے کوئی چیز اندر داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۲)......ناک کے ذریعے سے کوئی چیز اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۳)......کان کے ذریعے سے کوئی چیز اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۴)......پیشاب کے مقام سے کوئی چیز اندر داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (اس میں مرد کا استثناء ہے)

۵)...... پاخانے کے مقام سے کوئی چیز اندر داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑا تو اس کا کفارہ پے در پے ساٹھ روزوں کا رکھنا ہے اور ایک روزہ اسکی قضا کا اور باقی ساٹھ روزے کفارے کے ٹوٹل 61 روزے رکھے گا۔

مسئلہ: روزہ ٹوٹنے یا توڑنے کی صورت میں وہ پورا دن روزے کا سا گزارے گا رمضان کا احترام کرے گا۔

مسئلہ: ایسی بیماری ہے کہ روزہ توڑنا ضروری ہے تو ایسی صورت میں صحت یاب ہونے کے بعد وہ ایک روزہ رکھ کر اسکی صرف قضا کرے گا۔

مسئلہ: منہ میں کوئی زخم ایسا آیا جس سے خون نکلا اور آپ کو غالب گمان ہے کہ خون کو نگل لیا گیا ہے تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ساری ٹوٹنے کی صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں صرف ایک

روزے کی قضا واجب آئے گی۔

مسئلہ: دانت میں کوئی چیز پھنسی ہوئی تھی اس کی مقدار علماء نے سمجھانے کے لئے چنا برابر لکھا چنے کے برابر کوئی چیز دانت میں پھنسی ہے یا منہ میں رہ گئی اور اسے جان کر کے نگل گیا تو ایسی صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ باریک کوئی چیز نگل گئے تو روزہ نہیں جائے گا بلکہ چنے کے برابر کوئی چیز حلق سے نیچے اتر جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ذرہ کتنا ہی چھوٹا ہو اسے منہ سے باہر نکال کر پھر دوبارہ منہ میں ڈال کر نگل لے گا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر بتی جل رہی تھی یہ جاننے کے لئے کہ خوشبو کیسی ہے اس نے جان بوجھ کر دھوئیں کو کھینچا اور وہ اس کے حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

مسئلہ: راستے سے گزر رہا تھا گاڑی وغیرہ کا دھواں نادانستہ طور پر حلق میں چلا گیا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جان بوجھ کر اگر کھینچے گا روزہ ٹوٹ جائے گا یہی حکم کھانے پکانے والوں کا بھی ہے روزے کی حالت میں لوبان اور اگر بتی جلانے سے پرہیز کریں۔ فقیر قسم کے لوگ جو دکانوں پر لوبان کی دھونی دیتے پھرتے ہیں انہیں سختی سے منع کیا جائے۔

مسئلہ: عطر لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ عطر کے سونگھنے سے اس کے کوئی اجزاء پیٹ میں نہیں پہنچتے۔

مسئلہ: ایک شخص نہا رہا ہے نہانے کے دوران ناک میں پانی چڑھا یا وضو میں ناک میں پانی چڑھانے میں پانی حلق کے نیچے یا دماغ میں پہنچ گیا دونوں حالتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا دماغ میں پانی پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ ایک تلخی دماغ میں محسوس ہوتی ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ پانی دماغ میں پہنچ گیا ہے اس طرح روزہ ٹوٹنے پر صرف ایک روزہ قضا کرنا ہوگا۔

مسئلہ: آپ سو رہے تھے احتلام ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا خدانخواستہ بدنگاہی سے احتلام ہو گیا اب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا عموماً بندہ رات میں ناپاک ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ سحری کرنے سے پہلے غسل

کرلے تاکہ غرغرہ بھی صحیح ہوجائے اور ناک میں پانی بھی صحیح پہنچ جائے فرض کریں کہ ایک شخص پر غسل فرض ہوگیا اور جب سحری کے لئے اٹھا تو روزہ بند ہونے میں چند منٹ باقی بچے اب اگر وہ غسل کرے گا تو سحری کا وقت ختم ہوجائے گا ایسی صورت میں وہ دومنٹ کے اندر کلّی کرے اور غرغرہ کرلے اس کے بعد ناک میں پانی اچھی طرح چڑھالے پھر جلدی سے سحری کرلے سحری کرنے کے بعد اب وہ پورے بدن پر پانی ڈال لے کہ کوئی بال برابر جگہ سوکھی نہ رہے تو غسل ہوجائے گا۔

مسئلہ: اگر کان میں پانی ڈالا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا مثلاً آپ نہارہے تھے نہانے میں اگر کان میں پانی آپ نے خود ڈالا یا نادانستہ طور پر چلا گیا دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: پانی کے علاوہ جان بوجھ کر اگر کان میں دوا یا تیل ڈالا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں آپ بیت الخلاء گئے اور پاخانہ کیا پاخانہ کرنے کے بعد عموماً لوگ پاخانے کے مقام کو زور دے کر استنجاء کرتے ہیں جس کی وجہ سے پاخانے کے اندر کا مقام باہر آجاتا ہے اس طرح اگر آپ نے پانی استعمال کیا تو ظاہر ہے اس اندر کے مقام والے راستے سے پانی اوپر چلا جائے گا جس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: پیٹ کے درد کی وجہ سے مریض کے پاخانے کے مقام سے ایک مادہ داخل کیا جاتا ہے جس سے مریض کو دست ہوجاتے ہیں ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ہمارے یہاں بیماری یہ نکل آئی ریڈیو، ٹی وی ہونے کے باوجود ہم جب تک اذان نہ سن لیں یا جب تک اذان ختم نہ ہوجائے اس وقت تک کھانے کی کارروائی جاری رکھتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ سحری کا جو وقت ختم ہونے کا ہے اس سے پانچ منٹ پہلے روزہ بند کرلیں تاکہ اگر گھڑی آگے پیچھے ہو تو روزہ ضائع نہ ہوجائے اذان کا انتظار نہ کریں کیونکہ اذان روزہ بند کرنے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ نماز کے لئے ہوتی ہے۔ اور اذان کا وقت سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

مسئلہ: غروب آفتاب کا وقت معین ہے اس میں بھی دو چار منٹ تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: قے یعنی الٹی منہ بھر بھی آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا روزہ اس وقت ٹوٹے گا جب آپ نے جان بوجھ کر انگلی ڈالی ہو۔

مسئلہ: تھوک کو نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر تھوک کو جمع کرکے ایک ساتھ نگلنا بُرا ہے۔

مسئلہ: کھانسی آئی اور بلغم بھی آگیا تو بلغم تھوک دے اگر حالت نماز میں بلغم آگیا تو نگل جائے کیونکہ بلغم کے نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: قے آئی تو قے کا کچھ حصہ آپ نے نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: حالت روزہ میں انجکشن لگانے میں دورائے ہیں اگر دوائی والا لگائیں تو نہیں ٹوٹے گا اور غذا والا لگائیں تو ٹوٹ جائے گا۔ اس سلسلے میں مشورہ یہی ہے کہ حالت روزہ میں انجکشن کوئی بھی نہ لگایا جائے سحری سے پہلے لگالیں یا افطاری کے بعد لگالیں۔

روزہ نہ رکھ سکیں تو کیا احکامات ہیں

کوئی شخص بیمار ہے روزہ نہیں رکھ سکتا ایسا شخص جتنے روزے پالے وہ رکھ لے جو رہ جائیں صحت یابی کے بعد اس کی قضا کرے مسافر پر روزے کی وقتی طور پر چھوٹ ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کی مسافری میں تین دن کے روزے رہ گئے مثلاً تیسواں چاند تھا ستائیس روزے اس نے رکھے تین رہ گئے تو کوشش کرے کہ وہ عید کے بعد فوراً رکھ لے۔

مسئلہ: عورت کے یہاں بچہ پیدا ہوا وہ ناپاک ہے نفاس والی ہے وہ روزہ نہیں رکھے گی اسی طرح کسی عورت کو حیض آتا ہو وہ بھی روزے نہیں رکھے گی لیکن یہاں کچھ ابہام ہے کہ عورت کو جتنے دن حیض آئے اگر اسے عادت مسلسل سات دن کی ہے اور چھ دن میں حیض بند ہوجائے تو وہ ساتویں دن کا بھی انتظار کرے اپنی عادت پوری کرے۔

مسئلہ: نفاس کی مدت چالیس دن نہیں جیسا کہ عورتوں میں مشہور ہے بچے کی ولادت کے ایک ہفتے بعد عورت مطمئن ہوگئی کہ خون بند ہوگیا ہے اس کے بعد وہ روزے بھی رکھے اور نمازیں بھی پڑھے اگر بیس دن کے بعد مطمئن ہوجائے کہ اب خون نہیں آرہا تو وہ بیس دن کے بعد غسل کرکے نمازیں بھی پڑھے

اور روزے بھی رکھے۔

مسئلہ: چالیس دن کے بعد بھی اگر عورت کو خون آئے تو اب اس کو نفاس نہیں کہیں گے بلکہ اس کا نام فقہاء نے استحاضہ رکھا ہے استحاضہ اصل میں بیماری ہے۔

مسئلہ: کینسر جب ایسی حد کو چھوجائے کہ اب مریض کی صحت یابی ممکن نہیں یعنی مریض اب پوری زندگی روزے نہیں رکھ سکے گا ایسی صورت میں ایسا مریض فدیہ دے گا۔

مسئلہ: ایک شخص شوگر میں مبتلا ہے اس مرض میں بھوکا رہنا شوگر کو بڑھاتا ہے ایسی صورت میں بھی وہ فدیہ دے گا۔

مسئلہ: آج کل ہلکا سا بخار ہوجائے ڈاکٹر نماز روزے کا منع کردیتے ہیں ان ڈاکٹروں کی بات نہیں مانی جائے گی شرعی اعتبار سے ڈاکٹروں کا دیندار ہونا ضروری ہے کیونکہ دیندار ڈاکٹر ہلکی پھلکی بیماری میں نماز، روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دے گا۔

فدیہ کی رقم

فدیہ کتنا ہے علماء نے اسکی مقدار سوا دو سیر آٹے کی قیمت بتائی اس زمانے میں جو دو کلو اور کچھ اوپر بنتا ہے آپ ایک روزے کا فدیہ دو کلو اور دو سو گرام آٹا یا اس کی قیمت دے دیں یہ ایک روزے کا فدیہ ہے۔

مسئلہ: فدیہ کی رقم نقد کی شکل میں بھی دے سکتے ہیں اسی طرح تیس روزے کا فدیہ بھی ایک ہی شخص کو دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: فدیہ صحیح العقیدہ سنّی مسلمان کو دیں بدمذہبوں کو دینے سے فدیہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: فدیہ شرعی فقیر کو دیں شرعی فقیر وہ جو زکوٰۃ کا مستحق ہو اس کو فدیہ دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: ماں باپ اگر بہت زیادہ ضعیف ہیں کہ ان میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور نہ ہی آئندہ طاقت آنے کی امید ہے تو ان کی اجازت ان کی نیت شامل کرکے اولاد ان کی طرف سے فدیہ دے سکتی ہے۔ پھر اگر طاقت آگئی تو ان کو سارے روزے قضا کرنے ہوں گے۔

﴿روزے کی قسمیں﴾

فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض معیّن (۲) فرض غیر معیّن۔

واجب کی دو قسمیں ہیں (۱) واجب معیّن (۲) واجب غیر معیّن۔

رمضان کے روزے فرض معیّن ہیں ان کی قضا غیر معیّن ہے اگر کسی نے یہ کہا میرا فلاں کام ہوگیا تو پیر کے دن روزہ رکھوں گا یہ واجب معیّن ہے۔

اگر کسی نے یہ کہا کہ میرا یہ کام ہوگیا تو میں تین روزے رکھوں گا یہ واجب غیر معیّن ہے۔

مسئلہ: ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ اور ایک عید الفطر کے دن یہ پانچ روزے رکھنا حرام ہیں۔

مسئلہ: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ باتیں کرنا، کسی کو تکلیف دینا یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ بھی مکروہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کے لئے عذر یہ ہے مثلاً شوہر یا آقا بد مزاج ہے نمک کم وبیش ہوگا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ اور کوئی ایسا ہے جو اسے چبا کر دے تو بچہ کو کھلانے کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (دُرِّ مختار)

چکھنے کے معنی وہ نہیں جو آج کل بولا جاتا ہے کہ کسی کا مزہ معلوم کرنے کے لئے اس میں سے تھوڑا کھا لیا کہ ایسے چکھنے سے مکروہ ہونا تو درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ اگر کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ پہچان لیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ جانے نہ پائے ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے اگر نہ چکھا تو نقصان ہوگا تو چکھنے میں حرج نہیں۔ (دُرِّ مختار)

مسئلہ: منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی درست نہیں اور روزے کی حالت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایک آدمی دن بھر روزہ رکھنے کے بعد وہ یہ سمجھ کر کہ جتنی تکلیف زیادہ ہوگی ثواب اس قدر زیادہ ملے گا تو وہ افطار کے وقت نہ افطار کرے اور نہ سحری کے وقت سحری کرے اور جان بوجھ کر دوسرے دن روزہ رکھ لے اس کو علماء نے مکروہ تنزیہی لکھا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ تو میری ماں جیسی ہے یہ الفاظ اگر طلاق کی نیت سے کہے تو طلاق واقع ہوجائے گی یہ الفاظ اگر غصے میں اپنی بیوی سے کہہ دیئے تو علماء نے اس کا نام ظہار رکھا، ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا تو اس پر اس کی بیوی حلال نہیں۔ ایسے شخص کو اب ساٹھ روزے پے در پے رکھنے ہوں گے ساٹھ روزے رکھنے کے بعد اب اس کی بیوی اس کے لئے حلال ہوگی اگر اس نے اُنسٹھ روزے رکھے اور ایک روزہ چھوڑ دیا تو پھر شروع سے دوبارہ ساٹھ روزے رکھے گا۔

﴿نیت کا وقت﴾

مسئلہ: ایک آدمی اگر رات میں یہ نیت کرلے کہ میں صبح کا روزہ رکھوں گا اس نے سحری نہیں کی اس کی نیت ہوگئی۔

مسئلہ: ایک شخص سو گیا اس نے سحری نہیں کی اس کی آنکھ صبح دس بجے کھلی اب وہ نیت کرلے تو روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ: نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے ایک شخص رات کو روزے کی نیت کر کے سو گیا وہ سحری کے وقت نہ اٹھا اور صبح دس بجے آنکھ کھلی تو اب نیت بھی کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ رات کو وہ نیت کر کے سویا تھا اس کا روزہ ہوگیا۔

مسئلہ: سحری کا کرنا بھی روزے کی نیت ہی ہے کیونکہ سحری روزے کے لئے ہی کی جاتی ہے کیا کوئی شخص رات میں اٹھ کر اہتمام سے کھانا کھاتا ہے۔

مسئلہ: ایک آدمی کی آنکھ سحری کا وقت ختم ہونے سے دس منٹ پہلے کھلی وہ ناپاک بھی ہے ایسی صورت میں وہ شخص کلی بھی کرے وضو کرے اور سحری بھی کرے اب سحری کرنے کے بعد روزے کا وقت شروع

ہوگیا اب وہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے لئے غسل کرے اور نماز ادا کرلے مطلب یہ کہ ناپاکی کی حالت میں بھی روزے کی نیت بھی ہوجائے گی اور روزہ بھی ہوجائے گا۔

مسئلہ: ایک شخص کی آنکھ صبح دس گیارہ بجے کھلی اب اس شخص نے یہ نیت کی کہ میں اب سے روزہ دار ہوں اس نیت سے روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ گیارہ بجے سے روزہ نہیں ہوتا۔ روزہ اس وقت ہوگا جب یہ نیت کی جائے کہ میں آج کے روزے کی نیت کرتا ہوں یہ نیت صحیح ہے اب روزہ ہوجائے گا۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ اور منجن استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اس میں غالب گمان ہے کہ کہیں اس کے ذرات حلق سے نیچے نہ اتر جائیں جس سے روزے ٹوٹ جائے گا۔

﴿اعتکاف کے مسائل﴾

اعتکاف کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے واسطے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف تین قسم کے ہیں (1) واجب (2) سنت مؤکدہ (3) مستحب

﴿اعتکاف واجب﴾

یہ نذر کا اعتکاف ہے جیسے کسی نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا تو یہ اعتکاف واجب ہوگیا اس کو پورا کرنا ضروری ہے اعتکاف واجب کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے بغیر روزہ کے صحیح نہیں ہے۔

﴿اعتکاف سنّت مؤکدہ﴾

یہ اعتکاف رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد سے انتیسویں کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ (اگر اس تاریخ کو چاند نہ ہوا تو تیسویں کے غروب آفتاب کے بعد نکلے) اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب اعتکاف کی نیت کی تو سنتِ مؤکدہ ادا نہ ہوگی۔ یہ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے کہ اگر سب چھوڑ دیں تو سب پکڑے جائیں اور اگر ایک نے

بھی کرلیا تو سب پر بوجھ ختم اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ (درمختار، ہندیہ، ہدایہ)

اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب کے واسطے روزہ شرط نہیں یہ تھوڑی دیر کا بھی ہوسکتا ہے مسجد میں جب بھی جائیں اعتکاف کرلیا جائے کہ میں نے نیت کی مستحب اعتکاف کی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد کے اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے اور عورت اپنے گھر کی اس جگہ میں اعتکاف کرے جو جگہ نماز کے لئے مقرر کی ہو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اعتکاف کرنے والے کو بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے بھول کر ہی نکلا ہو۔ اسی طرح عورت اگر اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلی تو اعتکاف جاتا رہے گا چاہے گھر ہی میں رہے۔ (عالمگیری وردالمحتار)

مسئلہ: مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ایک طبعی دوسرا شرعی۔ طبعی عذر یہ ہے کہ جیسے پیشاب، پاخانہ، فرض غسل یا وضو (جب کہ غسل یا وضو کی جگہ مسجد میں نہ ہو مسجد میں بڑا حوض نہ ہو) شرعی عذر یہ ہے کہ جیسے عید یا جمعہ کی نماز کے لئے جانا ہے اگر اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو جماعت کے لئے بھی جا سکتا ہے ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ سے باہر جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا اگرچہ بھول کر ہی جائے۔ (قانونِ شریعت)

مسئلہ: اگر نفل اعتکاف توڑ دے تو اس کی قضا نہیں اور سنت مؤکدہ اعتکاف اگر توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا ادا کرنا ہوگی پوری دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور اگر منّت کا اعتکاف توڑا اور مقرر مہینے کی منّت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے ورنہ اگر علَی الاِتّصَال واجب ہوا تھا تو (نئے) سرے سے پھر سے اعتکاف کرے اور اگر علَی الاِتّصَال واجب نہ ہوا تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (قانونِ شریعت)

زکوٰۃ کا بیان

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے برباد ہوتا ہے اور فرمایا کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو قلعوں میں بند کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو۔ اور بَلا نازل ہونے پر دعا اور تَضَرُّع سے استعانت کرو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گے۔ جب تک پوری چاروں کو نہ بجالائے وہ چار چیزیں یہ ہیں (1) زکوٰۃ (2) نماز (3) روزہ (4) حج اور فرمایا جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (بحوالہ: طبرانی اوسط، ابوداؤد، امام احمد، طبرانی کبیر)

مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار و مَرْدُوْدُ الشَّہادَۃ۔ (عالمگیری)

مسئلہ: زکوٰۃ ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے نابالغ بچے پر زکوٰۃ فرض نہیں مثلاً کسی کے والد کا انتقال ہوگیا نابالغ بچے کے حصّے میں والد کے ترکے سے کوئی چیز آئے اور اسے محفوظ کرلیا نابالغ بچے کے اس مال پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مسئلہ: عاقل اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ کوئی شخص ارب پتی ہے اس کا بینک بیلنس بھی ہے مگر وہ پاگل ہے مجنون ہے ایسے شخص پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہو یا اتنی ہی رقم ہو اور ایک سال بیت گیا ہو مقروض بھی نہ ہو ایسے شخص پر زکوٰۃ کا دینا فرض ہے۔

مسئلہ: کل مال کا تخمینہ لگا کر اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے یعنی ایک لاکھ روپے یا اس کی مالیت پر ڈھائی ہزار روپے زکوٰۃ دی جائے۔

مسئلہ: زکوٰۃ دیتے وقت نیت (دل کا ارادہ) شرط ہے جسے زکوٰۃ دی جارہی ہے اس کو یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اسے تحفہ، نذرانہ یا ہدیہ کہہ کر بھی دی جاسکتی ہے اور دل میں زکوٰۃ کی نیت کرلی جائے بلکہ اگر کوئی شخص سخت ضرورت مند ہے زکوٰۃ کا مستحق بھی ہے لیکن وہ زکوٰۃ لینا نہیں چاہتا اور اسے زکوٰۃ

کہہ کر دیں تو وہ نہیں لے گا تو اسے ادھار اور قرض کہہ کر دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

مسئلہ: ایسا شخص جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی رقم اس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

مسئلہ: بدمذہب بے دین کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ: سید اور ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: والد اور والدہ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: دادا، دادی اور ان کے والدین چاہے کتنے ہی درجے اوپر ہوں ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: نانا، نانی اور ان کے والدین چاہے کتنے ہی درجے اوپر ہوں ان کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: بیٹا، بیٹی اور ان کی اولاد چاہے کتنی ہی درجے نیچے ہوں کسی کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: مسلمان، عاقل اور بالغ کو جو زکوٰۃ کا مستحق ہو یعنی اس کے پاس اپنی حاجت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی رقم نہ ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: چچا، چچی اور ان کی اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: خالو، خالہ اور ان کی اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: پھوپھا، پھوپھی اور ان کی اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: ماموں، ممانی اور ان کی اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے والے طالبِ علم کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: مسافر اگرچہ مالدار ہو لیکن سفر میں اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو ایسے شخص کو بقدرِ ضرورت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: ایسا شخص جو مالکِ نصاب ہو لیکن اس نے اپنا مال کسی کو قرض دیا ہے اور خود مفلس ہوگیا تو ایسے شخص کو بقدر ضرورت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: داماد اور بہو کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: وہ اشیاء جن کی انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت ہو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ وہ چیزیں یہ ہیں۔

(1) رہنے کا مکان (2) پہننے کے کپڑے

(3) گھر کے برتن (4) بستر، مسہری (لحاف، کمبل، گدے وغیرہ)

(5) گھر کا فرنیچر (6) قالین، دریاں وغیرہ

(7) فریج، ریفریجریٹر (8) ایئر کنڈیشن

(9) کار۔ (ایک سے زائد گاڑیاں بھی ہوں جیسے ایک بیٹے کی ایک بیوی کی ان پر بھی زکوٰۃ نہیں کہ آج کے دور میں یہ حاجتِ اصلیہ ہیں۔)

(10) سائیکل، موٹر سائیکل (11) تجارت کے لئے دکان

(12) مل، فیکٹری (البتہ ان سے جو آمدنی حاصل ہوگی اس پر زکوٰۃ ہے)

(13) کارخانہ کی مشینری

(14) ہیرے، قیمتی پتھر (اگر مالِ تجارت نہ ہوں)

(15) کارخانہ میں استعمال ہونے والے تمام اوزار

(16) کسی بھی شعبے کے کاریگر اور مستری کے ہنر اور کام کے اوزار

(17) بڑھئی، کارپینٹر کے اوزار (18) پلمبر کے اوزار

(19) الیکٹریشن کے اوزار (20) موٹر مکینک کے اوزار

(21) مستری، راج کا کام کرنے والے اوزار (22) رنگ کرنے کے برش وغیرہ

(23) سنار کا کام کرنے والے کے اوزار (24) کاتب کے قلم روشنائی وغیرہ

(25) استری، پنکھا اور دیگر مشنری کی مرمت کرنے والے کے اوزار

(26) چھپائی کے پریس کی مشینیں (27) کمپوزنگ والے کے تمام کمپیوٹر، پرنٹر، اسکینر وغیرہ

(28) فوٹو اسٹیٹ والے کی فوٹو کاپی کی مشینیں (29) ہوٹل والے کے برتن اور ٹیبل کرسیاں وغیرہ

(30) اہلِ علم کی کتابیں جنہیں پڑھا ہو یا پڑھ سکتا ہو یا حوالے وغیرہ کے لئے رکھی ہوں۔

(31) اپنی حفاظت کے لئے رکھے ہتھیار، پستول وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔

ان تمام اشیاء پر زکوٰۃ فرض نہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسئلہ: جیسے ہی آپ زکوٰۃ نکالیں اسے مستحقین میں تقسیم کردیں اور دیتے وقت نیت شرط ہے زکوٰۃ دیں تو مالک بنادیں ورنہ مثال کے طور پر کسی شخص نے زکوٰۃ نکالی اور مستحق تک نہیں پہنچائی اور مال چوری ہوگیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی ادا اس وقت ہوگی جب کسی کو اس کا مالک بنادیں۔

مسئلہ: آپ جارہے ہیں زکوٰۃ کے چار ہزار روپے آپ کے جیب میں ہیں خدانخواستہ جیب کٹ گئی یا چار ہزار روپے گر گئے آپ نے سوچا کہ چلو زکوٰۃ نکال دیں گے ایسی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

مسئلہ: آپ نے غریب کو دیکھ کر مال دے دیا کل آپ کو خیال آیا کہ زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے اب نیت کرلیتا ہوں یہ نیت نہیں ہوگی۔

نیت اس وقت درست ہوگی کہ آپ نے بغیر زکوٰۃ کی نیت کے غریب کو مال دے دیا ابھی وہ آپ کے سامنے سے نہیں گیا اور اسے خرچ نہ کیا تو اس کے جیب میں رقم ہونے پر بھی اگر آپ نیت کرلیں یہ نیت درست ہے۔

مسئلہ: ایک آدمی سالہا سال سے زکوٰۃ دیتا ہے اسے یقین ہے کہ مالکِ نصاب ہوں ظاہر ہے کہ جب سال ہوگا وہ اس اعتبار سے زکوٰۃ دے گا یہاں لوگوں کے ذہنوں میں ایک بہت بڑا ابہام یہ ہے کہ ایک شخص کو یکم رمضان کو سال پورا ہو رہا ہے تو وہ یکم رمضان کو زکوٰۃ نکالے گا تو یکم رمضان تک جتنی بھی رقم کہیں سے آئے اس پر زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔

ایسا نہیں ہے کہ زکوٰۃ نکالنے سے ایک دن پہلے ہمارے پاس مال آیا تو ہم اس کا شمار آئندہ سال کریں گے یا یہ رقم آئی ہے اس پر سال بیتے گا تو ہم زکوٰۃ نکالیں گے ایسا نہیں بلکہ سال پورا ہونے کے

ایک دن پہلے سے صاحبِ نصاب چلے آرہے ہیں مثلاً آپ پہلے سے صاحبِ نصاب ہیں آج شام میں آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہوگیا سال پورا ہونے سے دو یا تین گھنٹے پہلے یا سال ہونے سے ایک یا دو دن پہلے آپ نے مکان فروخت کردیا اور ارادہ یہ ہے کہ دوسرا ایک اچھا مکان لیں گے اس کی رقم دس لاکھ روپے آپ کے پاس ہے تو اب آپ کو اس دس لاکھ روپے پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی ایسا نہیں ہوگا کہ آپ اس رقم کی آئندہ سال زکوٰۃ دیں مطلب یہ کہ زکوٰۃ کا سال مکمل ہونے سے دو گھنٹہ یا ایک دن پہلے جو رقم آئیگی اس کی بھی اسی سال کی مد میں زکوٰۃ دیں گے۔

مسئلہ: ایک شخص سالہا سال سے صاحب نصاب چلا آرہا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اسی سال اس کا خدانخواستہ بڑا نقصان ہوگیا یا مال چوری ہوگیا اب وہ چھ مہینے گزرنے کے بعد صاحب نصاب نہیں رہا اب قدرتی ایک دو روز کے بعد اس کو بڑا فائدہ ہوا جس سے وہ دوبارہ صاحب نصاب ہوگیا فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ شامی وغیرہ تمام کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ ایسا شخص نیا سال شمار نہیں کرے گا بلکہ پچھلے سال کے مطابق زکوٰۃ دے گا۔

مسئلہ: ایک شخص کو پچیس ہزار روپے ایک ساتھ کسی نے زکوٰۃ کے دیئے اور مستحق بھی تھا اس کو دوبارہ زکوٰۃ نہیں دے سکتے کیونکہ اب وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں رہا۔ بشرطیکہ اس نے اس رقم میں سے اتنا خرچ نہ کردیا ہو کہ نصاب بھی باقی نہ رہا ہو۔

مسئلہ: کسی غریب لڑکی کی شادی ہے اس کی شادی کا خرچہ ایک یا دو لاکھ ہے ایسی صورت میں بعض لوگ پچیس ہزار، تیس ہزار کرکے لڑکی کو زکوٰۃ دیتے ہیں اوپر مسئلے میں آپ کو سمجھایا کہ اگر پچیس ہزار اس کو مل گئے تو اب وہ مستحق نہ رہی لہٰذا اب زکوٰۃ اس کو نہیں دے سکتے۔

اس کا شرعی علاج یہ ہے کہ جس لڑکی کی شادی ہے اور اس کا والد مستحق ہے تو زکوٰۃ اسکے والد کو دے مالک لڑکی کو بنادے لہٰذا جب رقم پوری جمع ہوجائے تو ایک ساتھ لڑکی کی شادی پر خرچ کردی جائے یہ زکوٰۃ کا صحیح طریقہ ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کو آپ نے زکوٰۃ دی زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص مستحق نہیں ہے ایسی صورت

میں زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ اس کے گھر پر جا کر یہ کہنا کہ ہماری رقم واپس کرو یہ ممکن نہیں لہٰذا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی گناہ اور عذاب زکوٰۃ لینے والے پر ہوگا ایسا شخص آگ کے انگارے کھا رہا ہے۔

بینک اور زکوٰۃ کی کٹوتی

بینک میں شرعی حدود و قیود کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے اور نہ ہی زَر اور سود میں تفریق کی جاتی ہے یہاں تک کہ اخبارات میں بھی آتا ہے کہ حکومت زکوٰۃ کی رقم میں خُرد بُرد بھی کرتی ہے لہٰذا بینک سے زکوٰۃ نہ کٹوائیں رمضان سے پہلے زکوٰۃ کٹوتی سے آپ اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دینے والا فارم پر کرلیں سپریم کورٹ نے یہ سہولت اب حنفیوں کو بھی دے دی ہے۔ (تفہیم المسائل)

مسئلہ: زکوٰۃ صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے گاؤں یا شہر کے رہنے والوں کو (جوہرہ، عالمگیری وغیرہ)

صدقۂ فطر کا بیان

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ آسمان و زمین کے بیچ میں رکا رہتا ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔ (بحوالہ: خطیب، ابنِ عساکر)

مسئلہ: صدقۂ فطر واجب ہے عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا تو اب ادا کردے ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا عید کے بعد بھی دینا قضا نہیں ہے بلکہ ادا ہی کہلائے گا اگر چہ سنت نماز عید سے پہلے ادا کردینا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق شروع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا یا فقیر ہوگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص صبح صادق شروع ہونے کے بعد مرا اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر (جس کے پاس نصاب حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہو)

واجب ہے اس میں عاقل اور مال نامی کی شرط نہیں یعنی مال پر سال گزرنا شرط نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے جب بچہ خود نصاب کا مالک نہ ہو اور اگر بچہ نصاب کا مالک ہے تو اس کا صدقہ فطر اسی کے مال سے دیا جائے اور مجنون اولاد، اگر چہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے دیا جائے گا۔ (درمختار، وردالمحتار)

مسئلہ: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا ستو آدھا صاع کھجور یا منقّٰی یا جو یا اس کا آٹا ستو ایک صاع۔ (عالمگیری)

مسئلہ: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں سوا عامل کے کہ اس کے لئے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ: جس کے پاس آج کے کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اسے کھانے کے لئے سوال جائز نہیں اور بے مانگے کوئی خود کچھ دے دے تو لینا جائز ہے اور کھانے کو اس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لئے سوال کرسکتا ہے یوں یہ اگر جہاد یا طلب علم دین میں لگا ہے تو اگر چہ صحیح تندرست کھانے کے لائق ہو اسے سوال کی اجازت ہے جسے سوال جائز نہیں اس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار۔ (درمختار و بہار شریعت)

مسئلہ: بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے حدیث میں ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم)

حدیث شریف: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کردے گا اور صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر دے گا۔ (بخاری، مسلم)

حج اور عمرہ کا بیان

سامان سفر کی فہرست

(۱) پنج سورہ (۲) اپنے پیرومرشد کا شجرہ (۳) حج کے مسائل پر کوئی کتاب مثلاً ''بہار شریعت کا چھٹا حصہ کتاب الحج'' اور حضرت علامہ مولانا الیاس عطاؔر قادری مدظلہ العالی کی تالیف رفیق الحرمین ضرور ساتھ رکھیں (۴) قلم اور پیڈ (۵) ڈائری (۶) قبلہ نما (یہ حجاز مقدس یہ ہی خریدیں۔ منیٰ، عرفات وغیرہ میں قبلہ کی سمت معلوم کرنے میں بہت مدد دے گا) (۷) کتب، پاسپورٹ، ٹکٹ ٹراولر چیک، ہیلتھ سرٹیفکیٹ وغیرہ رکھنے کے لئے گلے میں لٹکانے والا چھوٹا سا بیگ (۸) احرام کے کپڑے (۹) احرام کی تہبند پر باندھنے کے لئے جیب والا بیلٹ (۱۰) عطر (۱۱) جاءنماز (۱۲) تسبیح (۱۳) حسب ضرورت (موسم کے مطابق) ملبوسات (۱۴) اوڑھنے کے لئے کمبل یا چادر (۱۵) تکیہ (۱۶) عمامہ شریف بمعہ سر بند اور ٹوپی (۱۷) بچھانے کیلئے چٹائی یا چادر (۱۸) آئینہ، تیل، کنگھا، مسواک، سرمہ، دھاگہ، قینچی، سفر میں ساتھ لینا سنت ہے (۱۹) تولیہ (۲۰) بغیر خوشبو کا منجن (۲۲) سیفٹی ریزر (۲۳) لوٹا (۲۴) گلاس (۲۵) پلیٹ (۲۶) پیالہ (۲۷) سرخ دسترخوان (۲۸) گلے میں لٹکانے والی پانی کی بوتل (۲۹) چمچہ (۳۰) چھری (۳۱) دردسر اور نزلہ وغیرہ کے لئے ٹکیاں (۳۲) دستی سامان کے لئے مضبوط بیگ (۳۳) لگیج کروانے کے لئے بڑا بیگ (اس پر کوئی علامتی نشان لگالیں مثلاً ☆ (۳۴) ہاتھ کا پنکھا (اس کی قدر آپ کو عرفات شریف میں ہوگی ان شاءاللہ) (۳۵) گرمی میں اپنے اوپر پانی چھڑکنے کے لئے اسپرئیر (۳۶) حسب ضرورت کھانے پکانے کے برتن (۳۷) آپ کے ملک کے ٹکٹ لگے ہوئے لفافے (آپ اپنے گھر یا کسی اسلامی بھائی کا ایڈریس لکھ کر آپ سے پہلے واپس ہونے والے حاجی صاحب کو دے دیں گے تو وہ وطن جا کر پوسٹ کردیں گے اس طرح آپ کا خط ان شاءاللہ کم خرچ میں گھر پہنچ جائے گا۔)

ہوائی جہاز والے کب احرام باندھیں؟

ہوائی جہاز سے کراچی تا جدہ تقریباً چار گھنٹے کا سفر ہے اور دوران پرواز میقات کا پتا نہیں چلتا۔ لہٰذا کراچی والے اپنے گھر سے تیاری کر کے چلیں۔ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو احرام کے نفل بھی گھر پر ہی پڑھ لیں اور احرام کی چادریں بھی گھر ہی سے پہن لیں، البتہ گھر سے احرام کی نیت نہ کریں طیارہ میں نیت کر لیجئے گا کیونکہ نیت کرنے سے پابندیاں شروع ہو جائیں گی ہو سکتا کسی وجہ سے پرواز میں تاخیر ہو جائے۔ پھر ائیرپورٹ پر آپ خوشبودار پھولوں کے گجرے وغیرہ بھی نہیں پہن سکیں گے (احرام کی حالت میں خوشبو کے استعمال کے احکام کی تفصیل آگے آرہی ہے ہاں احرام کی چادریں اگر پہن لی ہیں مگر ابھی تک نیت کر کے لبیک نہیں کہی تو خوشبو لگانا، خوشبودار پھولوں کے گجرے پہننا سب جائز ہے) اس لئے آسانی اسی میں ہے کہ آپ احرام کی چادروں میں ملبوس ہوائی اڈہ پر تشریف لائیں یا روزمرہ کے لباس ہی میں آجائیں ائیرپورٹ پر بھی حمام، وضوخانہ اور جائے نماز کا اہتمام ہوتا ہے۔ آپ یہیں احرام زیب تن فرما کر نوافل ادا کریں پھر احرام کی نیت کر لیں۔ مگر آسانی اس میں ہے کہ جب آپ کا طیارہ فضا میں ہموار ہو جائے اس وقت نیت کریں۔ (نیت اور میقات وغیرہ کی تفصیل آگے آرہی ہے)

چھپن اصطلاحات

حاجی صاحبان مندرجہ ذیل اصطلاحات اور مقامات کے نام وغیرہ ذہن نشین کر لیں تو اس طرح آگے مطالعہ کرتے ہوئے ان شاءاللہ آسانی پائیں گے۔

(۱) **اَشْہُرِ حَج**: حج کے مہینے یعنی شوال المکرّم و ذوالقعدہ دونوں اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔

(۲) **احرام**: جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں

(۳) **تَلْبِیَہ**: وہ ورد جو عمرہ اور حج کے دوران حالتِ احرام میں کیا جاتا ہے۔ یعنی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ پڑھنا۔

(۴) **اِضْطِباع**: اِحرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح اُلٹے کندھے پر

ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔

(۵) **رَمل**: طواف کے بعد کے ابتدائی تین پھیروں میں اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے قدرے تیزی سے چلنا۔

(۶) **طواف**: خانۂ کعبہ کے گرد سات چکر یا پھیرے لگانا ایک چکر کو ''شَوط'' کہتے ہیں۔ جمع ''اَشواط''۔

(۷) **مَطاف**: جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے۔

(۸) **طوافِ قُدُوم**: مکہ معظّمہ میں داخل ہونے پر پہلا طواف یہ ''اِفراد'' یا ''قِران'' کی نیت سے حج کرنے والوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

(۹) **طوافِ زیارۃ**: اسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا رکن ہے۔ اس کا وقت دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے مگر دس ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے۔

(۱۰) **طوافِ وَداع**: حج کے بعد مکۂ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ ہر ''آفاقی'' حاجی پر واجب ہے۔

(۱۱) **طوافِ عمرہ**: یہ عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔

(۱۲) **اِستِلام**: حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں چوم لینا۔

(۱۳) **سَعْی**: ''صفا'' اور ''مَروَہ'' کے مابین سات پھیرے لگانا (صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے یوں مروہ پر سات چکر پورے ہوں گے)۔

(۱۴) **رَمی**: جَمرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا۔

(۱۵) **حَلْق**: اِحرام سے باہر ہونے کے لئے حدودِ حرم ہی میں پورا سر منڈوانا۔

(۱۶) **قَصر**: چوتھائی (1/4) سر کا بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کتروانا۔

(۱۷) **مسجدُ الحرام**: وہ مسجد جس میں کعبہ مشرّفہ واقع ہے۔

(۱۸) **بابُ السلام**: مسجد الحرام کا وہ دروازہ مبارکہ جس سے پہلی بار داخل ہونا افضل ہے اور یہ جانب مشرق واقع ہے۔

(۱۹) **کَعْبَہ**: اسے بیت اللہ بھی کہتے ہیں یہ پوری دنیا کے وسط میں واقع ہے اور ساری دنیا کے لوگ اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور مسلمان پروانہ وار اس کا طواف کرتے ہیں۔

کعبہ مشرفہ کے چار کونوں کے نام

(۲۰) **رُکنِ اَسْوَد**: جنوب و مشرق کے کونے میں واقع ہے اسی میں جنتی پتھر ''حجرِ اسود'' نصب ہے۔

(۲۱) **رُکنِ عراقی**: یہ عراق کی سمت شمال مشرقی کونہ ہے۔

(۲۲) **رُکنِ شامی**: یہ ملک شام کی سَمت شمال مغربی کونہ ہے۔

(۲۳) **رُکنِ یمانی**: یہ یَمن کی جانب مغربی کونہ ہے۔

(۲۴) **بابُ الکعبہ**: رُکنِ اَسْوَد اور رُکنِ عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند سونے کا دروازہ ہے۔

(۲۵) **مُلتَزَم**: رُکنِ اسود اور بابُ الکعبہ کی درمیانی دیوار۔

(۲۶) **مُستَجار**: رکن یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کا وہ حصہ جو ''ملتزم'' کے مقابل یعنی عین پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔

(۲۷) **مُستَجاب**: رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ میں جنوبی دیوار یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر اٰمین کہنے کے لئے مقرر ہیں۔ اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان (علیہ الرحمہ) نے اس مقام کا نام ''مستجاب'' (یعنی دعا کی مقبولیت کا مقام) رکھا ہے۔

(۲۸) **حَطِیْم**: کعبہ معظّمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف دائرے کی شکل میں فصیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصہ ''حطیم'' کعبہ شریف ہی کا حصہ ہے اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔

(۲۹)میزابِ رحمت﴾ سونے کا پرنالہ یہ رُکن عراقی وشامی کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔اس سے بارش کا پانی ''حطیم'' میں نچھاور ہوتا ہے۔

(۳۰)مقامِ ابراھیم علیہ السلام﴾ دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قُبہ میں وہ جنّتی پتھر جس پر کھڑے ہوکر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کی اور یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی اس مبارک پتھر پر آپ علیہ السلام کے قدمین شریفین کے نقش موجود ہیں۔

(۳۱)بِیرِ زَم زَم﴾ مکۂ معظّمہ کا وہ مقدس کنواں جو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے عالم طُفُولیت میں آپ کے ننھے ننھے مبارک قدموں کی رگڑ سے جاری ہوا تھا۔اس کا پانی دیکھنا، پینا اور بدن پر ڈالنا ثواب اور بیماریوں سے شفاء ہے۔ یہ مبارک کنواں مقام ابراہیم (علیہ السلام) سے جنوب میں واقع ہے۔

(۳۲)بابُ الصفا﴾ مسجد الحرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کے نزدیک ''کوہِ صفا'' ہے۔

(۳۳)کوہِ صفا﴾ کعبہ معظّمہ کے جنوب میں واقع ہے اور یہیں سے سَعْی شروع ہوتی ہے۔

(۳۴)کوہِ مَروہ﴾ کوہِ صفا کے سامنے واقع ہے۔صفا اور مروہ تک پہنچنے پر سعی کا ایک پھیرا ختم ہوجاتا ہے اور ساتواں پھیرا یہیں مروہ پر ختم ہوتا ہے۔

(۳۵)مِیلَیْنِ اَخضَرَیْن﴾ یعنی دو سبز نشان صفا سے جانبِ مروہ کچھ دور چلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں نیز ابتداء اور انتہا پر فرش پر بھی سبز ماربل کا پٹّا بنا ہوا ہے۔ان دونوں سبز نشانوں کے درمیان دورانِ سعی مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔

(۳۶)مَسعٰی﴾ مِیلَیْنِ اَخضَرَیْن کا درمیانی فاصلہ جہاں دورانِ سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔

(۳۷)مِیقات﴾ اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظّمہ جانے والے آفاقی کو بغیر احرام وہاں سے آگے

جانا جائز نہیں، چاہے تجارت کی غرض سے جاتا ہو۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے بھی اگر میقات کی حدود سے باہر (مثلاً طائف یا مدینہ منورہ) جائیں تو انہیں بھی اب بغیر احرام مکہ پاک آنا ناجائز ہے۔

﴿ مِیقات پانچ ہیں ﴾

(۳۸)ذُو الحُلَیْفَہ﴾ مدینہ شریف سے مکہ پاک کی طرف تقریباً دس کلومیٹر پر ہے۔ جو مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کی ''میقات'' ہے اب اس جگہ کا نام ''آبیارِ علی رضی اللہ عنہ'' ہے۔

(۳۹)ذاتِ عِرق﴾ عراق کی جانب سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

(۴۰)یَلَمْلَمْ﴾ پاک و ہندوالوں کے لئے میقات ہے۔ جو کہ یمن میں ہے۔

(۴۱)جُحفَہ﴾ ملکِ شام کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

(۴۲)قَرْنُ المنازِل﴾ نجد (موجودہ ریاض) کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

(۴۳)مِیقاتی﴾ وہ شخص جو ''میقات'' کی حدود کے اندر رہتا ہو۔

(۴۴)آفاقی﴾ وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔

(۴۵)تَنعِیم﴾ وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کے لئے احرام باندھتے ہیں اور یہ مقام مسجدُ الحرام سے تقریباً سات کلومیٹر جانبِ مدینہ منورہ ہے۔اب یہاں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس مقام سے نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ قیام کے دوران احرام باندھا تھا۔اس جگہ کو لوگ ''چھوٹا عمرہ'' کہتے ہیں۔

(۴۶)جِعرّ انہ﴾ مکہ مکرمہ سے چھبیس ۲۶ کلومیٹر دور طائف کے راستے پر واقع ہے۔ یہاں سے بھی دورانِ قیام مکہ مکرمہ عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔اس مقام کو عوام ''بڑا عمرہ'' کہتے ہیں۔

(۴۷)حَرَم﴾ مکہ معظّمہ کے چاروں طرف مِیلوں تک اس کی حدود ہیں اور یہ زمین حرمت و تقدس کی وجہ سے ''حرم'' کہلاتی ہے۔ ہر جانب اس کی حدود پر نشان لگے ہیں۔حرم کے جنگل کا شکار کرنا

نیز خودرو درخت اور تر گھاس کاٹنا، حاجی، غیر حاجی سب کے لئے حرام ہے جو شخص حدودِ حرم میں رہتا ہو اُسے ''حرمی'' یا ''اَہلِ حرم'' کہتے ہیں۔

(۴۸)حِل﴾ حدودِ حرم سے باہر میقات تک کی زمین کو ''حل'' کہتے ہیں اس جگہ وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام ہیں۔ جو شخص زمینِ حل کا رہنے والا ہو اُسے ''حِلّی'' کہتے ہیں۔

(۴۹)مِنٰی﴾ مسجد الحرم سے پانچ کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحبان قیام کرتے ہیں۔ ''منیٰ'' حرم میں شامل ہے۔

(۵۰)جَمرات﴾ منیٰ میں وہ تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں پہلے کا نام جَمْرَۃُ الْاُخریٰ یا جَمْرَۃُ الْعَقَبَہ ہے۔ اسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو جَمْرَۃُ الْوُسطیٰ (منجھلا شیطان) اور تیسرے کو جَمْرَۃُ الْاُولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں''۔

(۵۱) عَرفات﴾ منیٰ سے تقریباً گیارہ کلومیٹر دور میدان ہے جہاں ۹ ذی الحج کو تمام حاجی صاحبان جمع ہوتے ہیں۔عرفات حدودِ حرم سے خارج ہے۔

(۵۲)جَبَل رَحْمَت﴾ عرفات کا وہ مقدس پہاڑ جس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔

(۵۳)مُزْدَلِفَہ﴾ ''منیٰ'' سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔ صبح صادق اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کم از کم ایک لمحہ وقوف واجب ہے۔

(۵۴)مُحَسِّر﴾ مزدلفہ سے ملا ہوا میدان، یہیں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ لہٰذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا سنت ہے۔

(۵۵)بطنِ عُرَنَہ﴾ عرفات کے قریب ایک جنگل جہاں حاجی کا وقوف درست نہیں۔

(۵۶)مَدْعیٰ﴾ مسجدِ حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان ''جنّت المعلیٰ'' کے مابین جگہ جہاں دعا مانگنا مستحب ہے۔

﴿حج کی قسمیں﴾

حج کی تین قسمیں ہیں (1) قِران (2) تَمتُّع (3) اِفراد

قِران یہ سب سے افضل عمل ہے اس حج کے ادا کرنے والے کو "قارن" کہتے ہیں۔ اس میں عمرہ اور حج کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے۔ مگر عمرہ کرنے کے بعد "قارن" "حلق" یا "قصر" نہیں کرواسکتا بلکہ بدستور احرام میں رہے گا۔ دسویں، گیارہویں یا بارہویں ذُوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد "حلق" یا "قصر" کروا کے احرام کھول دے۔

تمتع اس حج کو ادا کرنے والا "متمتع" کہلاتا ہے۔ یہ اَشْہُرِ حج میں میقات کے باہر سے آنے والے ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے عُموماً حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں کہ اس میں آسانی یہ ہے کہ اس میں عمرہ تو ہوتا ہی ہے لیکن عمرہ ادا کرنے کے بعد "حلق" یا "قصر" کروا کے احرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر آٹھ ذوالحجہ یا اس سے قبل حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔

﴿احرام باندھنے کا طریقہ﴾

(۱) ناخن تراشیں (۲) بغل اور ناف کے نیچے بال دور کریں بلکہ پیچھے کے بال بھی صاف کریں (۳) مسواک کریں (۴) وضو کریں (۵) خوب اچھی طرح مَل کر غسل کریں (۶) جسم اور احرام کی چادروں پر خوشبو لگائیں کہ یہ سنت ہے۔ ہاں ایسی خوشبو (مثلاً خشک عنبر) نہ لگائیں جس کا جرم (یعنی تہہ) کپڑوں پر جم جائے (۷) اسلامی بھائی سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک نئی یا دُھلی ہوئی سفید چادر اوڑھیں اور ایسی ہی چادر کا تہبند باندھیں (تہبند کے لئے لٹھا اور اوڑھنے کے لئے تولیہ ہو تو سہولت رہتی ہے) (۸) پاسپورٹ یا رقم وغیرہ رکھنے کے لئے جیب والا بیلٹ چاہیں تو باندھ سکتے ہیں۔

﴿خواتین کا اِحرام﴾

خواتین حسب معمول سلے ہوئے کپڑے پہنیں، دستانے اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ وہ سر بھی ڈھانپیں۔ مگر چہرے پر چادر نہیں اوڑھ سکتیں، غیر مردوں سے چہرہ چھپانے کے لئے ہاتھ کا پنکھا یا کوئی

کتاب وغیرہ سے ضرورتاً آڑ کرلیں۔

﴿احرام کے نفل﴾

اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل بہ نیت احرام (مرد بھی سر ڈھانپ کر) پڑھیں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف پڑھیں۔

﴿عمرہ کی نیت﴾

مرد حضرات سر پر ٹوپی یا عمامہ یا چادر اتار کر ننگے سر اور خواتین سر پر بدستور چادر اوڑھے رہیں اگر (عام دنوں کا) عمرہ ہے تب بھی اور اگر حج تمتع کر رہے ہیں جب بھی عمرہ کی اس طرح نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ط فَیَسِّرْھَالِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ط وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی ط

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں میرے لئے آسان اور اسے میری طرف سے قبول فرما۔ اور اسے (ادا کرنے میں) میری مدد فرما اور اس کو میرے لئے بابرکت فرما۔ میں نے عمرہ کی نیت کی اور اللہ عزوجل کے لئے اس کا احرام باندھا۔

﴿حج کی نیت﴾

مفرد بھی اسی طرح نیت کرے اور متمتع بھی آٹھ ذوالحجہ یا اس سے قبل حج کا احرام باندھ کر مندرجہ ذیل الفاظ میں نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ ط فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ ط نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی ط

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو میرے لئے آسان کردے اور اسے میری طرف سے قبول فرما اور اس میں میری مدد فرما اور اسے میرے لئے بابرکت فرما میں نے حج کی

نیت کی اور اللہ عزوجل کے لئے اس کا احرام باندھا۔

﴿حجِ قران کی نیت﴾

قارن عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرے گا چنانچہ وہ اس طرح نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْ ھُمَا مِنِّیْ ط نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں عمرہ اور حج دونوں کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو انہیں میرے لئے آسان کردے اور انہیں میری طرف سے قبول فرما۔ میں نے عمرہ اور حج کی نیت کی اور خالصۃً اللہ عزوجل کے لئے ان دونوں کا احرم باندھا۔

﴿لبّیک﴾

خواہ عمرہ کی نیت کریں یا حج قران کی یا حج کی تینوں صورتوں میں نیت کے بعد کم از کم ایک بار لبیک کہنا لازمی ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ لبیک یہ ہے:

لَبَّیْکَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ط لَا شَرِیْکَ لَکَ ط

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں، (ہاں) میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی ملک بھی تیرا کوئی شریک نہیں۔

﴿احرام میں یہ باتیں حرام ہیں﴾

(۱) مرد حضرات کے لئے سلائی کیا ہوا کپڑا پہننا۔ (۲) سر پر ٹوپی اوڑھنا، عمامہ یا رومال وغیرہ باندھنا۔ (۳) مرد کا سر پر کپڑے گٹھری اٹھانا (خواتین سر پر چادر اوڑھیں اور انہیں سر پر کپڑے کی گٹھری اٹھانا منع نہیں)۔ (۴) مرد کا دستانے پہننا (ہاں خواتین کو منع نہیں)۔ (۵) مرد حضرات ایسے

موزے یا جوتے نہیں پہن سکتے جو وسط قدم (یعنی قدم کے بیچ کا ابھار) چھپائیں۔ ہوائی چپل پہنیں۔ (۶) جسم، لباس یا بالوں میں خوشبو لگانا۔ (۷) خالص خوشبو مثلاً الائچی، لونگ، دارچینی، زعفران، جاوتری کھانا یا آنچل میں باندھنا یہ چیزیں اگر کسی کھانے یا سالن وغیرہ میں ڈال کر پکائی گئی ہوں اب چاہے خوشبو بھی دے رہی ہو تو بھی کھانے میں حرج نہیں۔ (الائچی یا لونگ پان میں ڈال کر ہرگز نہ کھائیں)۔ (۸) جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ عورت سے بوس وکنار اور بدن مس کرنا۔ (۹) بے حیائی کی باتیں اور کام اور ہر قسم کا گناہ ہمیشہ حرام تھا اب اور بھی سخت حرام ہو گیا مثلاً جھوٹ، غیبت، بدنگاہی، کسی سے دنیاوی لڑائی جھگڑا اور بھی سخت حرام ہو گئے۔ (۱۰) جنگل کا شکار کرنا یا کسی طرح بھی اس پر معاون ہونا، اس کا گوشت یا انڈا وغیرہ خریدنا، بیچنا یا کھانا۔ (۱۱) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا ناخن کتروانا۔ (۱۲) سر یا داڑھی کے بال کاٹنا، بغلیں بنانا، موئے زیر ناف مونڈنا۔ بلکہ سر پاؤں تک کہیں سے بھی کوئی بال جدا کرنا۔ (۱۳) وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ (۱۴) زیتون کا یا تل کا تیل چاہے بے خوشبو ہو، بالوں یا جسم پر لگانا۔ (۱۵) کسی کا سر مونڈنا خواہ وہ احرام میں ہو یا نہ ہو۔ (۱۶) جوں مارنا، پھینکنا، کسی کو مارنے کے لئے اشارہ کرنا۔ کپڑا اس کے مارنے کے لئے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، بالوں میں جوں مارنے کے لئے کسی قسم کی دوا وغیرہ ڈالنا۔ غرض یہ کہ کسی طرح اس کے ہلاک کا باعث ہونا۔

﴿احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں﴾

(۱) جسم کا میل چھڑانا۔ (۲) بال یا جسم بغیر خوشبو کے صابن وغیرہ سے دھونا (خوشبودار صابن کا استعمال حرام ہے)۔ (۳) سر یا داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرنا۔ (۴) اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے اور جوں گرنے کا اندیشہ ہو۔ (۵) کرتا یا شیروانی وغیرہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔ (۶) جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا۔ (خوشبو دار پھل یا پتہ مثلاً لیموں، پودینہ، نارنگی وغیرہ سونگھنا (کھانے میں مضائقہ نہیں) عطر فروش کی دکان پر اس نیت سے بیٹھنا کہ خوشبو آئے۔ (۹) مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ پر نہ لگ جائے ورنہ حرام ہے۔ (لہٰذا ہاتھ پونچھنے کے لئے خوشبودار ٹشو پیپر استعمال نہ کئے جائیں

اور عام حالات میں بھی کھانے کے بعد کسی کاغذ سے ہاتھ پوچنا مکروہ ہے اور اس سے جائے استنجاء خشک کرنا بھی مکروہ ہے۔) (۱۰) کوئی ایسی چیز کھانا یا پینا جس میں بے پکائی ہوئی خوشبو ڈالی گئی ہو ہاں کسی کھانے یا پینے چیز میں خوشبو تو ڈالی گئی ہو مگر اس کی مہک زائل ہو گئی ہو تو اس کے کھانے یا پینے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱۱) خوشبودار سرمہ آنکھوں میں ڈالنا۔ (۱۲) غلاف کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا چہرے سے لگے۔ (۱۳) ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا (لہٰذا اگر نزلہ ہو جائے تو رومال سے پونچھنے سے گریز کریں۔) (۱۴) سلا کپڑا، رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔ (۱۲) تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔ (بس وغیرہ میں سفر کرتے وقت اگلی نشست کی پشت پر منہ رکھ کر سونے سے گریز کریں)۔ (۱۶) تعویذ اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپٹا ہوا ہو، اسے باندھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر بے سلے کپڑے میں لپیٹا ہوا تعویذ بازو وغیرہ پر باندھا نہیں بلکہ گلے میں ڈال لیا تو حرج نہیں۔ (۱۷) بلا عذر جسم کے کسی حصہ پر پٹی باندھنا۔ (۱۸) بناؤ سنگھار کرنا۔ (۱۹) چادر کے سروں میں یا تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔ (۲۰) رقم وغیرہ رکھنے کی نیت سے بیلٹ یا رسی وغیرہ باندھنا مکروہ ہے۔

یہ باتیں احرام میں جائز ہیں ﴾

(۱) مسواک کرنا۔ (۲) انگوٹھی پہننا۔ (۳) بے خوشبو کا سُرمہ لگانا۔ (۴) بے میل چھُڑائے غُسل کرنا۔ (۵) کپڑے دھونا۔ (مگر جُوں مارنے کی غرض سے حرام ہے) (۶) سَر یا بدن اس طرح آہستہ سے کُھجانا کہ بال نہ ٹوٹیں۔ (۷) چھتری لگانا یا کسی چیز کے سائے میں بیٹھنا۔ (۸) چادر کے آنچلوں کو تہبند میں گُھرسنا۔ (۹) داڑھ اُکھیڑنا۔ (۱۰) ٹوٹے ہوئے ناخن کو جُدا کرنا۔ (۱۱) پھنسی توڑ دینا۔ (۱۲) آنکھ میں جو بال نکلے، اُسے جدا کرنا۔ (۱۳) ختنہ کرنا۔ (۱۴) چوہا، چھپکلی، گرگٹ، سانپ، بچھو، مچھر، مکھّی وغیرہ خبیث اور مُوذی جانوروں کو مارنا۔ (۱۵) سَر یا منہ کے علاوہ کسی اور جگہ زخم پر پٹّی باندھنا۔ (۱۶) سَر یا گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔ (۱۷) کان کپڑے سے چھپانا۔ (۱۸) سَر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا (کپڑا یا رومال نہیں رکھ سکتے) (۱۹) ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا

آنا۔ (۲۰) سَر پر غلّہ کی بوری اُٹھانا جائز ہے مگر سر پر کپڑے کی گٹھری اُٹھانا حرام ہے۔ ہاں ''مُحرِمہ'' دونوں اُٹھا سکتی ہے۔ (۲۱) جس کھانے میں اِلائچی، دارچینی، لونگ وغیرہ پکائی گئیں ہوں اگرچہ اُن کی خوشبو بھی آرہی ہو (مثلاً قورمہ، بریانی، زَرْدہ وغیرہ) اس کا کھانا یا بے پکائے جس کھانے پینے میں کوئی خوشبو ڈالی ہوئی ہو وہ بُو نہیں دیتی، اُس کا کھانا پینا۔ (۲۲) بادام یا ناریل کا تیل جس میں خوشبو نہ ڈالی ہوئی ہو اُس کا بالوں یا جسم پر لگانا۔ (۲۳) ایسا جُوتا پہننا جائز ہے جو قدم کے وسط کے جوڑ یعنی قدم کے بیچ کی اُبھری ہوئی ہڈی کو نہ چھپائے (لہٰذا مُحرِم کے لئے اسی میں آسانی ہے کہ وہ ہوائی چپل پہنے۔) (۲۴) پالتو جانور مثلاً اُونٹ، بکری، مرغی، گائے وغیرہ کو ذبح کرنا اس کا گوشت بیچنا، کاٹنا، خریدنا، کھانا۔

﴿مرد وعورت کے احرام میں فرق﴾

اوپر دیئے ہوئے اِحرام میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں تاہم چند باتیں خواتین کے لئے جائز ہیں۔

(۱) سر چھپانا، بلکہ اِحرام کے علاوہ بھی نماز میں اور نامَحْرَم (جن میں ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور خصوصیت کے ساتھ دیور وجیٹھ بھی شامل ہیں) کے سامنے فرض ہے۔ نامحرموں کے سامنے عورت کا اس طرح آجانا کہ عورت کا سَر کُھلا ہوا ہو یا اتنا باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا ہو کہ بالوں کی سیاہی چمکتی ہو علاوہ اِحرام کے بھی حرام ہے اور احرام میں سخت حرام۔

(۲) مُحرِمَہ جب سر چُھپا سکتی ہے تو کپڑے کی گٹھری سر پر اٹھانا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوا۔

(۳) سِلا ہوا تعویز گلے یا بازُو میں باندھنا۔ (۴) غلافِ کعبہ مُشرفّہ میں یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے۔ مگر ہاں اتنی احتیاط خواتین بھی کرے کہ منہ پر نہ آئے کہ اسے بھی منہ پر کپڑا ڈالنا حرام ہے۔ (۵) دَستانے، موزے اور سِلے ہوئے کپڑے پہننا۔ (۶) احرام کی حالت میں چونکہ چہرے پر کپڑا اس طرح ڈالنا کہ چہرے سے مَس ہو خواتین کے لئے بھی حرام ہے۔ لہٰذا نامحرموں سے بچنے کے لئے کوئی گتّا یا پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

احرام میں مُفید احتیاطیں

(۱) مُحرِم کو چاہیے کہ اوپر کی چادر درست کرنے میں یہ احتیاط رکھے کہ اپنے یا کسی دوسرے مُحرِم کے سر یا چہرے پر نہ پڑے۔

(۲) اکثر محرم حضرات احرام کا تہبند ناف کے نیچے سے باندھتے ہیں۔ اور پھر اوپر کی چادر بے احتیاطی کی وجہ سے پَیٹ پر سے سَرَک جاتی ہے جس سے ناف کے نیچے کا کچھ حصّہ سب کے سامنے ظاہر ہوتا رہتا ہے اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض مُحرِم چلتے یا بیٹھتے وقت احتیاط نہیں کرتے جس کی وجہ سے بسا اوقات ان کی ران وغیرہ دوسروں پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو یاد رکھیں کہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت جسم کا سارا حصّہ مَرد کا سِتر ہے اور اس میں سے تھوڑا سا حصّہ بھی دوسروں کے آگے کھولنا حرام ہے اور کسی کے اس کھلے ہوئے حصّہ کو دیکھنا بھی حرام۔

نوٹ: یہ ستر کے مسائل صرف اِحرام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ احرام کے علاوہ بھی دوسروں کے آگے اپنا سِتر کھولنا یا دوسروں کے ستر کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔

ضروری تنبیہ

جو باتیں اِحرام میں ناجائز ہیں اگر کوئی مجبوری کے سبب یا بُھولے سے سرزد ہو جائیں تو گناہ نہیں مگر ان پر جُرمانہ مُقرر ہے وہ بہرحال ادا کرنا ہوگا یہ باتیں چاہے سوتے میں سرزد ہوں یا جبراً کوئی کروائے ہر صورت میں جُرمانہ ہے۔

حَرم کی وضاحت

عُموماً عوام الناس بلکہ خواص بھی صرف ''مسجدِ حرام'' کو ہی حرم شریف کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجدِ حرام شریف حرم محترم ہی میں داخل ہے مگر حرم شریف مکہ مکرمہ سمیت اس کے اِردگرد میلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ہر طرف اس کی حدیں بنی ہوئی ہیں۔ مثلاً جدہ شریف سے مکۂ مکرمہ آتے ہوئے مکہ معظّمہ سے قبل تئیس ۲۳ کلومیٹر پہلے پولیس چوکی آتی ہے۔ یہاں سڑک کے اوپر بورڈ پر جَلی

حُرُوف میں لِلمُسلِمین فقط (یعنی صرف مسلمانوں کے لئے) لکھا ہوا ہے۔ اسی سڑک پر جب مزید آگے بڑھتے ہیں تو بیر شمیس یعنی حُدیبیہ کا مقام ہے ''حرم شریف'' کی حد یہاں سے شروع ہو جاتی ہے۔

مکۂ پاک کی حاضری

بہرحال جب آپ حُدودِ حرم میں داخل ہو جائیں تو سر جُھکائے، آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کئے خشوع و خضوع کے ساتھ داخل ہوں۔ ذکر و درود اور لبّیک کی خوب کثرت کریں اور جوں ہی ربّ العٰلمین جل جلالہ کے مقدّس شہر مکۂ مکرمہ پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّی قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلاَلاً ط

اے اللہ عزوجل! مجھے اس میں قرار اور رزق حلال عطا فرما۔

کعبہ پر پہلی نظر جوں ہی کعبۂ معظّمہ پر پہلی نظر پڑے تین بار لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر کہیں اور درود شریف پڑھ کر دُعا مانگیں کہ کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر جب پڑتی ہے اُس وقت مانگی ہوئی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ آپ چاہیں تو یہ دُعا مانگ لیں کہ ''یا اللہ! میں جب بھی کوئی جائز دُعا مانگا کروں وہ قبول ہوا کرے۔''

سب سے افضل ترین دُعا محترم حاجیو! اگر طواف وسَعْی وغیرہ میں ہر جگہ کسی اور دُعا کے بجائے دُرود شریف ہی پڑھتے رہیں تو یہ سب سے افضل ہے۔ اور ان شاءاللہ دُرود وسلام کی برکت سے بگڑے کام سنور جائیں گے۔ مکی مدنی سلطان محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔'' (انوار البشارۃ)

طواف میں دُعا کے لئے رُکنا منع ہے محترم حاجیو! ہو سکے تو صرف دُرود وسلام پر ہی قناعت کریں کہ یہ آسان بھی ہے اور افضل بھی۔ تاہم شائقین دُعا کے لئے دُعائیں بھی داخل ترکیب کردی ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ دُعائیں پڑھیں یا دُرود وسلام ان سب کو چلتے چلتے پڑھنا ہوگا۔ دورانِ طواف دُعائیں وغیرہ پڑھنے کے لئے آپ کہیں رُک نہیں سکتے۔

عُمرہ کا طریقہ

طواف کا طریقہ

طواف شروع کرنے سے قبل مرد اضطِباع کرلیں۔ یعنی چادر سیدھے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں پلّے اُلٹے کندھے پر اس طرح ڈال لیں کہ سیدھا کندھا کھلا رہے اب پروانہ وار شمعِ کعبہ کے گرد طواف کے لئے تیار ہو جایئے۔ آپ کی سہولت کے لئے حَجرِ اسود کی عین سیدھ میں پورے مطاف (یعنی طواف کی جگہ) میں دیوار تک ناسی رنگ کے ماربل کا پٹّا بنا دیا گیا ہے تاکہ بھیڑ میں طواف کرنے والے فرش پر دیکھ کر آسانی سے حجر اسود کی سمت معلوم کرسکیں نیز حجر اسود کی سیدھ میں سامنے کی دیوار میں ''سبز ٹیوب لائٹ'' بھی ساری رات روشن رہتی ہیں۔ اس سے رات کے وقت طواف کرنے والوں کو رہنمائی حاصل ہوتی ہے اب اِضطِباعی حالت میں کعبہ کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہو جایئے کہ فرش پر بنا ہوا سی رنگ کا پٹّا آپ کے سیدھے ہاتھ کی طرف رہے۔ اس طرح پورا ''حجر اسود'' آپ کے سیدھے ہاتھ کی طرف ہو جائے گا۔ اب بغیر ہاتھ اٹھائے اس طرح طواف کی نیت کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے محترم گھر کا طواف کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرمادے اور میری جانب سے اسے قبول فرما۔

(ہر جگہ یعنی نماز، روزہ، اعتکاف، طواف، وغیرہ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ عربی زبان میں نیت اسی وقت کارآمد ہوگی جب کہ اس کے معنی معلوم ہوں۔ ورنہ نیت اردو میں بلکہ مادری زبان میں بھی ہوسکتی ہے اور ہر صورت میں دل میں نیت ہونا شرط ہے اور زبان سے نہ کہیں تو دل ہی میں نیت ہونا کافی بھی ہے ہاں زبان سے کہہ لینا افضل ہے) نیت کر لینے کے بعد کعبہ شریف ہی کی طرف منہ کئے سیدھے ہاتھ کی جانب تھوڑا سا سرکئے اور فرش پر بنے ہوئے ناسی رنگ کے پٹے پر کھڑے ہو جایئے

اب حجرِ اسود آپ کے عین سامنے ہے۔

سبحان اللہ! یہ جنت کا وہ خوش نصیب پتھر ہے جسے ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفیٰ ﷺ نے یقیناً چوما ہے اب دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیے کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور پڑھیئے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع اور تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ پر درود وسلام ہوں۔

اب اگر ممکن ہو تو حجرِ اسود شریف دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ منہ رکھ کر یوں بوسہ دیجئے کہ آواز پیدا نہ ہو۔ تین بار ایسا ہی کیجئے۔ سبحان اللہ! جھوم جائیے کہ آپ کے لب اس مبارک جگہ کو مس کر رہے ہیں جہاں یقیناً مدینے والے آقا ﷺ کے لب ہائے مبارک لگے ہیں۔ مچل جائیے ......تڑپ اٹھیئے ......اور ہو سکے تو آنکھوں کو بہنے دیجئے کہ یہ بھی سنت ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میٹھے مصطفیٰ ﷺ حجرِ اسود پر لب ہائے مبارکہ رکھ کر روتے رہے۔ پھر التفات فرمایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! یہ رونے اور آنسو بہانے کا ہی مقام ہے۔ (فتح القدیر)

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکرِ محبت عام ہے لیکن سوزِ محبت عام نہیں

اس بات کا خیال رکھیئے کہ لوگوں کو آپ کے دھکے نہ لگیں کہ یہ قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع نہیں بلکہ عاجزی اور مسکینی کے اظہار کی جگہ ہے بوسۂ حجرِ اسود سنّت ہے اور مسلمان کو ایذا دینا حرام اور پھر یہاں اگر ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے تو ایک گناہ بھی لاکھ گناہ کے برابر ہے۔ ہجوم کے سبب اگر بوسہ میسر نہ آسکے تو ہاتھ سے حجرِ اسود کو چھو کر اسے چوم لیں۔ یہ بھی نہ بن پڑے تو ہاتھوں کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چوم لیجئے۔ یہی کیا کم ہے کہ مکی مدنی سرکار ﷺ کے مبارک منہ رکھنے کی جگہ پر آپ کی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔

حجرِ اسود کو بوسہ دینے یا ہاتھ سے چھو کر چومنے یا ہاتھوں کا اشارہ کر کے انہیں چوم لینے کو ''اِستلام'' کہتے ہیں۔

اب کعبہ شریف کی طرف ہی چہرہ کئے ہوئے سیدھے ہاتھ کی طرف تھوڑا سا سرکئے جب حجرِ اسود آپ کے چہرے کے سامنے نہ رہے (اور یہ ادنیٰ سی حرکت میں ہو جائے گا) تو فوراً اس طرح سیدھے ہو جائیں کہ خانہ کعبہ آپ کے الٹے ہاتھ کی طرف رہے۔ اس طرح چلیں کہ کسی کو آپ کا دھکا نہ لگے۔

مرد ابتدائی تین پھیروں میں رمل کرتے چلیں۔ یعنی جلد جلد چھوٹے قدم رکھتے، شانے ہلاتے چلیں۔ بعض لوگ کودتے اور دوڑتے ہوئے جاتے ہیں یہ سنت نہیں ہے۔ جہاں جہاں بھیڑ زیادہ ہو اور رمل میں اپنے آپ کو یا دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اتنی دیر تک رمل ترک کر دیں مگر رمل کی خاطر رکئے نہیں طواف میں مشغول رہیئے۔ پھر جوں ہی موقع ملے اتنی دیر تک کے لئے رمل کے ساتھ طواف کریں۔

طواف میں جس قدر خانہ کعبہ سے قریب رہیں یہ بہتر ہے مگر اتنے زیادہ قریب بھی نہ ہو جائیں کہ آپ کا کپڑا یا جسم دیوارِ کعبہ سے لگے۔ اور اگر نزدیکی میں ہجوم کے سبب رمل نہ ہو سکے تو اب دوری افضل ہے۔

پہلا چکر شروع کر دیں

اب آپ رکن یمانی تک پہنچے، اب اگر بھیڑ کی وجہ سے اپنی یا دوسروں کی ایذاء کا اندیشہ نہ ہو تو رکن یمانی کو دونوں ہاتھوں سے یا سیدھے ہاتھ سے تبرّکاً چھوئیں۔ صرف بائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں۔ موقع میسر آئے تو رکن یمانی کا بوسہ بھی لے لینا چاہیے مگر یہ احتیاط ضروری ہے کہ قدم اور سینہ کعبۂ مشرفہ کی طرف نہ ہوں۔ اگر چومنے یا چھونے کا موقع نہ ملے تو یہاں ہاتھوں کو چومنا سنّت نہیں ہے اکثر عوام النّاس ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی رکن یمانی کی طرف دور سے ہاتھ لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں یہ بھی کوئی سنت نہیں ہے۔

اب کعبۂ مشرفہ کے تین کونوں کا طواف پورا کر کے چوتھے کونے ''رکنِ اسود'' کی طرف بڑھ رہے

ہیں۔ ''رکن یمانی'' اور رکن اسود کی درمیانی دیوار کو ''مستجاب'' کہتے ہیں۔ یہاں دعا پر آمین کہنے کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں۔ آپ جو چاہیں اپنی زبان میں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگیں یا سب کی نیت سے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

ترجمہ: اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنز الایمان)

اب! آپ حجرِ اسود کے قریب آ پہنچے یہاں آپ کا ایک چکر پورا ہوا۔ لوگ یہاں ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی دور ہی دور سے ہاتھ لہراتے ہوئے گزر رہے ہوتے ہیں ایسا کرنا سنت نہیں۔ آپ حسب سابق احتیاط کے ساتھ اسی نا سی پٹی پر رو بہ قبلہ حجرِ اسود کی طرف منہ کر لیجئے۔ اب نیت کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ تو ابتداء ہو چکی۔ اب دوسرا چکر شروع کرنے کے لئے پہلے ہی کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دعا: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط پڑھ کر استلام کیجئے، یعنی موقع ہو تو حجرِ اسود کو بوسہ دیجئے ورنہ اُسی طرح ہاتھ سے اشارہ کر کے اُسے چوم لیجئے پہلے ہی کی طرح کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوڑا سا سرکئے۔ جب حجرِ اسود سامنے نہ رہے تو فوراً اُسی طرح کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوڑا سا سرکئے۔ جب حجرِ اسود سامنے نہ رہے تو فوراً اسی طرح کعبۂ مشرفہ کو بائیں ہاتھ کی طرف لئے طواف میں مشغول ہو جائیے اور درود شریف پڑھ کر دوسرا چکر شروع کر دیں۔

اب آپ رکنِ یمانی پر آ پہنچے۔ اب موقع ملے تو پہلے کی طرح بوسہ لے کر یا پھر اُسی طرح چُھو کر درود شریف پڑھ کر حجرِ اسود کے قریب آ پہنچے۔ اب آپ کا دوسرا چکر بھی پورا ہو گیا پھر حسب سابق دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر حجرِ اسود کا استلام کیجئے اور پہلے ہی طرح تیسرا چکر شروع کیجئے اور درود شریف پڑھیں۔

اب آپ رکن یمانی پر پہنچے۔ حسبِ سابق عمل کرتے ہوئے درود شریف پڑھ کر حجرِ اسود کی طرف بڑھتے ہوئے حسبِ سابق دُعائے قرآنی پڑھیے۔

اب لیجئے! آپ پھر حجرِ اسود کے قریب آ پہنچے اب آپ کا تیسرا چکر بھی مکمل ہو گیا۔ پھر حسبِ سابق دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر حجرِ اسود کا اِستلام کیجئے اور پہلے ہی کی طرح چوتھا چکر شروع کیجئے، ہاں اب رَمَل نہ کریں کہ رَمَل صرف تین پھیروں میں کرنا تھا۔ اب آپ کو حسبِ معمول درمیانہ چال کے ساتھ بقیہ پھیرے مکمل کرنے ہیں۔ درود شریف پڑھ کر چوتھا چکر شروع کریں۔

اب آپ رُکن یمانی پر آ پہنچے پھر مثلِ سابق عمل کرتے ہوئے حجرِ اسود کی طرف بڑھیئے اور درود شریف کے بعد قرآنی دُعا پڑھیے۔

اب لیجئے! آپ پھر حجرِ اسود پر آ پہنچے حسبِ سابق دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر استلام کیجئے اور پانچواں چکر شروع کیجئے درود شریف پڑھ کر۔

رُکن یمانی تک پہنچنے کے بعد پھر مثلِ سابق عمل کرتے ہوئے اسود کی طرف بڑھیے اور درود شریف پڑھ کر قرآنی دُعا پڑھیے۔

پھر حجرِ اسود پر آ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر استلام کیجئے اور اب چھٹا چکر شروع کیجئے درود شریف پڑھ کر۔

رُکن یمانی تک پہنچے کے بعد پھر مثلِ سابق عمل کرتے ہوئے حجرا اسود کی طرف بڑھیے اور درود شریف پڑھ کر قرآنی دُعا پڑھیے۔

پھر حسبِ سابق دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر حجرِ اسود کا استلام کیجئے اور ساتواں اور آخری چکر شروع کیجئے درود شریف پڑھ کر۔

رُکن یمانی پر حسبِ سابق ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اور درود شریف پڑھ کر پڑھیے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: اے رب ہمارے ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔ (کنزالایمان)

حجرِ اسود پر پہنچ کر آپ کے سات پھیرے مکمل ہو گئے مگر پھر آٹھویں بار حسبِ سابق دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر حجرِ اسود کا استلام کیجئے اور یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ جب بھی طواف کریں اُس میں پھیرے سات ہوتے ہیں اور استلام آٹھ۔ اب آپ اپنا سیدھا کندھا ڈھانپ لیجئے اور مقام ابراہیم (علیہ السلام) پر آ کر یہ آیت مقدسہ پڑھیے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

ترجمہ: اور ابراھیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنزالایمان)

نمازِ طواف

اب مقام ابراہیم کے قریب جگہ ملے تو بہتر ورنہ مسجدِ حرام میں جہاں بھی جگہ ملے اگر وہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نمازِ طواف ادا کریں۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھیے۔ یہ نماز واجب ہے اور کوئی مجبوری نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً پڑھنا سنت ہے۔ اکثر لوگ کندھا کھلا رکھ کر نماز پڑھتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے ایسی نماز کا دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔ اِضطباع یعنی کندھا کھلا رکھنا صرف اُس طواف کے ساتوں پھیروں میں ہے جس کے بعد سَعی ہوتی ہے۔

اب مُلتزم پر آئیے

نماز و دُعا سے فارغ ہو کر مُلتزم سے لپٹ جائیے۔ دروازۂ کعبہ اور حجرِ اسود کے درمیانی حصّہ کو مُلتزم کہتے ہیں۔ اس میں دروازۂ کعبہ شامل نہیں۔ ملتزم سے کبھی سینہ لگائیے تو کبھی پیٹ، اس پر کبھی دایاں رُخسار تو کبھی بایاں رُخسار اور دونوں ہاتھ سَر سے اونچے کر کے دیوارِ مقدس پر پھیلائیے یا سیدھا ہاتھ دروازۂ کعبہ کی طرف اور اُلٹا ہاتھ حجرِ اسود کی طرف پھیلائیے۔ خوب آنسو بہائیے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ گڑ گڑا کر اپنے پاک پروردگار جل جلالہٗ سے اپنے لئے اور تمام اُمت کے لئے اپنی زبان میں دُعا مانگیئے کہ مقام قبول ہے۔

ایک اہم مسئلہ

مُلتزم کے پاس نمازِ طواف کے بعد آنا اُس طواف میں ہے جس کے بعد سَعی ہے اور جس کے بعد سَعی نہ ہو (مثلاً طوافِ نفل یا طواف الزیارۃ (جب کہ حج کی سَعی سے پہلے فارغ ہو چکے ہیں) اس میں نماز سے پہلے مُلتزم سے لپٹیں۔ پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر دو رکعت نماز ادا کریں۔ (بہارِ شریعت)

اب آبِ زم زم پر آئیے

اب زم زم پر تشریف لائیے اور قبلہ رُو کھڑے کھڑے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط پڑھ کر تین سانس میں خوب پیٹ بھر کر پئیں۔ پینے کے بعد الحمد اللہ کہیں۔ ہر بار کعبۂ مشرفہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیں۔ کچھ پانی جسم پر بھی ڈالیں، منہ، سر اور جسم پر اس سے مَسح بھی کریں مگر یہ احتیاط رکھیں کہ کوئی قطرہ زمین پر نہ گرے۔

صفا و مروہ کی سَعی

اب اگر کوئی مجبوری یا تھکن وغیرہ نہ ہو تو ابھی، ورنہ آرام کر کے صفا و مروہ کی سَعی کرنے کے لئے تیار ہو جائیے یاد رہے کہ سَعی میں اِضطباع یعنی کندھا کھلا رکھنا سنّت نہیں ہے۔ اب سَعی کے لئے حجر

اسود کا پہلے ہی کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر یہ دُعا:

بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ ط

پڑھ کر استلام کیجئے۔اب بابُ الصَّفا پر آیئے۔"کوہ صَفا" چونکہ "مسجد حرام" سے باہر واقع ہے اور ہمیشہ مسجد سے باہر نکلتے وقت اُلٹا پاؤں نکالنا سنّت ہے لہٰذا یہاں بھی پہلے اُلٹا پاؤں نکالئے کہ سنّت ہے اور حسبِ معمول مسجد سے باہر آنے کی دُعا پڑھئے۔

اب دُرود وسلام پڑھتے ہوئے صَفا پر اتنا چڑھئے کہ کعبۂ معظّمہ نظر آجائے اور یہ بات یہاں معمولی سا چڑھنے پر حاصل ہوجاتی ہے۔عوام النّاس کی طرح زیادہ اوپر تک نہ چڑھیں کہ یہ خلاف سنّت ہے۔اب سعی کی نیت اپنے دل میں کرلیں مگر زبان سے کہنا زیادہ بہتر ہے معنیٰ ذہن میں رکھتے ہوئے اس طرح نیت کریں:

سعی کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُرِيۡدُ السَّعۡیَ بَيۡنَ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ سَبۡعَةَ اَشۡوَاطٍ لِوَجۡهِكَ الۡكَرِيۡمِ فَيَسِّرۡهُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡهُ مِنِّیۡ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رضا اور خوشنودی کی خاطر صفا اور مروہ کے درمیان سَعی کے سات چکر کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں، تو اسے میرے لئے آسان فرمادے، اور اسے قبول فرما۔

صَفا سے اب ذِکر و درود میں مشغول درمیانہ چال چلتے ہوئے جانب مروہ چلئے۔(آج کل تو یہاں سنگ مرمر بچھا ہوا ہے اور ائیر کولر بھی لگے ہوئے ہیں۔ایک سعی وہ بھی تھی جو سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔ذرا اپنے ذہن میں وہ دل دہلانے والا منظر تازہ کیجئے۔جب یہاں بے آب و گیاہ میدان تھا اور ننھے منے اسماعیل علیہ السلام شدت پیاس سے بلک رہے تھے اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تلاش آب میں بے تاب چلچلاتی دھوپ میں ان سنگلاخ راستوں میں پھر رہی تھیں) جوں ہی پہلا سبز میل آئے مرد دوڑنا شروع کردیں۔(مہذب طریقے پر نہ کہ بے تحاشہ) اور سوار سواری کو تیز کردیں، ہاں اگر بھیڑ زیادہ ہو تو تھوڑا رک جائیں جب کہ بھیڑ کم ہونے کی امید ہو دوڑنے میں یہ یاد

رکھیئے کہ خود یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچے کہ یہاں دوڑنا سنّت ہے جب کہ کسی مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے، خواتین نہ دوڑیں۔

جب دوسرا سبز میل آئے تو آہستہ ہو جائیں اور جانب مروہ بڑھے چلیں۔اے لیجئے! مروہ شریف آگیا۔عوام النّاس دور اوپر تک چڑھتے ہیں۔آپ ان کی نقل نہ کریں بلکہ سنت کو ملحوظ رکھیں۔ آپ معمولی اونچائی پر چڑھیں بلکہ (جہاں سے CHECK MARBLE شروع ہو جاتے ہیں) اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے بھی مروہ پر چڑھنا ہوگیا۔یہاں اگرچہ عمارت بن جانے کے سبب کعبہ شریف نظر نہیں آتا مگر کعبہ مشرفہ کی طرف منہ کر کے صفا کی طرف اتنی ہی دیر تک دعا مانگیں۔ اب نیت کی ضرورت نہیں کہ وہ پہلے ہوچکی ہے یہ ایک پھیرا ہوا۔

اب حسب سابق دعا پڑھتے ہوئے مروہ سے جانب صفا چلئے اور حسب معمول مِیۡلَیۡنِ اَخۡضَرَیۡن کے درمیان مرد دوڑتے ہوئے اور خواتین چلتے ہوئے وہی دعا پڑھیں۔اب صفا پر پہنچ کر دو پھیرے پورے ہوئے۔اسی طرح صفا اور مروہ کے درمیان چلتے دوڑتے ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔آپکی سعی مکمل ہوئی۔

نمازِ سعی سنت ہے

اب ہو سکے تو مسجد حرام میں دو رکعت نماز نفل (اگر مکروہ اوقات نہ ہو) ادا کرلیں کہ مستحب ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سعی کے بعد مطاف کے کنارے حجر اسود کی سیدھ میں دو نفل ادا فرمائیں انہیں طواف وسعی کا نام عمرہ ہے قارن اور متمتع کے لئے یہی عمرہ ہوگیا۔

طواف قدوم

مفرد کے لئے یہ طواف، طواف قدوم یعنی حاضر دربار کا مُجدا ہوا۔قارِن اس کے بعد طواف قدوم کی نیت سے مزید ایک طواف وسعی کرلے۔طواف قدوم قارن ومفرد دونوں کے لئے سنت ہے اگر ترک کیا تو برا کیا مگر دم وغیرہ واجب نہیں۔

حلق یا تقصیر

اب مرد حلق کریں یعنی سر منڈوا دیں یا تقصیر کریں یعنی بال کتروائیں۔

تقصیر کی تعریف

تقصیر یعنی کم از کم چوتھائی سر کے بال انگلی کے پورے برابر کٹوانا۔اس میں یہ احتیاط رکھیں کہ ایک پَورے سے زیادہ کٹوائیں تاکہ سر کے بیچ میں جو چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں وہ بھی ایک پورے کے برابر کٹ جائیں۔بعض لوگ قینچی سے چند بال کاٹ لیا کرتے ہیں حنفیوں کے لئے یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور اس طرح احرام کی پابندیاں بھی ختم نہ ہوں گی۔

خواتین کی تقصیر

خواتین کو سر منڈوانا حرام ہے وہ صرف تقصیر کروائیں۔اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنی چٹیا کے سرے کو انگلی کے ایک پورے سے کچھ کاٹ لیں لیکن یہ احتیاط لازمی ہے کہ کم از کم چوتھائی 1/4 سر کے بال ایک پورے کے برابر کٹ جائیں۔آپ کا عمرہ مکمل ہوگیا اب احرام کی پابندیاں ختم احرام اتار دیں۔

طواف میں سات (7) باتیں حرام ہیں

طواف اگرچہ نفل ہو، اس میں سات باتیں حرام ہیں:

۱)...... بے وضو طواف کرنا۔

۲)...... جو عضو ستر میں داخل ہے اس کا چوتھائی (1/4) حصہ کھلا ہونا مثلاً ران کا چوتھائی حصہ کھلا ہونا حرام ہے۔اسی طرح خواتین کا کان یا ہاتھ کی کلائی کا چوتھائی حصہ کھل جانا حرام ہے۔

۳)......بغیر مجبوری ڈولی میں یا کسی کے کندھوں وغیرہ پر طواف کرنا

۴)...... بلا عذر بیٹھ کر سرکنا یا گھٹنوں پر چلنا

۵)......کعبہ کو سیدھے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا

۶)......طواف میں حطیم کے اندر سے ہوکر گزرنا

۷)......ساتھ پھیروں سے کم کرنا

طواف کے سات مکروہات

۱)......فضول بات کرنا

۲)......ذکر دعا وغیرہ بلند آواز سے کرنا (معلوم ہوا کہ دوران طواف ایک شخص چلا چلا کر دعا پڑھتا ہے اور دوسرے لوگ مل کر بلند آواز سے دہراتے ہیں یہ مکروہ ہے)

۳)......ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا مستعمل چپل یا جوتے ساتھ لئے طواف نہ کیا کریں کہ احتیاط اسی میں ہے۔

۴)......طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا ہاں استنجا وضو کے لئے جاسکتے ہیں دوبارہ آکر نئے سرے سے طواف کرنے کی بھی ضرورت نہیں جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کریں۔

۵)......ایک طواف کے بعد جب تک اس کی دو رکعتیں نہ پڑھ لیں دوسرا طواف شروع کر دینا ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو حرج نہیں مثلاً صبح صادق سے لے کر سورج بلند ہونے تک یا بعد نماز عصر سے غروب آفتاب تک کہ اس میں کئی طواف بغیر نماز طواف جائز ہیں۔ البتہ مکروہ وقت گزر جانے کے بعد ہر طواف کے لئے دو رکعت ادا کرنا ہوں گی۔

۶)......طواف کے وقت کچھ کھانا مکروہ ہے مگر پانی پی سکتے ہیں

۷)......پیشاب یا ریح وغیرہ کی شدت ہو تو طواف کرنا مکروہ ہے

طواف و سعی میں یہ سات کام جائز ہیں

(۱) سلام کرنا (۲) جواب دینا (۳) ضرورت کے وقت بات کرنا (۴) پانی پینا طواف میں کھا نہیں سکتے البتہ سعی میں کھا بھی سکتے ہیں (۵) حمد و نعت یا منقبت کے اشعار آہستہ آہستہ پڑھنا (۶) دوران طواف نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ طواف بھی نماز ہی کی طرح ہے مگر سعی کے

دوران گزرنا جائز نہیں (۷) دینی مسائل پوچھنا یا ان کا جواب دینا۔

سعی کے چھے (۶) مکروہات

۱)......بغیر ضرورت اس کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا۔ ہاں قضائے حاجت کے لئے جاسکتے ہیں بلکہ وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لئے بھی جاسکتے ہیں حالاں کہ سعی میں وضو ضروری نہیں۔

۲)......خرید و فروخت کرنا۔

۳)......فضول گفتگو کرنا۔

۴)......''پریشان نظری'' یعنی فضول ادھر اُدھر دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے۔ اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔

۵)......بغیر مجبوری مرد کا ''مسعٰی'' میں (یعنی مِیْلَیْن اَخْضَرَیْن کے مابین) نہ دوڑنا۔

سعی کے تین متفرق احکام

۱)......سعی میں پیدل چلنا واجب ہے۔ ہاں مجبوری کی صورت میں گھسٹ کر یا سواری پر جائز ہے۔

۲)......سعی کے لئے طہارت شرط نہیں بلکہ حیض والی بھی کر سکتی ہے۔

۳)......جسم و لباس پاک ہو اور باوضو ہونا مستحب ہے۔ سعی شروع کرتے وقت پہلے صفاء کی دعا پڑھیں پھر نیت کریں

خواتین کے لئے خاص تاکید

خواتین اپنے آپ کو مردوں سے الگ تھلگ رکھیں۔ یہاں احتیاط نہیں کریں گی تو کہاں کریں گی؟ اکثر نادان عورتیں حجر اسود اور رکن یمانی کو چومنے کے لئے یا کعبۃ اللہ شریف کا قرب پانے کے لئے بے دھڑک مردوں میں جا گھستی ہیں توبہ توبہ یہ بہت ہی گناہ اور بے حیائی کی بات ہے یاد رکھیئے یہاں ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ہے۔

حج کا احرام باندھ لیجئے

اگر آپ نے ابھی تک حج کا احرام نہیں باندھا تو سات ذوالحجہ کو باندھ لیں آٹھ کو بھی باندھ سکتے ہیں مگر سہولت سات کو رہے گی اور احرام حج کا ثواب بھی جلد شروع ہو جائے گا گھر میں بھی حج کی نیت کر سکتے ہیں مگر افضل یہی ہے کہ مسجد حرام میں دوگانہ ادا کر کے اس طرح حج کی نیت کریں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُالْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ عَلَیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی

اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے اسے آسان کر اور اسے قبول فرما اور اس میں میری مدد کر اور میرے لئے اس میں برکت دے نیت کی میں نے حج کی اور اللہ کے لئے اس کا احرام باندھا۔

نیت کے بعد مرد حضرات بلند آواز سے اور خواتین دھیمی آواز سے تین مرتبہ لبیک پڑیں اب پھر آپ پر احرام کی پابندیاں عائد ہو گئیں۔

ایک مفید مشورہ

اب آپ کے لئے آسانی اسی میں ہے کہ ایک نفلی طواف میں حج کے اضطباع رمل اور سعی سے فارغ ہو لیں اس طرح طواف الزیارۃ میں آپ کو رمل اور سعی کی ضرورت نہیں رہے گی

منیٰ کو روانگی

آج آٹھویں تاریخ کی صبح ہے ہر طرف دھوم مچی ہے سب کو ایک ہی دھن ہے منیٰ چلو آپ بھی تیار ہو جائیں اپنی ضروریات کی اشیاء مثلاً تسبیح، مصلّٰی، قبلہ نما چند برتن، گلے میں لٹکانے والی بوتل پانی کی بوتل معلم کا ایڈریس، اور یہ تو ہر وقت ساتھ ہی ہونا چاہئے تاکہ راستہ بھول جانے کی صورت میں کام آئے اخراجات برائے طعام و قربانی وغیرہ وغیرہ ساتھ لینا نہ بھولیں اگر ممکن ہو تو منیٰ عرفات مزدلفہ وغیرہ کا سفر پیدل ہی طے کریں۔

راستے بھر لبیک اور ذکر و درود کی خوب خوب کثرت کیجئے۔ جوں ہی منیٰ شریف نظر آئے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنیً فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ ۔

ترجمہ: اے اللہ یہ منیٰ ہے مجھ پر وہ احسان فرما جو تو نے اپنے اولیاء پر فرمایا

اب آپ منیٰ شریف کی حسین وادیوں میں داخل ہو گئے کس قدر دلکش منظر ہے

کیا زمین کیا پہاڑ ہر طرف خیمے ہی خیمے نظر آ رہے ہیں آپ بھی اپنے معلم کی طرف سے دیئے ہوئے خیمے میں قیام فرمائیے آج کی ظہر سے لے کر کل نویں کی فجر تک پانچ نمازیں آپ کو منیٰ شریف میں ادا کرنی ہیں کیوں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

آہ! اب کون احتیاط کرے

منیٰ شریف میں آج کل چالیس چالیس حاجیوں کو ایک ایک خیمہ دیا جاتا ہے اور عرفات شریف میں اس سے بھی بڑے بڑے خیمے ہوتے ہیں افسوس ان دونوں مقامات مقدسہ پر مرد اور عورتوں کو ساتھ ساتھ رکھا جاتا ہے عورتوں کے لئے پردہ کا کوئی انتظام نہیں ہوتا نہ ہی حاجی صاحبان کو اس بات کا کوئی احساس ہوتا ہے۔ غیرت منداور باحیا حجاج کرام کو چاہئے کہ اپنے ساتھ کچھ چادریں لئے جائیں اور کم از کم اپنے گھر کی خواتین کو مردوں کے اختلاط سے بچانے کے لئے منیٰ شریف اور عرفات مقدسہ میں خیمے کے ایک طرف چادروں کے ذریعے حسبِ ضرورت عارضی کمرہ بنالیں آج کا دن بہت اہم ہے اگر چہ کچھ نادان لوگ گپ شپ کر رہے ہوں آپ ان کی طرف توجہ نہ دیں اپنی عبادت میں لگے رہیں آج آنے والی رات شب عرفہ ہے ممکن ہو تو یہ رات ضرور عبادت میں گزاریں سونے کے دن بہت پڑے ہیں ایسے مواقع بار بار کہاں نصیب ہوتے ہیں۔

عرفات شریف کو روانگی

آج نو ذوالحجہ ہے۔ نماز فجر مستحب وقت میں ادا کر کے لبیک اور ذکر و دعا میں مشغول رہیئے یہاں

تک کہ سورج طلوع ہونے کے بعد مسجد خیف شریف کے سامنے واقع کوہ ثبیر پر چمکے اب دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ جانب عرفات شریف چلئے لبیک اور ذکر و درود کی کثرت راستے بھر رکھیئے۔

عرفات شریف میں داخلہ

اب آپ میدان عرفات مقدسہ کے قریب آ پہنچے تڑپ جایئے اور آنسوؤں کو بہنے دیجئے کہ عنقریب آپ اس مقدس میدان میں داخل ہونگے جہاں آنے والا محروم لوٹتا ہی نہیں جب نظر جبل رحمت کو چومے لبیک کی پیہم تکرار کرتے ہوئے روتے روتے میدان عرفات پاک میں داخل ہوں۔

سبحان اللہ! یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں آج لاکھوں مسلمان ایک ہی لباس (احرام) میں ملبوس جمع ہیں ہر طرف لبیک کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ یقین جانیئے بے شمار اولیاء کرام رحمہم اللہ اور اللہ کے دو نبی حضرت سیدنا خضر اور حضرت سیدنا الیاس علیہما السلام بھی بروز عرفہ میدانِ عرفات مبارک میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اب آپ بخوبی آج کے دن کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

وقوف عرفات شریف کے آٹھ (8) پھول

۱)......جب دوپہر قریب آئے تو غسل کیجئے کہ سنت مؤکدہ ہے اگر غسل نہ کر سکیں تو کم از کم وضو تو کر لیں۔

۲)......آج یعنی نو (9) ذوالحجہ کو دوپہر ڈھلنے سے لے کر دسویں کی صبح صادق کے درمیان جو کوئی احرام کے ساتھ ایک لمحے کے لئے بھی میدان عرفات پاک میں داخل ہو گیا وہ حاجی ہو گیا۔ آج یہاں کا وقوف حج کا رکن اعظم ہے۔

۳)......آج کا دن نہایت ہی مبارک دن ہے۔ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے۔

آج وہ دن ہے کہ جو شخص، کان، آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے گا اس کی مغفرت ہے۔ (طبرانی)

۴)......عرفات شریف میں وقت ظہر میں ظہر اور عصر ملا کر پڑھی جاتی ہے مگر اس کی بعض شرائط

ہیں۔ جو کتب میں مذکور ہیں۔

۵)......حاجی کو آج بے روزہ ہونا سنت ہے نیز ممکن ہو تو ہر وقت باوضو رہنا چاہیئے۔

۶)...... جَبَلِ رَحمت کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔

۷)......بعض نادان ”جَبَلِ رَحمت“ کے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں سے کھڑے کھڑے رومال ہلاتے رہتے ہیں، آپ ایسا نہ کیجئے۔ اور ان کی طرف سے بھی دل میں برا خیال نہ لایئے۔ آج کا دن اوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں، اپنے عیبوں پر شرمساری اور گریہ وزاری کا دن ہے۔

۸)......وقوف میں ہو سکے تو ہر طرح کے سائے یہاں تک کہ چھتری کے بھی سائے سے بچیئے۔ ہاں جو مجبور ہے وہ معذور ہے۔

میدان عرفات میں دعا کھڑے کھڑے مانگنا سنّت ہے خوب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی کمی نہیں۔

گناہوں سے پاک ہوگئے

پیارے پیارے حاجیو! آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسہ کر کے یقین کر لیں کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا ہوں۔ جیسا کہ اس دن، جب کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اب کوشش کیجئے کہ آئندہ گناہ نہ ہوں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ میں ہرگز کوتاہی نہ ہو۔ فلموں ڈراموں اور گانوں باجوں نیز حرام روزی کمانے، داڑھی منڈانے، یا ایک مٹھی سے گھٹانے، ماں باپ کا دل دکھانے وغیرہ وغیرہ گناہوں میں ملوث ہو کر کہیں پھر شیطان کے چنگل میں نہ پھنس جائیں!

مزدلفہ کو روانگی

جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو عرفات شریف سے جانب مزدلفہ شریف چلئے، راستے بھر ذکر و درود اور لَبَّیک کی تکرار رکھئے۔ کل میدان عرفات شریف میں حقوق اللہ معاف ہوئے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

مُزْدَلِفَه شریف آگیا ہر طرف چہل پہل اور رونق لگی ہے ہو سکے تو آپ مَشْعَرُ الْحَرام (یہ ایک پہاڑ ہے اسے جَبَلِ قُزَح بھی کہتے ہیں) کے پاس قیام کیجئے اگر یہاں جگہ نہ مل سکے تو مُزْدَلِفَه میں وادیٔ محسر کے سوا کہیں بھی قیام کر لیجئے۔ یاد رہے یہاں آپ کو نماز مغرب وعشاء وقت عشاء میں ادا کرنی ہے۔

مغرب وعشاء ملا کر پڑھنے کا طریقہ

یہاں آپ کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے دونوں نمازیں ادا کرنی ہیں۔ لہٰذا اذان اور اقامت کے بعد پہلے مغرب کے تین فرض ادا کر لیجئے۔ سلام پھیرتے ہی فوراً عشاء کے فرض پڑھیئے۔ پھر مغرب کی سنتیں، اس کے بعد عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کیجئے۔

کنکریاں چُن لیجئے

آج کی رات بعض اکابر علماء کے نزدیک لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے۔ یہ رات غفلت یا خوش گپیوں میں ضائع کرنا سخت محرومی ہے، ہو سکے تو ساری رات لبیک اور ذکر و درود میں گزاریئے۔ رات ہی میں وقت نکال کر شیطانوں کو مارنے کے لئے اُنچاس (49) کنکریاں کھجور کی گھٹلی کے برابر چُن لیجئے بلکہ کچھ زیادہ لے لیجئے تاکہ وار خالی جانے وغیرہ کی صورت میں کام آسکیں۔ کنکریاں بڑے پتھر کو توڑ کر نہ بنائیں۔ نیز ان کو تین بار پانی سے دھو لینا افضل ہے۔

وقوف مزدلفہ

مزدلفہ میں رات گزارنا سنّت مؤکدہ ہے مگر اس کا وقوف واجب ہے وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ اس کے درمیان اگر ایک لمحہ بھی یہاں گزار لیا تو وقوف ہو گیا ظاہر ہے کہ جس نے فجر کے وقت میں یہاں نماز فجر ادا کی اس کا وقوف صحیح ہو گیا۔ جو کوئی صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے چلا گیا اس کا واجب ترک ہو گیا، لہٰذا اس پر دم ہو گیا، لہٰذا اس پر دم واجب ہے۔ ہاں عورت، بیمار یا ضعیف یا کمزور کہ جنہیں بھیڑ کے سبب ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو اگر ایسے لوگ مجبوراً چلے گئے

تو کچھ نہیں۔

کوہِ مَشْعَرُ الْحَرام پر اگر جگہ نہ ملے تو اس کے دامن میں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو وادیٔ مُحَسِّر کے سوا جہاں مل جائے وقوف کیجئے اور وقوف عرفات والی تمام باتیں یہاں بھی ملحوظ رکھیئے۔ یعنی لبیک کی کثرت کیجئے اور ذکر و درود اور دعا میں مشغول ہو جایئے۔ ان شاء اللہ جو کچھ مانگیں گے وہ پائیں گے کہ کل عرفات شریف میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔ جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو سوئے مِنٰی شریف روانہ ہو جایئے اور راستے بھر لبیک اور ذکر و درود کی تکرار رکھئے۔

دسویں ذوالحجہ کا پہلا کام رَمی

مزدلفہ شریف سے منٰی شریف پہنچ کر سیدھے جمرۃ العقبہ یعنی بڑے شیطان کی طرف تشریف لائیں۔ آج صرف اسی ایک کو کنکریاں مارنا ہے۔ پہلے کعبہ کی سمت معلوم کر لیں پھر جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ (یعنی تقریباً ڈھائی گز) دور (زیادہ کی کوئی قید نہیں) اس طرح کھڑے ہوں کہ منٰی آپ کے سیدھے ہاتھ پر اور کعبہ شریف الٹے ہاتھ کی طرف رہے اور منہ جمرہ کی طرف ہو۔ سات کنکریاں اپنے الٹے ہاتھ میں رکھ لیں۔ بلکہ دو تین کنکریاں زیادہ لے لیں۔ اب سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی چٹکی میں لے کر سیدھا ہاتھ اچھی طرح اٹھا کر کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو۔ ہر بار بسم اللہ، اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک ایک کر کے سات کنکریاں اس طرح ماریں کہ تمام کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ کم از کم تین ہاتھ کے فاصلے پر گریں۔ پہلی کنکری مارتے ہی لبیک کہنا موقوف کر دیں کہ اب لبیک کہنا سنت نہ رہا جب سات پوری ہو جائیں تو وہاں نہ رکیئے نہ سیدھے جائیں نہ دائیں نہ بائیں بلکہ فوراً ذکر و دعا کرتے ہوئے پلٹ آئے۔

خبردار

محترم حاجیو رمی جمرات کے وقت خصوصاً دسویں کی صبح حاجیوں کا زبردست ریلا ہوتا ہے اور بعض

اوقات اس میں لوگ کچلے بھی جاتے ہیں لہٰذا کچھ احتیاطیں عرض کی جاتی ہیں:

(۱) کنکریاں نیچے سے بھی اور اوپر کی منزل سے بھی ماری جا سکتی ہیں۔ اوپر کی منزل سے مارنے میں بھیڑ کے وقت آپ کو کھلی ہوا مل سکے گی۔

(۲) کنکریاں مارتے وقت کوئی چیز ہاتھ سے چھوٹ کر گر جائے تو ہجوم میں ہرگز ہرگز اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

(۳) آپ کی چپل پاؤں سے نکلتی ہوئی محسوس ہو تو بھیڑ میں بھول کر بھی درست کرنے کے لئے مت جھکیں۔

(۴) ہرگز ہرگز کسی بھی کام کے لئے ہجوم میں مت جھکئے ورنہ کچلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۵) اپنی چھڑی یا چھتری لے کر ہجوم میں داخل نہ ہوں اسی طرح دوسروں کی چھتری وغیرہ سے بھی اپنی آنکھ وغیرہ بچائیں۔

(۶) جب کچھ رفقاء مل کر رمی کرنا چاہیں تو پہلے ہی سے واپس ملنے کی کوئی قریبی جگہ مقرر کر کے اس کی نشانی یاد رکھیں ورنہ بچھڑ جانے کی صورت میں بے حد پریشانی ہو گی۔

رمی کے (٦) پھول

(۱) سات کنکریوں سے کم مارنا جائز نہیں۔ اگر صرف تین ماریں یا بالکل رمی نہ کی تو دم واجب ہو گا۔ اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ ہے (ردالمحتار)

(۲) اگر سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ سات نہیں فقط ایک مانی جائے گی (ردالمحتار)

(۳) کنکریاں زمین کی جنس سے ہونا ضروری ہے (جیسے کنکر، پتھر مٹی) اگر مینگنی ماری تو رمی نہیں ہو گی (درمختار و ردالمحتار)

(۴) اس طرح بعض لوگ جمرات پر ڈبے جوتے وغیرہ برساتے ہیں یہ بھی کوئی سنت نہیں اور کنکری کے بدلے جوتا یا ڈبہ وغیرہ مارا تو رمی ہو گی ہی نہیں۔

(۵) رمی کے لئے بہتر یہی ہے کہ مزدلفہ سے کنکریاں لے جائیں۔ مگر لازمی نہیں دنیا کے کسی بھی

حصے کی کنکریاں ماریں گے رمی درست ہے۔

(۶) دسویں کی رمی طلوع آفتاب سے لیکر زوال تک سنت ہے زوال سے لے کر غروب آفتاب تک مباح ہے یعنی جائز ہے اور غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ ہے اگر کسی عذر کے سبب ہو مثلاً چرواہے نے رات میں رمی کی تو کراہت نہیں (ردالمحتار)

﴿خواتین کی رمی﴾

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ مرد بلا عذر عورتوں کی طرف سے رمی کر دیا کرتے ہیں اس طرح اسلامی بہنیں رمی کی سعادت سے محروم رہ جاتی ہیں اور چونکہ رمی واجب ہے لہذا ترک واجب کے سبب ان پر دم واجب ہو جاتا ہے لہذا خواتین اپنی رمی خود ہی کریں۔

﴿مریضوں کی رمی﴾

بعض حاجی صاحبان یوں تو ہر جگہ دندناتے پھرتے ہیں لیکن معمولی سی بیماری کے سبب رمی کے لئے وہ دوسروں کو نائب مقرر کر کے ان سے رمی کروا لیتے ہیں۔ان کی خدمت میں عرض ہے کہ:

۱)......جو شخص ایسا مریض (خواہ مرد ہو یا عورت) ہو کہ سواری پر بھی جمرہ تک نہ جا سکتا ہو وہ دوسروں کو رمی کے لئے نائب بنائے۔اب نائب کو چاہیے کہ اگر ابھی تک اپنی رمی نہیں کی تو پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارے پھر مریض کی طرف سے رمی کرے۔

۲)......اگر کسی نے مریض کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے رمی کر دی تو رمی نہیں ہوگی۔

۳)...... بے ہوش، مجنون (یعنی پاگل) یا ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رمی کر دیں۔اور بہتر یہی ہے کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کروائیں۔

﴿حج کی قربانی﴾

۱)......دسویں کو بڑے شیطان کی رمی کرنے کے بعد قربان گاہ تشریف لائیں اور قربانی کریں۔ یہ وہ قربانی نہیں جو عید الضحیٰ میں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ حج کے شکرانے میں قارن اور متمتع پر واجب ہے

چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو۔مفرد کے لئے یہ قربانی مستحب ہے چاہے وہ غنی ہو۔

۲)......یہاں بھی جانور کی وہی شرائط ہیں جو عید الضحیٰ کی قربانی کی ہوتی ہیں۔

۳)......جانور خوب دیکھ بھال کر لیں کیوں کہ آج کل یہاں دیکھا گیا ہے کافی جانور کان کٹے ہوتے ہیں۔اگر ایک تہائی سے زیادہ کان کٹا ہوا ہوگا تو قربانی سرے سے ہوگی ہی نہیں اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹا ہوا ہو، کان چرا ہوا ہو، یا اس میں سوراخ ہو اسی طرح کوئی معمولی عیب ہو تو ایسے جانور کی قربانی ہو تو جائے گی مگر مکروہ ہے۔

۴)......اگر ممکن ہو تو اپنے ہاتھ سے قربانی کریں کہ یہی سنت ہے۔دوسرے کو بھی نائب کر سکتے ہیں۔

۵)......اونٹ کی قربانی افضل ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے دستِ مبارک سے ۶۳ اونٹ قربان فرمائے۔

۶)......دسویں کو قربانی کرنا افضل ہے گیارہویں اور بارہویں کو بھی کر سکتے ہیں مگر بارہویں کو غروب آفتاب پر قربانی کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

﴿قربانی کے ٹوکن﴾

آج کل حجازِ مقدس میں ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعے حجاج کرام کی ترغیب دلائی جاتی ہے کہ وہ ''اسلامی ڈیولپمنٹ بینک'' میں قربانی کی رقم جمع کروا کر ٹوکن حاصل کریں اور اس ادارے کو اپنی قربانی کا اختیار دے دیں۔ پیارے حاجیو! اس ادارے کے ذریعے قربانی کروانے میں سراسر خطرہ ہے۔کیونکہ متمتع اور قارن کے لئے یہ ترتیب واجب ہے کہ پہلے رمی کرے پھر قربانی اور پھر حلق اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو دم واجب ہو جائے گا۔اب اس ادارے کو آپ نے رقم جمع کرا دی انہوں نے آپ کی قربانی کا وقت بھی اگر بتا دیا پھر بھی آپ کو اس بات کا پتہ لگنا بے حد دشوار ہے کہ آپ کی قربانی وقت پر ہوئی یا نہیں؟ اگر آپ نے قربانی سے پہلے ہی حلق کروا دیا تو آپ پر دم واجب ہو جائے گا۔

جو اس ادارے کے ذریعے قربانی کروانا چاہیں۔ان کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنی قربانی کا صحیح وقت معلوم کرنا چاہیں تو تین افراد پر ایک نمائندہ منتخب کر لیں اس کو پھر خصوصی ''پاس'' جاری کیا جاتا ہے اور وہ جا کر سب قربانیاں ہوتی دیکھ سکتا ہے۔اب یہاں بھی ایک خطرہ تو موجود ہے کہ ادارے والے لاکھوں جانور خریدتے ہیں اور ان سب کا بے عیب ہونا کیونکر ممکن ہے؟ بہرحال اپنی قربانی آپ خود ہی کر لیں یہی ہر طرح سے مناسب معلوم ہوتا ہے۔

﴿حلق اور تقصیر کے سترہ (17) پھول﴾

۱)......قربانی سے فارغ ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے مرد حلق کریں۔یعنی تمام سر کے بال منڈوا دیں یا تقصیر کریں یعنی کم از کم سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کٹوائیں۔

۲)......خواتین صرف تقصیر کروائیں یعنی چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر بال انگلی کے پورے کے برابر شوہر موجود ہو تو وہ کاٹ دے یا خود ہی قینچی سے کاٹ لیں۔

۳)......بعض لوگ قینچی سے چند بال کاٹ لیتے ہیں اس طرح قصر نہیں ہوتا اور احرام کی پابندیاں بھی ختم نہیں ہوتیں۔کم از کم سر کا ہر بال ایک انگلی کے پورے کے برابر کٹنا واجب ہے۔

۴)......بال چونکہ چھوٹے بڑے ہوتے ہیں لہٰذا ایک پورے کے برابر کٹ جائیں۔

۵)......جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آگیا تو اب مُحرِم (یعنی احرام والا) اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے اگرچہ دوسرا ابھی محرم ہو۔

۶)......حلق یا تقصیر سے پہلے نہ ناخن کتروائیں نہ خط بنوائیں ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔

۷)......حلق یا تقصیر کا وقت ایام نحر ہے یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ اور افضل دس ذوالحجہ ہے۔

۸)......اگر بارہویں تک حلق یا قصر نہ کیا تو دم لازم آئے گا۔

۹)......جس کے سر پر بال نہ ہوں، قدرتی گنج ہو اس کو بھی اپنے سر پر استرا پھروانا واجب ہے۔

۱۰)......اگر کسی کے سر پر پھڑیاں یا زخم وغیرہ ہوں جن کی وجہ سے سر نہیں منڈوا سکتا اور بال بھی اتنے بڑے نہیں کہ کٹوا سکے تو اس مجبوری کے سبب اس کو منڈوانا اور کتروانا ساقط ہو گیا اسے بھی

منڈوانے اور کتروانے والوں کی طرح سب چیزیں حلال ہوگئیں مگر بہتر یہ ہے کہ ایامِ نحر ختم ہونے تک بدستور احرام میں رہے۔

۱۱)......حلق یا قصر حُدُودِ حرم میں واجب ہے اگر حدودِ حرم سے باہر کیا تو دم واجب ہوگا۔(منیٰ حُدودِ حرم میں ہے)

۱۲)......منیٰ میں حلق یا تقصیر کروانا سنت ہے۔

۱۳)......حلق یا تقصیر کرواتے وقت قبلہ رو بیٹھنا اور سیدھی جانب سے شروع کرنا سنت ہے۔

۱۴)......دورانِ حلق یا تقصیر اس طرح تکبیر پڑھتے رہیے:

الله اکبر ط الله اکبر ط لا اله الا الله والله اکبر ط الله اکبر ط ولله الحمد ط

۱۵)......قبل بھی اور بعد فراغت بھی اپنے لئے اور تمام اُمّت کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔

۱۶)......مُفرِد اگر قربانی کرنا چاہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ حلق یا تقصیر قربانی کے بعد کروائے اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں اور تمتع اور قران والے کے لئے حلق یا تقصیر قربانی کے بعد کرنا واجب ہے۔ اگر پہلے حلق یا تقصیر کرے تو دم واجب ہوجائے گا۔

۱۷)......حلق یا تقصیر سے فارغ ہونے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔مگر بیوی سے صحبت اور اس کے لوازمات طواف زیارۃ کے بعد جائز ہوں گے۔

﴿طواف زیارت کے 12 پھول﴾

۱)......طواف الزیارۃ حج کا دوسرا رکن ہے اس کے سات پھیرے کئے جائیں گے جن میں چار پھیرے فرض ہیں اور سات پھیرے پورے کرنا واجب ہے۔

۲)......طواف الزیارۃ ذوالحجہ کو کرلینا افضل ہے۔ لہٰذا پہلے جمرۃُ العقبہ ''رمی'' پھر ''قربانی'' اور اس کے بعد حلق یا تقصیر سے فارغ ہولیں۔ اب افضل یہ ہے کہ کچھ قربانی کا گوشت کھا کر پیدل مکّہ مکرّمہ حاضر ہوں اور یہ بھی افضل ہے کہ بابُ السّلام سے مسجد الحرام میں داخل ہوں۔

۳)......باوضو اور سترِ عورت کے ساتھ طواف کیجئے۔

۴)......اگر ''قارن'' اور ''مُفرِد'' ''طوافِ قدُوم'' میں اور ''مُتمتِّع'' حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی نفلی طواف میں حج کے ''رمل'' و ''سعی'' سے فارغ ہو چکے ہوں تو اب طواف زیارۃ میں اس کی حاجت نہیں۔ ہاں! اگر ''رمل'' و ''سعی'' نہیں کیا تھا یا صرف رمل ہی کیا تھا تو اب اس طواف میں ''رمل'' و ''سعی'' کرلیجئے۔

۵)......طواف الزیارۃ روزمرّہ کے لباس میں کرنا ہوتا ہے لہٰذا بعض اسلامی بھائی سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ اس لباس میں اب رمل و سعی کیونکر کریں؟ تو عرض یہ ہے کہ اگر حج کے رمل و سعی سے پہلے فارغ نہیں ہوئے تو اب سلے ہوئے کپڑوں ہی میں رمل و سعی کرلیجئے۔ ہاں ''اضطباع'' نہیں ہوسکے گا کیوں کہ اب اس کا موقع نہ رہا۔

۶)......اگر یہ طواف دسویں کو نہ کرسکیں تو گیارھویں اور بارھویں کو بھی کرسکتے ہیں مگر بارھویں کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کرلیجئے۔

۷)......اگر بارھویں کے غروب آفتاب تک طواف نہ کرسکے تو آپ پر دم واجب ہوجائے گا ہاں اگر عورت کو حیض یا نفاس آگیا اور بارھویں کے بعد پاک ہوئی تو اب کرلے اس وجہ سے تاخیر ہونے پر اس پر دم واجب نہیں۔

۸)...... اگر طواف الزیارۃ نہ کیا عورتیں حلال نہیں ہوں گی چاہے برسوں گزر جائیں۔ (عالمگیری)

۹)......بہرحال طواف سے فارغ ہوکر دو رکعت ''واجبُ الطّواف'' بدستور ادا کیجئے اس کے بعد ''مُلتزم'' پر حاضری دیں اور ''آب زم زم'' بھی خوب پیٹ بھر کر پئیں۔

۱۰)......الحمدللہ! مبارک ہو آپ کا حج مکمّل ہوگیا اور عورتیں حلال ہوگئیں۔

۱۱)......گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں، یہ تین راتیں منٰی شریف میں گزارنا سنّت ہے۔

۱۲)......اگر بارھویں کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے منٰی شریف کی حُدُود سے باہر نکل گئے تو حرج نہیں۔

﴿گیارہ اور بارہ کی رمی﴾

۱)......گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا ہے۔

اس کی ترتیب یہ ہے کہ:

پہلے جمرۃُ الاولیٰ (یعنی چھوٹا شیطان) پھر جمرۃ الوُسطیٰ (یعنی منجھلا شیطان) اور آخر میں جمرۃُ العَقَبہ (یعنی بڑا شیطان)

۲)......دوپہر کے بعد ''جمرۃُ الاولیٰ'' (یعنی چھوٹے شیطان پر آئیں اور قبلہ کی طرف منہ کرکے ساتھ کنکریاں ماریں۔ کنکریاں مار کر جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جائیں اور الٹے ہاتھ کی جانب ہٹ کر قبلہ رو کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف رہیں۔ اب دعا و استغفار میں کم از کم بیس آیتیں پڑھنے کی مقدار مشغول رہیں۔

۳)......اب جمرۃُ الوسطیٰ (یعنی منجھلے شیطان) پر بھی اسی طرح کیجئے۔

۴)......پھر آخر میں جمرۃُ العَقَبہ (یعنی بڑے شیطان) پر اسی طرح ''رمی'' کیجئے جس طرح آپ نے دس تاریخ کو کی تھی۔ یاد رہے بڑے شیطان کی رمی کے بعد آپ کو ٹھہرنا نہیں ہے۔ فوراً پلٹ پڑنا ہے اور اسی دوران دعا بھی کرنا ہے۔

۵)......بارھویں کو بھی اس طرح تینوں جمرات کی رمی کیجئے۔

۶)......گیارھویں اور بارھویں رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ بے شمار لوگ صبح ہی سے ''رمی'' شروع کردیتے ہیں یہ غلط ہے اور اس طرح کرنے سے ''رمی'' ہوتی ہی نہیں۔ گیارھویں اور بارھویں کو زوال سے پہلے ہی کسی نے ''رمی'' کرلی اور اسی دن اگر اعادہ نہ کیا تو دم واجب ہوجائے گا۔

۷)...... بارھویں کی ''رمی'' کے لئے اختیار ہے کہ غروب آفتاب سے قبل مکّہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔ اگر آپ ابھی بھی منٰی شریف کی حُدُود میں تھے اور سورج غروب ہوگیا تو اب چلا جانا معیوب ہے۔ اب منٰی میں ہی قیام کر کے تیرھویں کو دوپہر ڈھلنے کے بعد بدستور تینوں شیطانوں کو

کنکریاں مار کر مکّہ مکرمہ جائیں کہ یہی افضل ہے اگر چلے گئے تو کفارہ وغیرہ واجب نہیں۔

۸)......اگر منٰی شریف کی حُدُود ہی میں تیرھویں کی صبح صادق ہوگئی اب رمی کرنا واجب ہو گیا اگر بغیر رمی کئے چلے گئے تو دم واجب ہوگا۔

۹)......گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت آفتاب ڈھلنے (یعنی ظہر کا وقت شروع) ہونے سے صبح تک ہے۔مگر بلاعُذر آفتاب ڈوبنے کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے۔

۱۰)......تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے مگر صبح سے ابتداء وقت ظہر تک مکروہ وقت ہے۔ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد مسنون ہے۔

۱۱)......کسی دن کی رمی اگر رہ گئی تو دوسرے دن قضا کر لیجئے اور دم بھی دینا ہوگا۔قضا کا آخری وقت تیرھویں کے غروب آفتاب تک ہے۔

۱۲)......رمی ایک دن کی رہ گئی اور آپ نے غروب آفتاب سے پہلے پہلے قضا کر لی تب بھی،اگر نہیں کی جب بھی ایک سے زیادہ دنوں کی رہ گئی بلکہ بالکل رمی کی ہی نہیں۔ہر صورت میں صرف ایک ہی دم واجب ہے۔

۱۳)......زائد بچی ہوئی کنکریاں کسی کو ضرورت ہو تو دے دیجئے یا کسی پاک جگہ ڈال دیجئے۔ان کو جمروں پر پھینک دینا مکروہ ہے۔

۱۴)......آپ نے کنکری ماری اور وہ کسی کے سر وغیرہ سے ٹکرا کر جمرہ کو لگی یا تین ہاتھ کے فاصلے پر گری تو جائز ہوگئی۔

۱۵)......اوپر کی منزل سے رمی کی اور کنکری جمرہ کے گرد بنی ہوئی پیالہ نما فصیل (یعنی باؤنڈری) میں گری تو جائز ہوگی کیونکہ فصیل میں لڑھک کر یا تو جمرہ کو لگتی ہے یا تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر اندر گرتی ہے۔

۱۶)......ہاں!اگر آپ کی کنکری کسی پر گری اور اس نے ہاتھ وغیرہ کا جھٹکا دیا اور اس کی وجہ سے اگر وہاں تک پہنچ گئی تو یہ شمار نہیں ہوگی۔

۱۷)......اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پہنچی کہ نہیں،تو دوبارہ ماریں۔

رمی کے بارہ مکروہات

۱)......دسویں کی رمی بغیر مجبوری کے غروب آفتاب کے بعد کرنا۔

۲)......تیرہویں کی رمی ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے کرنا۔

۳)......بڑا پتھر مارنا۔

۴)......بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا۔

۵)......مسجد کی کنکریاں مارنا۔

۶)......جمرہ کے نیچے جو کنکری پڑی ہے،اسے اٹھا کر مارنا کہ یہ نامقبول کنکریاں ہیں جو مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں اور قیامت دن نیکیوں کے پلڑے میں رکھی جائیں گی۔

۷)......جان بوجھ کر سات سے زیادہ کنکریاں مارنا۔

۸)......ناپاک کنکریاں مارنا۔

۹)......رمی کے لئے جو سمت مقرر ہوئی ہے اس کے خلاف کرنا (لہٰذا بڑے شیطان کو مارتے وقت کعبہ شریف الٹے ہاتھ کی طرف اور منٰی سیدھے ہاتھ کی طرف ہونا چاہیے۔باقی دونوں جمروں کو مارتے وقت آپ کا منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیئے۔

۱۰)......جمروں سے پانچ ہاتھ سے کم فاصلے پر کھڑے ہونا،زیادہ کا کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۱)......جمروں کے خلاف ترتیب کرنا۔

۱۲)......مارنے کے بعد کنکری جمرے کے قریب ڈال دینا۔

طواف رخصت کے ۱۹ پھول

۱)......جب رخصت کا ارادہ ہو،اس وقت ''آفاقی حاجی'' پر طوافِ رخصت واجب ہے۔نہ کرنے والے پر دم واجب ہوتا ہے۔

۲)......اس میں اضطباع،رمل وسعی نہیں۔

۳)......عمرے والوں پر واجب نہیں۔

۴)......حیض ونفاس والی کی سیٹ بک ہے تو جاسکتی ہے اس پر اب یہ طواف واجب نہیں اور دم بھی نہیں۔

۵)......طواف رخصت میں صرف طواف کی نیت ہی کافی ہے۔واجب ادا،وداع (یعنی رخصت) وغیرہ الفاظ نیت میں شامل ہونا ضروری نہیں یہاں تک کہ طواف نفل کی نیت کی،جب بھی واجب ادا ہو گیا۔

۶)......سفر کا ارادہ تھا،طوافِ رخصت کر لیا پھر کسی وجہ سے ٹھہرنا پڑا۔جیسا کہ گاڑی وغیرہ میں عموماً تاخیر ہو جاتی ہے اور اقامت کی نیت نہیں کی تو وہی طوافِ رخصت کافی ہے۔دوبارہ کرنے کی حاجت نہیں اور مسجد الحرام میں نماز وغیرہ کے لئے جانے میں کوئی،مضائقہ نہیں۔ہاں مستحب یہ ہے کہ پھر طواف کر لے کہ آخری کام طواف رہے۔

۷)......طوافِ زیارۃ کے بعد جو بھی پہلا نفلی طواف کیا وہی طوافِ رخصت ہے۔

۸)......جو بغیر طواف کے رخصت ہو گیا تو جب تک میقات سے باہر نہ ہوا واپس آئے اور طواف کرلے۔

۹)......اگر میقات سے باہر ہونے کے بعد یاد آیا تو واپس ہونا ضروری نہیں۔بلکہ دم کے لئے جانور حرم میں بھیج دے۔اگر واپس ہو،تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر طواف رخصت بجالائے اب اس صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔

۱۰)......طواف رخصت کے تین پھیرے چھوڑے گا۔تو ہر پھیرے کے بدلے ایک ایک صدقہ دے اور اگر چار سے کم کئے ہیں تو دم دینا ہوگا۔

۱۱)......ہو سکے تو بے قراری کے ساتھ روتے روتے طواف رخصت بجالایئے کہ نہ جانے آئندہ یہ سعادت میّسر آتی بھی یا نہیں۔

۱۲)......بعد طواف بدستور دو رکعت واجب الطّواف ادا کیجئے۔

۱۳)......طواف رخصت کے بعد بدستور زم زم شریف پر حاضر ہو کر آب زم زم پئیں اور بدن پر ڈالیں۔

۱۴)......پھر دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر ہو سکے تو آستانہ پاک کو بوسہ دیں اور قبول حج و زیارت اور بار بار حاضری کی دعا مانگیں۔

۱۵)......ملتزم پر آ کر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح چمٹیں اور ذکر و درود اور دعا کی کثرت کریں۔

۱۶)......پھر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دیں اور جو آنسو رکھتے ہیں وہ گرائیں۔

۱۷)......پھر کعبہ کی طرف منہ کئے الٹے پاؤں یا حسب معمول چلتے ہوئے بار بار مڑ کر کعبہ معظمہ کو حسرت سے دیکھتے، جدائی پر آنسو بہائے یا کم از کم رونے جیسی صورت بنائے مسجد الحرام سے ہمیشہ کی طرح الٹا پاؤں بڑھا کر باہر نکلنے کی دعا پڑھیں۔

۱۸)......حیض اور نفاس والی اسلامی بہن دروازہ مسجد پر کھڑی ہو کر بہ نگاہِ حسرت رو رو کر کعبہ مشرفہ کی زیارت کرے اور روتی ہوئی دعا کرتی ہوئی پلٹے۔

۱۹)......پھر بقدر حیثیت فقرائے مکّہ معظّمہ میں خیرات بانٹیں۔

﴿حجِ بدل﴾

جس پر حج فرض ہو اس کی طرف سے کئے جانے والے حج بدل کی کچھ شرطیں ہیں مگر حجِ نفل کی کوئی شرط نہیں یہ تو ایصال ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصال ثواب فرض نماز و روزہ، حج و زکوۃ، صدقات و خیرات وغیرہ تمام اعمال کا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے آپ اپنی مرضی سے حج کرنا چاہیں۔ یعنی نہ ان پر فرض تھا۔ نہ انہوں نے وصیت کی تھی تو اس کی کوئی شرائط نہیں ہیں۔ احرام حج والد یا والدہ کی نیت سے باندھ لیں اور تمام مناسک حج بجالائیں۔ اس طرح فائدہ یہ ہوگا کہ ان کو ایک حج کا ثواب ملے گا اور حج کرنے والے کو بحکم حدیث دس حج کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ لہٰذا جب بھی نفل حج کریں تو افضل یہی ہے کہ والد یا والدہ کی طرف سے کریں۔

﴿حج بدل کے شرائط﴾

اب جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ان کے حج بدل کے شرائط پیش کئے جاتے ہیں۔

۱)......جو حج کرواتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہو۔ یعنی اگر فرض نہ ہونے کے باوجود اس نے حج بدل کروایا تو فرض حج ادا نہ ہوا۔

۲)......جس کی طرف سے حج بدل کیا ہو، وہ اس قدر عاجز و مجبور ہو، کہ خود حج کر ہی نہیں سکتا ہو۔ اگر اس قابل ہو کہ خود حج کر سکتا ہے تو اس کی طرف سے حج بدل نہیں ہو سکتا۔

۳)......وقتِ حج سے موت تک عذر برابر باقی رہے۔ یعنی حج بدل کروانے کے بعد موت سے پہلے پہلے اگر خود حج کرنے کے قابل ہو گیا ہو تو جو حج دوسرے سے کروالیا تھا وہ ناکافی ہو گیا۔

۴)......ہاں اگر، وہ کوئی ایسا عذر تھا جس کے جانے کی امید ہی نہ تھی۔ مثلاً نابینا ہے اور حجِ بدل کروانے کے بعد انکھیارا ہو گیا تو اب دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں۔

۵)......جس کی طرف سے حج بدل کیا جائے خود اس نے حکم بھی دیا ہو بغیر اس کے حکم کے حجِ بدل نہیں ہو سکتا۔

۶)......ہاں، وارث نے اگر مُورث (یعنی وارث کرنے والے) کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں۔

۷)......تمام اخراجات یا کم از کم اکثر اخراجات بھیجنے والے کی طرف سے ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۸)......وصیت کی تھی کہ میرے مال سے حج کروا دیا جائے مگر وارِث نے اپنے مال سے کروا دیا تو حج بدل نہ ہوا، ہاں اگر یہ نیت ہو کہ ترکہ (یعنی میّت کے چھوڑے ہوئے مال) میں سے لے لوں گا تو ہو جائے گا اور اگر لینے کا ارادہ نہ ہو تو نہیں ہوگا اور اگر اجنبی نے اپنے مال سے حجِ بدل کروا دیا تو نہ ہوا۔ اگر چہ واپس لینے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر چہ وہ مرحوم خود اسی کو حجِ بدل کرنے کو کہہ گیا ہو۔ (ردالمحتار)

۹)......اگر یوں کہا کہ میری طرف سے حج بدل کروا دیا جائے اور یہ نہ کہا کہ میرے مال سے۔

اب اگر وارث نے خود اپنے مال سے حج بدل کروا دیا اور واپس لینے کا بھی ارادہ نہ ہو تو ہو گیا۔ (ردُّالمحتار)

۱۰)......جس کو حکم دیا وہی کرے اگر جس کو حکم تھا اس نے کسی دوسرے سے کروا دیا تو نہ ہوا۔

۱۱)......میّت نے جس کے بارے میں وصیت کی تھی اس کا بھی اگر انتقال ہو گیا یا وہ جانے پر راضی نہیں تو اب دوسرے سے حج کروالیا گیا، تو جائز ہے۔ (ردّالمحتار)

۱۲)......حجِ بدل کرنے والا اکثر راستہ سواری پر قطع کرے ورنہ حج بدل نہ ہوگا اور خرچ بھیجنے والے کو دینا پڑے گا۔ ہاں، اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی جا سکتا ہے۔ (خلاصہ از فتاویٰ رضویہ)

۱۳)......جس کی طرف سے حج بدل کرنا ہے اسی کے وطن سے حج کو جائے۔

۱۴)......اگر آمر (حکم دینے والے) نے ''حج'' کا حکم دیا تھا اور خود مامور نے (یعنی جس کو حکم دیا گیا اس نے) حج تمتّع کیا تو خرچہ واپس کردے۔ کیوں کہ ''حج تمتّع'' میں حج کا احرام ''میقات آمر'' سے نہیں ہوگا بلکہ حرم ہی سے بندھے گا۔ ہاں اگر آمر کی اجازت سے ایسا کیا گیا (یعنی حج تمتّع کیا گیا) تو مضائقہ نہیں۔

۱۵)......''وصی'' نے (یعنی جس کو وصیت کر گیا تھا کہ تو میری طرف سے حج کروا دینا، اس نے) اگر میت کے چھوڑے ہوئے مال کا تیسرا حصہ اتنا ہونے کے باوجود کہ وطن سے آدمی بھیجا جا سکتا تھا، پھر بھی اگر غیر جگہ سے بھیجا، تو یہ حج میت کی طرف سے نہ ہوا۔ ہاں، اگر وہ جگہ وطن سے اتنی قریب ہو کہ وہاں جا کر رات کے آنے سے پہلے واپس آ سکتا ہے تو ہو جائے گا۔ ورنہ اسے چاہیئے۔ کہ خود اپنے مال سے میّت کی طرف سے دوبارہ حج کروائے (عالمگیری)

۱۶)......آمر (یعنی جس نے حج کا حکم دیا ہے) اسی کی نیت سے حج کرے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی لبیک عن فلاں (فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے) کہہ لے اور اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کرے کہ جس نے بھیجا ہے (یا جس کیلئے بھیجا ہے) اُس کی طرف سے کرتا ہوں۔

۱۷)......اگر احرام باندھتے وقت نیّت کرنا بھول گئے تو جب تک افعال حج شروع نہ کئے ہوں

اختیار ہے کہ نیت کرے۔

حج بدل کے آٹھ متفرقات

1)......''وصی'' نے اس سال کسی کو حج بدل کے لئے مقرّر کیا مگر وہ اس سال نہ گیا سال آئندہ جا کر ادا کیا، ادا ہو گیا۔ اس پر کوئی جرمانہ نہیں۔ (عالمگیری)

2)......حج بدل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ بچا ہے وہ واپس کر دے اگرچہ بہت تھوڑی سی چیز ہو، اسے رکھ لینا جائز نہیں۔ اگرچہ شرط کر لی ہو کہ جو کچھ بچا وہ واپس نہیں دوں گا کہ یہ شرط باطل ہے ہاں دو صورتوں میں رکھنا جائز ہوگا (1) بھیجنے والا اس کو وکیل کر دے کہ جو کچھ بچ جائے وہ اپنے آپ کو ہبہ (یعنی بخشش) کر کے قبضہ کر لینا۔ (2) یہ کہ بھیجنے والا قریبُ المرگ ہو اور اس طرح وصیت کر دے کہ جو کچھ بچے، اُس کی میں نے تجھے وصیّت کی۔

3)......بہتر یہ ہے کہ جسے حج بدل کے لئے بھیجا جائے پہلے وہ خود اپنے فرض حج سے سبکدوش ہو چکا ہو۔ اگر ایسے کو بھیجا جس نے خود حج نہیں کیا جب بھی بدل ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

4)......بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں، جو حج کے افعال اور طریقے سے آگاہ ہو۔ اگر مُراہق یعنی قریبُ البُلوغ بچّے سے حج بدل کروایا جب بھی ادا ہو جائے گا۔ (دُرِّ مُختار)

5)......بھیجنے والے کے پیسوں سے نہ کسی کو کھانا کھلا سکتا ہے نہ فقیر کو دے سکتا ہے، ہاں؛ اگر بھیجنے والے نے اجازت دی ہو تو مضائقہ نہیں۔

6)......ہر قسم کے جُرم اختیاری کے دم خود حج بدل ادا کرنے والے پر ہیں بھیجنے والے پر نہیں۔

7)......اگر کسی نے نہ خود حج کیا ہو، نہ وارث کو وصیت کی ہو اور انتقال کر گیا اور وارث نے اپنی مرضی سے اپنی طرف سے بدل کروا دیا (یا خود کیا) تو ان شاءاللہ عزوجل امید ہے کہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

8)......حج بدل کرنے والا اگر مکّہ مکرّمہ ہی میں رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ واپس آئے۔ آنے جانے کے اخراجات بھیجنے والے کے ذمّے ہیں۔

مدینے کی حاضری

حاضری کی تیاری کریں

اب تازہ وضو کریں اس میں مِسواک ضرور کریں۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ غسل کر لیں دُھلے ہوئے کپڑے بلکہ ہو سکے تو نیا سفید لباس زیبِ تن کریں۔ خوب عطر لگائیں، آنکھوں میں سُرمہ بھی لگائیں اب روتے ہوئے دربار کی طرف بڑھیں۔

سبز گُنبد آ گیا

وہ سبز سبز گنبد جسے آپ نے تصویروں میں دیکھا تھا، خیالوں میں چُوما تھا اب حقیقت میں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

اشکوں کے موتی اب نچھاور زائرو کرو
وہ سبز گنبد منبعِ انوار آ گیا
سر کو جُھکائے باادب پڑھتے ہوئے درود
روتے ہوئے آگے بڑھو دربار آ گیا

یہ وہی سبز گنبد ہے جس کو دیکھنے کے لئے عُشاق کے دل بے قرار رہتے ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہو جایا کرتی ہیں۔ خدا کی قسم! روضۂ رسول ﷺ سے حسین اور عظیم جگہ دُنیا کے کسی مقام میں تو کجا جنت میں بھی نہیں ہے۔

فردوس کی بلندی بھی چُھو سکے نہ اس کو
خُلدِ بریں سے اُونچا بیٹھے نبی ﷺ کا روضہ!

بابُ البقیع سے حاضر ہوں

اب سراپا ادب وہوش بنے آنسو بہاتے یا رونا نہ آئے تو کم از کم رونے جیسی صورت بنائے بابُ

البقیع پر حاضر ہوں۔ (یہ مسجدِ نبوی ﷺ کے جانب مشرق واقع ہے۔) اور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

عرض کر کے ذرا ٹھہر جائیں۔ گویا سرکارِ ذی وقار ﷺ کے شاہی دربار میں حاضری کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر اپنا سیدھا قدم مسجد شریف میں رکھیں اور ہمہ تن ادب ہو کر داخلِ مسجدِ نبوی ﷺ ہوں۔ اس وقت جو تعظیم وادب فرض ہے وہ ہر مومن کا دل جانتا ہے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان، دل سب خیال غیر سے پاک کریں اور روتے ہوئے آگے بڑھیں نہ ادھر ادھر نظریں گھمائیں نہ ہی مسجد کے نقش ونگار دیکھیں۔ بس ایک ہی تڑپ ایک ہی لگن ایک ہی خیال ہو کہ بھاگا ہوا مجرم اپنے آقا ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش ہونے کے لئے چلا ہے۔

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب آقا ﷺ
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ

نمازِ شکرانہ

اب اگر مکروہ وقت نہ ہو اور غلبۂ شوق مہلت دے تو دو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ بارگاہِ اقدس ادا کریں۔ پہلی رکعت میں بعد ''الحمد'' قل یاایھا الکفرون اور دوسری میں بعد ''الحمد'' قل ھو اللہ شریف پڑھیں۔

سنہری جالیوں کے رُوبرو

اب ادب شوق میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے، آنسو بہاتے، لرزتے کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے سرکارِ نامدار ﷺ کے فضل وکرم کی اُمید رکھتے۔ آپ ﷺ قدمین شریفین کی طرف سے سنہری جالیوں کے روبرو مواجہہ شریف میں حاضر ہوں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ اپنے مزارِ پُر انوار میں رُو بقبلہ جلوہ افروز ہیں۔ مبارک قدموں کی طرف سے آپ حاضر ہوں گے تو سرکار ﷺ کی نگاہِ بے کس پناہ براہِ راست آپ کی طرف ہوگی اور یہ بات بے حد ذوق اَفزا

ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے سعادتِ دارین کا سبب بھی ہے۔

اصل مواجہہ شریف کس طرف ہے؟

اب سراپا ادب بنے زیرِ قندیل اُس چاندی کی کیلوں کے سامنے جو سُنہری جالیوں کے دروازۂ مبارکہ میں اُوپر کی طرف جانبِ مشرق لگی ہوئی ہیں۔قبلہ کو پیٹھ کیئے کم از کم چار ہاتھ (یعنی دو گز) دور نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر سرکار ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوں کہ ''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہ میں یہی ادب لکھا ہے کہ یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ کے دربار میں اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔یاد رکھیں! سرکار ﷺ اپنے مزارِ پُر انوار میں عین حیاتِ ظاہری کی طرح زندہ ہیں اور آپ کو بھی دیکھ رہے ہیں بلکہ آپ کے دل میں جو خیالات آرہے ہیں اُن پر بھی مطلع ہیں۔خبردار! جالی مبارکہ کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچیں کہ یہ خلافِ ادب ہے کہ ہمارے ہاتھ اس قابل ہی نہیں کہ جالی مبارکہ کو چھو سکیں۔لہٰذا چار ہاتھ (یعنی دو گز) دور ہی رہیں۔یہ کیا کم شرف ہے کہ سرکار ﷺ نے آپ کو اپنے مُواجہہ اقدس کے قریب بلایا اور سرکار ﷺ کی نگاہِ کرم اب خصوصیت کے ساتھ آپ کی طرف ہے

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے جو رُخ تیرا ادھر ہے

سرکار ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کریں

اب ادب اور شوق کے ساتھ درد بھری آواز میں مگر آواز اتنی بلند اور سخت نہ ہو کہ سارے اعمال ہی ضائع ہو جائیں نہ بالکل ہی پست کہ یہ سنت کے خلاف ہے۔معتدل آواز میں ان کے الفاظ کے ساتھ عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ.

ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام۔اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر آپ پر سلام۔اے گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلام، آپ پر آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی تمام اُمت پر سلام۔

جہاں تک زبان ساتھ دے، دل جمعی ہو، مختلف القاب کے ساتھ سلام عرض کرتے رہیں۔اگر القاب یاد نہ ہو تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تکرار کرتے رہیں۔جن جن لوگوں نے آپ کو سلام کے لئے کہا ہے ان کا بھی سلام عرض کریں۔یہاں خوب دُعائیں مانگیں اور بار بار اس طرح شفاعت کی بھیک مانگیں:

اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔یعنی یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

پھر مشرق کی جانب (یعنی اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف) آدھے گز کے قریب ہٹ کر (قریبی چھوٹے سوراخ کی طرف) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر اُن کو سلام عرض کریں، بہتر یہ ہے کہ اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْفَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ .وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

ترجمہ: اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ پر سلام، اے رسول اللہ کے وزیر آپ پر سلام، اے غارِ ثور میں رسول اللہ کے رفیق! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

پھر اتنا ہی مزید جانبِ مشرق سرک کر (آخری سُوراخ کی طرف) حضرت سیدنا فاروق اعظم

رضی اللہ عنہ کے روبرو عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُتَمِّمِ الْاَرْبَعِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّالْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین آپ پر سلام، اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے آپ پر سلام۔اے اسلام و مسلمین کی عزت، آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

دوبارہ ایک ساتھ شیخین کی خدمت میں سلام

پھر بالشت بھر جانبِ مغرب یعنی اپنے اُلٹے ہاتھ کی طرف سَرک جائیں اور دونوں چھوٹے سوراخوں کے درمیان کھڑے ہو کر ایک ساتھ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاخَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاوَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں خلفاء آپ دونوں پر سلام۔اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں وُزراء آپ دونوں پر سلام اے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں آرام فرمانے والے (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) آپ دونوں پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ دونوں حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور ہماری سفارش کیجئے اللہ اُن پر اور آپ دونوں پر درود و برکت اور سلام نازل فرمائے۔

جرم اور اُن کے کفارے

سوال و جواب کے مطالعہ سے قبل چند ضروری اصطلاحات وغیرہ ذہن نشین کر لیجئے۔

دَم وغیرہ کی تعریف

(۱) دم یعنی ایک بکرا (اس میں نَر، مادہ، دُنبہ، بھیڑ، نیز گائے، بھینس یا اُونٹ کا ساتواں حصّہ سب شامل ہیں)

(۲) بدَنہ یعنی اُونٹ یا گائے یہ تمام جانور اُن ہی شرط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔

(۳) صَدَقہ یعنی صدقۂ فطر کی مقدار۔

دَم وغیرہ میں رِعایت

اگر بیماری، سخت سردی، سخت گرمی پھوڑے اور زخم یا جوؤں کی شدید تکلیف کی وجہ سے کوئی جُرم ہوا تو اُسے ''جُرم غیر اختیاری'' کہتے ہیں۔ اگر کوئی ''جُرمِ غیر اختیاری'' صادر ہوا جس پر دَم واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں اختیار ہے کہ چاہے تو دم دے دے اور اگر چاہے تو دم کے بدلے چھ مسکینوں کو صدقہ دے دے۔ اگر ایک ہی مسکین کو چھ صدقے دے دیئے تو ایک ہی شمار ہوگا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے الگ الگ چھ مسکین کو دے۔ دوسری رعایت یہ ہے کہ اگر چاہے تو دم کے بدلے چھ مساکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ تیسری رعایت یہ ہے کہ اگر صدقہ وغیرہ نہیں دینا چاہتا تو تین روزے رکھ لے۔ ''دم'' ادا ہو گیا۔ اگر کوئی ایسا جُرم غیر اختیاری کیا جس پر صدقہ واجب ہوتا ہے تو اختیار رہے کہ صدقے کے بجائے ایک روزہ رکھ لے۔

کفارے کے روزے کا ضروری مسئلہ

اگر کفارے کے روزے رکھیں تو یہ شرط ہے کہ رات سے یعنی صبح صادق سے پہلے یہ نیت کر لیں کہ یہ فلاں کفارے کا روزہ ہے۔ ان روزوں کے لئے نہ احرام شرط ہے نہ ان کا پے در پے ہونا ضروری ہے۔ صدقہ اور روزہ کی ادائیگی میں بھی کر سکتے ہیں۔ البتہ صدقہ اور کھانا اگر حرم کے مساکین کو پیش کر دیا جائے تو یہ افضل ہے۔ دم اور بدنہ کے جانور کا حرم میں ذبح ہونا شرط ہے۔

شکرانے کی قربانی کا گوشت آپ خود بھی کھا سکتے ہیں اور مال دار کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ مگر ''دَم'' وغیرہ کا گوشت صرف محتاجوں کا حق ہے نہ خود کھا سکتے ہیں نہ غنی کو کھلا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ڈریئے!

لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ''جُرم'' کرتے ہیں اور کفارہ بھی نہیں دیتے۔ یہاں دو گناہ ہوئے ایک تو جان بوجھ کر جُرم کرنے کا۔ دوسرا کفارہ نہ دینے کا۔ لہٰذا کفارہ بھی دینا ہوگا اور توبہ بھی واجب ہوگی۔ ہاں اگر نادانستہ یا مجبوراً جرم کرنا یا بے خیالی میں ہو گیا تو کفارہ کافی ہے توبہ واجب نہیں اور یہ بھی یاد رکھئے کہ:

جُرم چاہے یاد سے ہو یا بھول سے، اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، خوشی سے ہو یا مجبوراً، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، ہوش میں یا بیہوشی میں، اپنی مرضی سے کیا ہو یا دوسرے کے ذریعے کروایا ہو۔ ہر صورت میں کَفّارہ لازمی ہے۔ اگر نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا۔ جب خرچ سَر پر آتا ہے تو بعض لوگ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ ''اللہ معاف فرمائے گا''۔ اور پھر وہ دَم وغیرہ نہیں دیتے تو انہیں سوچنا چاہئیے کہ دَم وغیرہ شریعت ہی نے واجب کیا ہے اور جان بوجھ کر ٹال مٹول کرنا شریعت ہی کی خلاف ورزی ہے جو بذاتِ خود سخت ترین جُرم ہے۔

جہاں ایک کفارہ (یعنی ایک دَم یا ایک صدقہ) کا حکم ہے وہاں قارن کے لئے دو کفارے ہیں۔

نابالغ اگر جرم کرے تو کفارہ نہیں۔

طواف زیارت کے بارے میں سوال وجواب

سوال﴾...... حائضہ کی نشست محفوظ ہے طواف زیارت کا کیا کرے؟

جواب﴾...... ممکن ہو تو نشست منسوخ کروائے اور بعدِ طہارت طواف زیارت کرے۔ اگر نشست منسوخ کروانے میں اپنی یا ہمسفروں کی دشواری ہو تو مجبوری کی صورت میں طوافِ زیارت کر لے مگر بَدَنہ یعنی گائے یا اُونٹ کی قربانی لازم آئے گی اور توبہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا گناہ ہے۔ اگر بارہویں کے غروب آفتاب تک طہارت کر کے طوافُ الزیارۃ کا اعادہ کرنے میں کامیابی ہوگئی تو کفارہ ساقط ہو گیا اور بارہویں کے بعد اگر پاک ہونے کے

بعد موقع مل گیا اور اعادہ کر لیا تو بدَنہ ساقط ہو گیا، مگر دَم دینا ہوگا۔

سوال﴾...... خواتین حَیض روکنے کی گولیاں استعمال کرتی ہیں جس سے باری کے دِنوں میں حیض نہیں آتا تو ان باری کے دنوں میں، جب کہ حیض بند ہو طوافُ الزیارۃ کر سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب﴾...... کر سکتی ہیں

سوال﴾...... جنابت (یعنی احتلام کی حالت میں) دسویں کو کسی نے طواف الزیارۃ کر لیا پھر گیارہویں کو یاد آیا تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾...... اس کا اعادہ (یعنی دوبارہ لوٹانا) واجب ہے۔ اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے پاکی کی حالت میں اعادہ کر لیا تو کوئی کفارہ نہیں اگر بارہویں کے بعد کیا تو دم، اور اگر اعادہ کیا ہی نہیں تو بدَنہ دے۔

سوال﴾...... اگر کسی نے بے وضو طواف الزیارۃ کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب﴾...... دَم واجب ہو گیا۔ ہاں، باوضو اعادہ کرنا مستحب ہے نیز اعادہ کرنے سے دم بھی واجب نہ رہا۔ بلکہ بارہویں کے بعد بھی اگر اعادہ کر لیا تو دم ساقت ہو گیا۔

سوال﴾...... ناپاک کپڑوں میں طواف الزیارۃ کیا، تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾...... کوئی کفارہ نہیں۔ البتہ ناپاک کپڑوں میں ہر قسم کا طواف مکروہ ہے۔

سوال﴾...... دسویں کو طواف الزیارۃ کے لئے حاضر ہوئے مگر غلطی سے نفلی طواف کی نیت کر لی، اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب﴾...... آپ کا طوافِ زیارۃ ادا ہو گیا۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے طواف میں نیت ضرور فرض ہے کہ اس کے بغیر طواف ہوتا ہی نہیں مگر اس میں یہ شرط نہیں کہ کسی معین (یعنی مخصوص) طواف کی نیت کی جائے۔ ہر طواف فقط نیتِ طواف سے ادا ہو جاتا ہے۔ بلکہ جس طواف کو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے اگر اس مخصوص وقت میں آپ نے کسی دوسرے طواف کی نیت کی بھی، جب بھی دوسرا نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا جو مخصوص ہے۔ مثلاً عمرہ کا احرام باندھ کر باہر سے حاضر ہوئے اور عمرہ کے

طواف کی نیت نہ کی بلکہ صرف مطلقاً طواف کی نیت کی بلکہ نفلی طواف کی نیت کی، ہر صورت میں یہ عمرہ ہی کا طواف مانا جائے گا۔ اسی طرح ''قِران'' کا احرام باندھ کر حاضر ہوئے اور آنے کے بعد جو پہلا طواف کیا وہ عمرہ کا ہے اور دوسرا طواف ''طوافِ قُدُوم''۔

سوال﴾......طوافِ زیارت کے چار پھیرے کر کے وطن چلا گیا تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......اس طواف میں چار پھیرے فرض ہیں اور ساتوں پورے کرنا واجب۔ اگر سات میں سے ایک پھیرا بھی کم رہ گیا تو دم واجب ہے اور دم صرف حدودِ حرم میں دیا جاسکتا ہے لہٰذا کسی شناسا وغیرہ کے ذریعہ حرم میں قربانی کروادیں۔

سوال﴾......اگر طوافِ زیارت کے بغیر وطن چلا گیا تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......کفارہ سے گزارا نہیں کیونکہ حج ہی نہ ہوا اب لازمی ہے کہ دوبارہ مکہ مکرمہ آئیں اور طوافِ زیارت کریں۔ جب تک طوافِ زیارت نہیں کریں گے عورتیں حلال نہیں ہوں گی چاہے برسوں گزر جائیں۔

﴿طوافِ رُخصت کے بارے میں سوال و جواب﴾

سوال﴾......طوافِ رخصت کرلیا پھر گاڑی لیٹ ہوگئی اب نماز کے لئے مسجد الحرام جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......جاسکتے ہیں بلکہ جتنی بار موقعہ ملے مزید طواف وغیرہ بھی کرسکتے ہیں۔

سوال﴾......اگر حج کے بعد وطن روانگی سے قبل دو دن مکہ شریف میں کسی عزیز کے ہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے اگر پھر بعد میں عزم ہے تو طواف رخصت کب کریں؟

جواب﴾......جدہ شریف جانے سے پہلے کرلیجئے۔ ''کنز الدقائق'' میں ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد اگر کوئی نفلی طواف ادا کیا تو وہی طوافِ رخصت ہے کیونکہ آفاقی کے لئے طوافِ زیارت کے فوراً بعد طواف رخصت کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور آگے گزرا کہ ہر طواف مطلقاً طواف کی نیت سے بھی ادا ہوجاتا ہے۔ الحاصل اگر روانگی سے قبل طوافِ زیارت کے بعد اگر کوئی نفلی طواف کرلیا ہے تو طوافِ

رخصت ادا ہوگیا۔

سوال﴾......وقتِ رخصت آفاقی عورت کو حیض آگیا طوافِ رخصت کا کیا کرے رک جائے، یا دم دے کر چلی جائے؟

جواب﴾......اس پر اب طوافِ رخصت واجب نہ رہا، جاسکتی ہے۔ دم کی بھی حاجت نہیں۔

سوال﴾......طوافِ رُخصت کا ایک پھیرا چھوٹ گیا تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......کل (یعنی سات پھیرے) یا اکثر (یعنی چار یا زائد) کے ترک پر دم ہے اور تین یا اس سے کم پھیروں کے ترک پر ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ۔

سوال﴾......جو مکہ مکرمہ یا جدہ شریف میں رہتے ہیں کیا ان پر بھی طوافِ رخصت واجب ہے؟

جواب﴾......جی نہیں، جو لوگ میقات کے باہر سے حج پر آتے ہیں۔ وہ ''آفاقی حاجی'' کہلاتے ہیں صرف ان پر طوافِ رخصت واجب ہے۔

﴿طواف کے بارے میں متفرق سوال و جواب﴾

سوال﴾......بھیڑ کے سبب یا بے خیالی میں کسی طواف کے دوران تھوڑی دیر کے لئے اگر سینہ یا پیٹھ کعبہ کی طرف ہوجائے تو کیا کریں؟

جواب﴾......طواف میں سینہ یا پیٹھ کئے جتنا فاصلہ طے کیا ہو اتنے فاصلے کا اعادہ کریں اور افضل یہ ہے کہ وہ پھیرا نئے سرے سے کرلیں۔

سوال﴾......دورانِ طواف دعا کے لئے رک سکتے ہیں؟

جواب﴾......جی نہیں، چلتے چلتے دعا پڑھیں۔

سوال﴾......نفلی طواف بے وضو کرنا کیسا؟ کوئی کفّارہ وغیرہ؟

جواب﴾......حرام ہے۔ طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی بھی طواف ہو (خواہ نفل ہی کیوں نہ ہو) اس کے کل (یعنی سات) یا اکثر (یعنی چار) پھیرے ناپاکی (یعنی غسل فرض ہونے) کی حالت میں کئے تو دم واجب ہے اور اگر بے وضو کئے تو صدقہ اور اگر تین پھیرے جنابت (یعنی ناپاکی) کی حالت

میں کئے تو ہر پھیرے کے بدلے میں صدقہ اگر آپ مکۂ معظّمہ میں موجود ہیں تو ان سب صورتوں میں اِعادہ کرلینے سے کفارہ ساقط ہوجائے گا۔

سوال﴾......اگر دورانِ طواف پھیروں کی گنتی بھول گئے یا تعداد کے بارے میں شک واقع ہوا اس پریشانی کا کیا حل ہے؟

جواب﴾......اگر یہ طواف فرض (مثلاً طوافِ زیارت) یا واجب (مثلاً طوافِ وَداع) ہے تو نئے سرے سے شروع کریں اور اگر یہ طواف فرض یا واجب نہیں مثلاً طوافِ قدوم (کہ یہ سنت ہے) یا کوئی نفلی طواف ہے تو ایسے موقع پر گمانِ غالب پر عمل کریں۔

سوال﴾......اگر تیسرے پھیرے میں وضو ٹوٹ گیا اور نیا وضو کرنے چلے گئے تو اب واپس آکر طواف کس طرح شروع کریں؟

جواب﴾......چاہیں تو ساتوں پھیرے نئے سرے سے شروع کریں اور یہ بھی اختیار ہے کہ جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے کرنا ہوگا۔ ''حجرِ اسود'' سے بھی شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال﴾......طواف میں آٹھویں پھیرے کو ساتواں گمان کیا اب یاد آگیا کہ یہ تو آٹھواں پھیرا ہے اب کیا کرے؟

جواب﴾......اِسی پر طواف ختم کردیں ہاں، اگر جان بوجھ کر آٹھواں پھیرا شروع کیا تو یہ ایک جدید طواف شروع ہوگیا اب اس کے بھی سات پھیرے پورے کریں۔

سوال﴾......عمرہ کے طواف کا ایک پھیرا چھوٹ گیا تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......اس کا اگر ایک پھیرا بھی چھوٹ گیا تو دم واجب ہے۔ اگر بالکل طواف نہ کیا یا اکثر (یعنی چار پھیرے) ترک کئے تو کفارہ نہیں، بلکہ ان کا ادا کرنا لازم ہے۔

سوال﴾......قارِن یا مفرِد نے طواف کیا تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......اس پر کفارہ نہیں، لیکن سنتِ مؤکدہ کا تارک ہوا اور برا کیا۔

اِضطِباع اور رَمل کے بارے میں سوال و جواب﴾

سوال ﴾......اگر طواف کے پہلے پھیرے میں رمل کرنا بھول گئے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب ﴾......رمل صرف ابتدائی تین پھیروں میں سنت ہے لہٰذا اگر پہلے میں نہ کیا تو دوسرے اور تیسرے (ان دو پھیروں) میں کرلیں۔ اور اگر ابتدائی دو پھیروں میں رہ گیا تو صرف تیسرے میں کرلیں اور اگر شروع کے تینوں پھیروں میں نہ کیا تو اب باقی چار پھیروں میں نہیں کر سکتے۔

سوال ﴾......اگر بھیڑ کی وجہ سے رمل کرنا دشوار ہو تو کیا کریں؟

جواب ﴾......اگر دوران طواف کعبہ مشرفہ دور رہنے میں رمل ہوسکتا ہے تو افضل یہ ہے کہ دور سے طواف کریں اور اگر موقع ملتا ہی نہیں تو دورانِ طواف رمل کی خاطر رکنے کی اجازت نہیں۔ بلا رمل طواف جاری رکھیں اور جہاں جہاں موقع ہاتھ آئے اتنا فاصلہ رمل کرلیں۔

سوال ﴾......جس طواف میں اضطباع اور رمل کرنا تھا اس میں نہ کیا، تو کیا کفارہ ہے؟

جواب ﴾......اضطباع یا رمل کے ترک پر کوئی کفارہ نہیں البتہ عظیم سنت سے محرومی ضرور ہے۔

سوال ﴾......بعض لوگ ساتوں پھیروں میں رمل کرتے ہیں۔ یہ کرنا کیسا؟ کوئی جرمانہ وغیرہ؟

جواب ﴾...... جہالت ہے خلافِ سنت ہونے کے سبب مکروہ ہے۔ مگر کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں۔

سوال ﴾......لوگوں کی اکثریت احرام کی حالت میں کندھا کھلا لئے پھرتی ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب ﴾......سنت کے خلاف ہے۔ اضطباع (یعنی سیدھا کندھا کھلا رکھنا) صرف اس طواف کے ساتوں پھیروں میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہے۔ طواف کے فوراً بعد کندھا ڈھک لینا چاہیے۔

سوال ﴾......کندھا کھلا ہونے کی صورت میں نماز واجب الطّواف ادا کرنا کیسا؟

جواب ﴾...... ہر قسم کی نماز مکروہ ہے۔

سوال ﴾......سعی کے دوران کندھا کھلا رکھنا کیسا ہے؟

جواب ﴾......سنت کے خلاف ہے سعی میں بھی اور اس کے علاوہ بھی دونوں کندھے، پیٹ، پیٹھ وغیرہ سب چھپے ہوئے رکھنا سنت ہے۔

سوال ﴾......طواف قدوم میں رمل کرنا سنت ہے یا نہیں؟

جواب ﴾......رمل صرف اس طواف میں سنت ہے جس کے سعی ہو، ہاں اگر طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی سے فارغ ہو لینے کا ارادہ ہو، تو اب طواف قدوم میں بھی رمل کرنا سنت ہے۔

سعی کے بارے میں سوال وجواب ﴾

سوال ﴾......حج یا عمرہ کی سعی مطلقاً نہ کی اور وطن چلا گیا، اب کیا کرے؟

جواب ﴾......حج ہو یا عمرہ سعی واجب ہے تو جس نے بالکل سعی نہ کی یا چار یا چار سے زیادہ پھیرے ترک کردیئے تو دم واجب ہے۔ چار سے کم پھیرے اگر ترک کئے تو ہر پھیرے کے بدلے میں صدقہ دے۔

سوال ﴾......شوقیہ طور پر گاڑی پر سعی کرنا کیسا ہے؟

جواب ﴾......سعی پیدل کرنا ضروری ہے، بلا عذر سواری پر کی تو دم لازم آئے گا۔

سوال ﴾......سعی کے چار پھیرے کر لئے اور عمرہ کا احرام کھول دیا یعنی حلق وغیرہ کروالیا اب کیا کرے؟

جواب ﴾......تین صدقے دے، ہاں اگر بعد حلق وغیرہ کے بھی ادا کرلے تو کفارہ ساقط ہوجائے گا یاد رہے کہ سعی کے لئے زمانۂ حج یا احرام شرط نہیں اگر ادا نہ کی ہو تو عمر بھر میں جب بھی سعی بجالائے واجب ادا ہوجائے گا۔

سوال ﴾......اگر حج یا عمرہ کی سعی طواف سے پہلے کرلی، تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب ﴾......سعی کا طواف کے بعد ہونا ضروری ہے اگر پہلے کریں گے تو دم واجب ہوگا ہاں، اگر طواف کے بعد دوبارہ سعی کرلی تو کفارہ ساقط ہوگیا۔

سوال ﴾...... بے وضو سعی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ﴾......کر سکتے ہیں مگر باوضو مستحب ہے۔

سوال ﴾......حائضہ نے اگر سعی کی تو کوئی کفارہ ہے؟

جواب ﴾......مرد یا عورت اگر ناپاکی کی حالت میں بھی سعی کریں، تو سعی درست ہے۔

سوال ﴾......جس طرح نفلی طواف کیا جاتا ہے کیا اسی طرح نفلی سعی بھی کی جاسکتی ہے؟

جواب ﴾......سعی کا تعلق صرف حج وعمرہ سے ہے۔ نفلی سعی منقول نہیں۔

سوال ﴾......اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف میں سعی نہ کی ہو، تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کے لئے احرام ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ﴾......احرام کی ضرورت نہیں۔

﴿ بوس وکنار کے بارے میں سوال وجواب ﴾

سوال ﴾......احرام کی حالت میں بیوی کو ہاتھ لگانا کیسا؟

جواب ﴾...... بیوی کو بلا شہوت ہاتھ لگانا جائز ہے مگر شہوت کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالنا یا بدن کو چھونا حرام ہے۔ اگر شہوت کی حالت میں بوس وکنار کیا، یا جسم کو چھوا تو دم واجب ہوجائے گا۔

سوال ﴾......کیا محرمہ (یعنی احرام والی) پر بھی اس صورت میں کوئی کفارہ ہے؟

جواب ﴾......اگر محرمہ کو بھی مرد کے اس افعال سے لذت آئے تو اسے بھی دم واجب ہوجائے گا۔

سوال ﴾......اگر (معاذ اللہ) مرد نے مرد کے بدن کو شہوت کے ساتھ چھوا تو اس کا کوئی کفارہ؟

جواب ﴾......اس پر بھی وہی کفارہ ہے یعنی دم واجب ہوگا اگر دونوں کو شہوت ہوئی اور دوسرا بھی محرم ہے تو اس پر بھی دم واجب ہے۔

سوال ﴾......اگر تصور جم جائے یا شرم گاہ پر نظر پڑ جائے اور انزال ہوجائے تو کیا کفّارہ ہے؟

جواب ﴾......اس صورت میں کوئی کفارہ نہیں، رہا غیر عورت پر نظر ڈالنا یا اس کا تصور باندھنا یہ حرام کے علاوہ بھی سخت گناہ ہے اور احرام کی حالت میں میاں بیوی بھی احتیاط رکھیں۔

سوال ﴾......اگر احتلام ہوجائے تو؟

جواب ﴾......کوئی کفارہ نہیں۔

سوال ﴾......اگر خدانخواستہ کوئی محرم مشت زنی (ہینڈ پریکٹس) کا مرتکب ہوا تو کیا کفارہ ہے۔

جواب﴾......اگر انزال ہو گیا تو دم واجب ہے ورنہ مکروہ۔ یہ فعل خواہ احرام ہو یا نہ ہو بہر حال ناجائز و حرام ہے مشت زنی کرنے والے کو ملعون کہا گیا ہے۔

﴿ایک اہم سوال﴾

اگر امرد (یعنی خوب صورت مرد) سے مصافحہ کیا اور شہوت غالب آ گئی تو کیا سزا؟

جواب﴾......دم واجب ہو گیا۔ اس میں امرد اور غیر امرد کی کوئی قید نہیں اگر دونوں کو شہوت ہوئی اور دوسرا ابھی محرم ہے تو وہ بھی دم دے۔

﴿ہم بستری کے بارے میں سوال و جواب﴾

سوال﴾......کیا حج فاسد بھی ہو سکتا ہے؟

جواب﴾......جی ہاں، اگر محرم نے وقوف عرفات سے قبل ہم بستری کر لی تو حج فاسد ہو جائے گا۔ اس میں دم بھی لازم ہو گا اور آئندہ سال قضا بھی کرنی ہو گی۔ اگر عورت بھی محرمہ تھی تو دونوں پر یہی کفارہ ہے لیکن حج فاسد ہو جانے کے باوجود تمام افعالِ حج بدستور ادا کرنے ہوں گے۔ اور ان کا احرام بھی ابھی باقی ہے۔

سوال﴾......اگر مسئلہ معلوم نہ ہو اور بھول سے جماع کر بیٹھا پھر؟

جواب﴾......بھول کر ہم بستری کی ہو یا جان بوجھ کر، اپنی مرضی سے کی ہو یا بالجبر ہر حال میں حج فاسد ہو جائے گا اور دم بھی دینا پڑے گا بلکہ دوسری مجلس میں دوسری بار اگر جماع کر بیٹھا تو دوسرا دم بھی دینا ہو گا۔

سوال﴾......اگر کوئی حاجی وقوف عرفات کے بعد حلق و طواف الزیارۃ سے قبل جماع کر لے تو اسکا کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......اس کا حج نہ جائے گا مگر اس پر بدنہ واجب ہو جائے گا اور اگر حلق کے بعد مگر طواف سے قبل کیا تو دم لازم ہو گا اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور اگر حلق و طواف کے بعد (چاہے ابھی جمرات کی

رمی باقی ہو) کیا، تو کوئی کفارہ نہیں۔

سوال﴾......کیا جماع سے حاجی کا احرام ختم ہو جاتا ہے؟

جواب﴾......جی نہیں، احرام بدستور باقی ہے جو چیزیں محرم کے لئے ناجائز ہیں، وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی تمام احکام ہیں۔

سوال﴾......اگر حج فاسد ہو جائے اور اسی وقت نیا احرام اسی سال کے حج کے لئے باندھ لے تو؟

جواب﴾......اس طرح نہ کفارے سے خلاصی ہو گی، نہ اب اس سال کا حج ہو سکے گا کہ وہ فاسد ہو چکا۔ البتہ تمام افعالِ حج بجالانے ضروری ہیں۔ بہر حال آئندہ سال کی قضا سے نہیں بچ سکے گا۔

سوال﴾......متمتع نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور ابھی مناسکِ حج شروع ہونے میں کئی روز باقی ہیں، بیوی کے ساتھ خلوت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......جب تک حج کا احرام نہیں باندھا خلوت کر سکتا ہے۔

سوال﴾......اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد طواف وغیرہ سے قبل ہم بستری کر لی تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......عمرہ میں طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے اگر جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا۔ عمرہ پھر سے کرے اور دم بھی دینا ہو گا۔ اگر چار پھیرے یا مکمل طواف کے بعد کیا تو صرف دم واجب ہوا۔ عمرہ صحیح ہو گیا۔

سوال﴾......اگر معتمر (یعنی عمرہ کرنے والا) طواف و سعی کے بعد مگر سر منڈوانے سے پہلے جماع میں مبتلا ہو گیا پھر تو کوئی سزا نہیں؟

جواب﴾......کیوں نہیں، اب بھی دم واجب ہو گا حلق یا قصر کروانے کے بعد ہی بیوی حلال ہو گی۔

﴿ناخن تراشنے کے بارے میں سوال و جواب﴾

سوال﴾......احرام کی حالت میں ناخن کاٹنا کیسا ہے؟

جواب﴾......حرام ہے مگر کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ اب بڑھنے کے قابل نہ رہا تو اسکا بقیہ حصہ کاٹ لیا تو کوئی حرج نہیں۔

سوال﴾......مسئلہ معلوم نہیں تھا اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن کاٹ لئے اب کیا ہو گا؟

جواب﴾......جاننا یا نہ جاننا عذر نہیں ہوتا، خواہ بھول کر جرم کریں یا جان بوجھ کر اپنی مرضی سے کریں یا کوئی زبردستی کروائے کفارہ ہر صورت میں دینا ہو گا۔

سوال﴾......کفارہ بھی بتا دیجئے۔

جواب﴾......اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کاٹے تو ایک دم واجب ہوا اور اگر دو مجلسوں میں کاٹے مثلاً دونوں ہاتھوں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹ لئے پھر بعد میں دوسری مجلس میں دونوں پاؤں کے تو دو دم واجب ہوئے۔ اسی طرح اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم واجب ہوں گے۔

سوال﴾......ابھی ہاتھ کی چار انگلیوں کے ناخن کاٹے تھے کہ یاد آ گیا کہ احرام سے ہے تو اب کیا سزا ہے؟

جواب﴾......پانچ انگلیوں سے کم میں فی انگلی ایک ایک صدقہ واجب ہو گا۔ لہٰذا چار صدقے واجب ہوئے۔

سوال﴾......ناخن اگر دانت سے کتر ڈالے، تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......خواہ بلیڈ سے کاٹیں، یا چاقو سے، ناخن تراش (یعنی نیل کٹر) سے تراشیں یا دانتوں سے کتریں سب کا ایک ہی حکم ہے۔

سوال﴾......محرم کسی دوسرے کے ناخن کاٹ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں کاٹ سکتا، اسے وہی احکام ہیں جو دوسرے کے بال مونڈنے کے ہیں۔

﴿بال دور کرنے کے احکام پر سوال وجواب﴾

سوال﴾......اگر معاذ اللہ! کسی محرم نے اپنی داڑھی مونڈ وادی تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......داڑھی مونڈوانا یا خشخشی کروادینا ویسے بھی حرام ہے اور احرام کی حالت میں سخت حرام۔ البتہ احرام کی حالت میں سر کے بال بھی نہیں کاٹ سکتے تو اگر چوتھائی (1/4) سر یا داڑھی کے بال یا اس سے بھی زائد کسی طرح دور کئے تو دم واجب ہوگیا۔ اور چوتھائی (1/4) سے کم میں صدقہ۔

سوال﴾......عورت اپنے بال لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں! عورت اگر پورے سر یا چوتھائی (1/4) سر کے بال ایک پورے کے برابر لے تو دم دے اور کم میں صدقہ۔

سوال﴾......کیا محرم موئے زیر ناف بھی نہیں لے سکتا؟

جواب﴾......جی نہیں، اگر آدھے یا اس سے بھی زیادہ لئے تو صدقہ واجب ہوگا اور تمام لئے تو دم۔

سوال﴾......بغل کے بالوں کے بارے میں بھی ارشاد ہو؟

جواب﴾......بغل کے بال لینے میں دم واجب ہوجاتا ہے۔ دونوں بغلوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ہاں اگر ایک بغل کے بال لینے کے بعد کفارہ دے دیا اور اب دوسری بغل کے بال کاٹے تو دوسرا کفارہ دینا ہوگا۔

سوال﴾......اگر ادھوری بغل کے بال اتارے تھے اور یاد آگیا اور رک گئے تو اب بھی دم واجب ہوگیا؟

جواب﴾......نہیں آدھی بلکہ اس سے بھی زائد بال لئے تو صدقہ واجب ہے اور دم صرف بغل کے سارے بال لینے پر ہے۔

سوال﴾......سر، داڑھی، بغلیں وغیرہ سب ایک ہی مجلس میں منڈوا دیئے تو کتنے کفارے ہوں گے؟

جواب﴾......خواہ سر سے لے کر پاؤں تک سارے بدن کے بال ایک ہی مجلس میں منڈوائیں تو ایک ہی دم واجب ہوگا اگر الگ الگ مجلس میں منڈوائیں گے تو اتنے ہی کفارے ہوں گے۔

سوال﴾......اگر وضو کرنے میں بال جھڑتے ہیں تو کیا اس میں بھی کفارہ ہے؟

جواب﴾......کیوں نہیں وضو کرنے میں، کھجانے میں یا کنگھا کرنے میں اگر دو یا تین بال گرے تو ہر بال کے بدلے میں ایک ایک مٹھی اناج یا ایک ایک ٹکڑا روٹی یا چھوارا خیرات کریں اور تین سے زیادہ گرے تو صدقہ دینا ہوگا۔

سوال﴾......اگر کھانا پکانے میں چولہے کی گرمی سے کچھ بال جل گئے تو؟

جواب﴾......صدقہ دینا ہوگا۔

سوال﴾......مونچھ صاف کرادی کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......مونچھ اگرچہ پوری منڈوائیں یا کتروائیں صدقہ ہے۔

سوال﴾......اگر سینے کے بال منڈوادیئے تو کیا کریں؟

جواب﴾......سر داڑھی گردن اور موئے زیر ناف کے علاوہ باقی اعضاء کے بال منڈوانے میں صرف صدقہ ہے۔

سوال﴾......بال جھڑنے کی بیماری ہو اور خود بخود بال جھڑتے ہوں تو اس میں کوئی رعایت ہے یا نہیں؟

جواب﴾......اگر بغیر ہاتھ لگائے خود بخود بال گر جائیں بلکہ اگر خود بخود تمام بال بھی جھڑ جائیں تو کوئی کفارہ نہیں۔

سوال﴾......محرم نے دوسرے محرم کا سر مونڈا تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......اگر احرام کھولنے کا وقت آ گیا۔ مثلاً دونوں عمرہ والوں نے طواف وسعی سے فراغت حاصل کر لی تو اب دونوں ایک دوسرے کے بال مونڈ سکتے اگر ابھی احرام کھولنے کا وقت نہیں آیا تو اس پر کفارے کی صورت مختلف ہے اگر محرم نے محرم کا سر مونڈا تو جس کا سر مونڈا گیا اس پر تو کفارہ ہے

ہی مونڈنے والے پر بھی صدقہ ہے اور اگر محرم نے غیر محرم کا سر مونڈا، یا مونچھیں یا ناخن تراشے تو مساکین کو کچھ خیرات کردے۔

سُوال﴾......غیرمُحرِم کا سر مونڈ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......وقت سے پہلے نہیں مونڈ سکتا، اگر مونڈے گا تو مُحرِم پر کفارہ ہے ہی۔ غیر مُحرِم کو بھی صدقہ دینا پڑے گا۔

سُوال﴾......کوئی بال خود بخود جھڑ کر آنکھ میں آ گیا تو کیا کریں؟

جواب﴾......نکال لیں، کوئی کفارہ نہیں۔

﴿خوشبو کے بارے میں سُوال وجواب﴾

سُوال﴾......اِحرام کی حالت میں عِطر کی شیشی ہاتھ میں لی اور ہاتھ میں خوشبو لگ گئی تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......اگر لوگ دیکھ کر کہیں کہ یہ بہت سی خوشبو لگ گئی ہے اگرچہ عُضو کے تھوڑے سے حصّے میں لگی ہو، تو دم واجب ہے۔ ورنہ معمولی سی خوشبو بھی جسم پر لگ گئی تو صدقہ ہے۔

سُوال﴾......سر میں خوشبودار تیل ڈال لیا، تو کیا کرے؟

جواب﴾......اگر کوئی بڑا عُضو مثلاً ران، منہ، پنڈلی یا سر، سارے کا سارا خوشبو سے آلودہ ہوجائے خواہ خوشبودار تیل کے ذریعے ہو یا عطر سے دم واجب ہوجائے گا۔

سُوال﴾......بچھونے یا احرام کے کپڑے پر خوشبو لگ گئی یا کسی نے لگادی تو؟

جواب﴾......خوشبو کی مقدار دیکھی جائے۔ زیادہ ہے تو دم، اور کم ہے تو صدقہ۔

سُوال﴾......اس بچھونے پر ہم اس وقت موجود نہ ہوں یا وہ احرام کا کپڑا اگر اس وقت ہمارے جسم پر نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب﴾......اگر اب اسے استعمال نہ کریں تو کوئی کفارہ نہیں۔

سُوال﴾......جو خوشبو نیت احرام سے پہلے بدن یا احرام کی چادروں پر لگائی تھی کیا نیتِ احرام

کے بعد اس خوشبو کو زائل کرنا ضروری ہے؟

جواب﴾......نہیں، ان دونوں خوشبودار چادروں کو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ چاہے ان میں کتنی ہی مہک ہو۔

سُوال﴾......احتلام ہوگیا یا کسی وجہ سے احرام کی ایک یا دونوں چادریں ناپاک ہوگئیں اب دوسری چادریں موجود تو ہے مگر ان میں پہلے کی خوشبو لگی ہوئی ہے۔ انہیں پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......اگر خوشبو مہک رہی ہے تو پہن سکتے ہیں اگر مہک اڑ چکی ہے تو پہننے میں حرج نہیں صرف ان دونوں خوشبودار چادروں کو محرم میں پہن سکتا ہے جس کا اس نے احرام کی نیت سے قبل خوشبو لگائی تھی اور انہیں پہن کر احرام کی نیت کی تھی اور ان دونوں کے علاوہ اگر کوئی سی بھی خوشبودار چادر پہنیں گے تو کفارہ لازم آئے گا۔ لہٰذا بغیر خوشبو کی چادر اگر میسر نہیں تو جو پہنی ہوئی ہیں ان کو اتار کر پاک کر کے پھر پہن لے۔

سُوال﴾......احرام کی حالت میں حجر اسود کا بوسہ لینے میں اگر خوشبو لگ گئی تو کیا کریں؟

جواب﴾......اگر بہت سی لگ گئی تو دم اور تھوڑی سی لگ گئی تو صدقہ دیں۔

سُوال﴾......احرام کی نیت کرنے لینے کے بعد ایئرپورٹ وغیرہ پر جو لوگ احرام والے حاجی صاحب کو گلاب یا موتیا کے پھولوں کا گجرا ڈالتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب﴾......ممنوع ہے۔

سُوال﴾......محرم الائچی کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......حرام ہے نہیں کھا سکتا۔ اگر خالص خوشبو، جیسے الائچی، لونگ، دارچینی، اتنی کھائیں کہ منہ کے اکثر حصّہ میں لگ گئی تو دم واجب ہوگیا اور کم میں صدقہ۔

سُوال﴾......خوشبودار زردہ، بریانی اور قورمہ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾...... جو خوشبو کھانے میں پکالی گئی ہو، چاہے اب بھی اس سے خوشبو آ رہی ہو، اسے کھانے میں مضائقہ نہیں۔ اسی طرح خوشبو پکاتے وقت تو نہیں ڈالی تھی اوپر ڈال دی تھی مگر اب اس کی

مہک اڑ گئی اس کا کھانا بھی جائز ہے اگر بغیر پکائی ہوئی خوشبو کھانے یا معجون وغیرہ دوا میں ملادی گئی تو اب اس کے اجزاء غذا یا دوا وغیرہ بے خوشبو اشیاء کے اجزاء سے زیادہ ہیں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کفارہ ہے کہ منہ کے اکثر حصّے میں خوشبو لگ گئی تو دم اور کم میں لگی تو صدقہ، اور اگر اناج وغیرہ کی مقدار زیادہ ہے اور خالص خوشبو کی مقدار کم تو کوئی کفارہ نہیں۔ ہاں خالص خوشبو کی مہک آتی ہو تو مکروہ ہے۔

سوال﴾......احرام کی حالت میں خوشبودار شربت پینا کیسا ہے؟

جواب﴾...... پینے کی چیز میں اگر خوشبو ملائی اگر خوشبو غالب ہے (تو دم ہے) یا خوشبو کم ہے مگر اسے تین بار یا زیادہ پیا تو دم ہے ورنہ صدقہ۔ (بہارِ شریعت)

سُوال﴾......محرم ناریل کا تیل سر وغیرہ میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......کوئی حرج نہیں۔ البتہ تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے۔ اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو یہ جسم پر نہیں لگا سکتے۔ ہاں، ان کے کھانے، ناک میں چڑھانے، زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے میں کفارہ واجب ہے۔

سُوال﴾......اِحرام کی حالت میں خوشبودار سرمہ لگانا کیسا ہے؟

جواب﴾......حرام ہے اس کی ایک یا دو سلائی لگائی تو صدقہ واجب اور تین یا زیادہ سلائیاں لگانے میں دم واجب ہوجائے گا۔ (رُکنِ دین، کتاب الحج)

سُوال﴾......خوشبو لگائی اور کفارہ بھی دے دیا، تو اب لگی رہنے دیں یا کیا کریں؟

جواب﴾......خوشبو لگانا جب جُرم ٹھہرا تو بدن یا کپڑے سے دور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد اگر زائل نہ کیا تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا۔ لہٰذا کفارہ دینے سے قبل خوشبو زائل کرنا ضروری ہے۔

﴾سلے ہوئے کپڑے وغیرہ کے متعلق سوال وجواب﴿

سُوال﴾......محرم نے اگر بھول کر سلا ہوا لباس پہن لیا اور دس منٹ کے بعد یاد آتے ہی اتار دیا

تو کوئی کفارہ وغیرہ ہے یا نہیں؟

جواب﴾......اگرچہ ایک لمحے کے لئے پہنا ہو، جان بوجھ کر پہنا ہو یا بھولے سے صدقہ واجب ہوگیا اور اگر چار پہر یا اس سے زیادہ چاہے لگاتار کئی دن تک پہنے رہا دم واجب ہوگا۔

سُوال﴾......اگر ٹوپی یا عمامہ یا احرام ہی کی چادر مُحرِم نے سر پر اوڑھ لی تو اس کی کیا سزا ہے؟

جواب﴾......مرد سارا سر یا سر کا چوتھائی حصہ یا مرد خواہ عورت منہ کی ٹکلی ساری یا چوتھائی حصہ چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپائیں دم ہے۔ اور چوتھائی (1/4) سے کم چار پہر تک یا چار پہر سے کم اگرچہ سارا منہ یا سر تو صدقہ ہے اور چہارم سے کم کو چار پہر سے کم تک چھپائیں تو کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔

سُوال﴾......نزلہ میں کپڑے سے ناک پونچھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......بے خوشبو کے ٹشو پیپر میسر ہوں تو ان سے ناک پونچھ لیں یہی مناسب ہے ورنہ کپڑا یا تولیہ ناک سے تھوڑی دور رکھ کر اس میں سِنک لیں۔

سُوال﴾......سوتے وقت بے سلی چادر اوڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......بے سلی ایک بلکہ ایک سے زیادہ چادریں بھی چہرے کو بچا کر اوڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ خواہ پاؤں پورے ڈھک جائیں۔

سُوال﴾......اگر نیند میں چادر منہ پر اوڑھ لی تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب﴾......حرج ہے۔ سوتے وقت میں بھی جرم پر کفارہ۔

سُوال﴾......اگر محرم نے سر پر کوئی بڑا سا برتن اٹھالیا تو کیا کفارہ دینا ہوگا؟

جواب﴾......کوئی کفارہ نہیں، محرم سر پر غلّہ کی بوری، لگن، برتن، تختہ وغیرہ اٹھالے تو جائز ہے۔ ہاں کپڑے کی گٹھری اٹھائے تو کفارہ ہے۔ اور محرمہ کپڑے کی گٹھری بھی اٹھا سکتی ہے کیونکہ اس کو سر ڈھکنے کی بھی اجازت ہے۔

سُوال﴾......اگر بھولے سے سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام کی نیت کر لی اب نیت کے بعد فوراً سلے ہوئے کپڑے اتار کر بے سلے پہن لئے تو کیا جرمانہ ہے؟

جواب﴾......صدقہ دے۔

سُوال﴾......اگرنیتِ احرام سے پہلے سر ننگا کرنا بھول گیا بعد نیت فوراً سر ننگا کرلیا تو کوئی کفارہ؟

جواب﴾......صدقہ ہے۔

سُوال﴾......بھیڑ میں دوسرے کی چادر سے ہمارا منہ یا سر ڈھک گیا، اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں، کیا اب بھی کوئی سزا ہے؟

جواب﴾......آپ کو صدقہ دینا ہوگا اس میں یہ ہے کہ آپ کو گناہ نہیں ہوگا ورنہ قصداً اگر سر یا منہ ڈھکتے تو گناہ بھی ہوتا اور کفارہ بھی۔

سُوال﴾......کیا بیماری وغیرہ کی مجبوری سے سلا ہوا لباس پہننے میں کفارے ہیں؟

جواب﴾......جی ہاں! بیماری وغیرہ کے سبب اگر سر سے پاؤں تک سب کپڑے پہننے کی ضرورت پیش آئی تو ایک ہی جرم غیر اختیاری ہے۔ اگر چار پہر پہنے یا زیادہ، تو دم۔ اور کم میں صدقہ اور اگر اس بیماری میں اس جگہ ضرورت ایک کپڑے کی تھی اور دو پہن لئے مثلاً ضرورت کُرتے کی تھی اور سلائی والا بنیان بھی پہن لیا تو اس صورت میں کفارہ تو ایک ہی ہوگا اور اگر دوسرا کپڑا دوسری جگہ پہن لیا مثلاً ضرورت پاجامے کی تھی اور کرتہ بھی پہن لیا تو ایک جرم غیر اختیاری ہوا اور ایک جرمِ اختیاری۔

سُوال﴾......اگر بغیر ضرورت سارے کپڑے پہن لئے تو کتنے کفارے دینا ہوں گے؟

جواب﴾......اگر بغیر ضرورت سب کپڑے ایک ساتھ پہن لئے تو ایک ہی جرم ہے۔ دو جرم اس وقت ہیں کہ ایک ضرورت سے ہوا اور دوسرا بلا ضرورت۔

سُوال﴾......اگر منہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیا یا سر پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا کوئی حرج تو نہیں؟

جواب﴾......کوئی حرج نہیں۔

سُوال﴾......محرم موزے پہن سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں پہن سکتا اگر پہنے گا وہی کفارہ ہے جو سلا ہوا لباس پہننے کا ہے۔

سُوال﴾......اگر کندھے پر سلے ہوئے کپڑے ڈال لئے کیا سزا ہے؟

جواب﴾......جائز ہے کوئی کفارہ نہیں۔

﴿وقوف عرفات کے بارے میں سوال وجواب﴾

سُوال﴾......جو حاجی غروب آفتاب سے قبل میدانِ عرفات سے نکل جائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب﴾......اس پر دم واجب ہوگیا۔ ہاں اگر غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے حدودِ عرفات میں واپس داخل ہوگیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

سُوال﴾......کیا دسویں رات کو بھی وقوف عرفات ہوسکتا ہے؟

جواب﴾......جی ہاں! کیونکہ وقوف کا وقت نویں ذوالحجہ کے ابتدائے وقتِ ظہر سے لے کر دسویں کی طلوع فجر تک ہے۔ اس دوران ایک لمحہ کے لئے بھی جو مسلمان احرام کے ساتھ میدان عرفات میں داخل ہوگیا تو اس کا حج ہوگیا یہاں تک کہ اگر کوئی احرام کے ساتھ ہوائی جہاز میں اس کی فضاؤں سے گزر گیا وہ بھی حاجی ہوگیا۔

سُوال﴾......وقوف عرفات کی نیت کیا ہے؟

جواب﴾......وقوفِ عرفات کی کوئی نیت نہیں۔ اگر وقوف کے وقت کے دوران کسی بے ہوش محرم کو بھی کوئی عرفات میں اٹھالائے تو وہ حاجی ہوگیا۔

﴿وقوف مزدلفہ کے بارے میں سوال وجواب﴾

سُوال﴾......مزدلفہ سے اگر دسویں کی راتوں کو منیٰ چلا گیا تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......دسویں کی صبح صادقِ طلوعِ آفتاب یہاں کے وقوف کا وقت ہے چاہے لمحہ بھر کا وقوف کرلیا واجب ادا ہوگیا اور اگر اس وقت کے دوران ایک لمحہ بھی مزدلفہ میں نہ گزارا تو دم واجب ہوگیا۔

سُوال﴾......اگر مزدلفہ میں دسویں رات کوئی سخت بیمار ہوگیا کہ راتوں رات اسے مکۂ مکرمہ جانا

پڑا۔ اور اس سے صبح کا وقوفِ مزدلفہ فوت ہوگیا تو کیا کرے؟

جواب﴾......اگر کمزور یا عورت یا مریض ہے اور بھیڑ میں ضَرر (یعنی ایذا) کا اندیشہ ہے اس وجہ سے راتوں رات چلا گیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

﴿رَمی کے متعلق سوال وجواب﴾

سُوال﴾......کیا عورت کو بھی رَمی کرنا ضروری ہے؟

جواب﴾......جی ہاں اگر نہیں کرے گی تو دم واجب ہوگا۔

سُوال﴾......اگر عورت کسی کو وکیل کردے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب﴾......عورت ہو یا مرد، اس وقت تک کسی کو وکیل نہیں کرسکتے، جب تک اس قدر مریض نہ ہوجائیں کہ سواری پر بھی جَمرہ تک نہ پہنچ سکیں اگر اس قدر بیمار نہیں ہیں پھر بھی کسی عورت یا مرد نے دوسرے کو وکیل کردیا اور خود رمی نہیں کی تو دم واجب ہوجائے گا۔

سُوال﴾......اگر کسی دن کی رمی رہ گئی تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......دم واجب ہوگیا۔

سُوال﴾......اگر بالکل رمی نہیں کی، تو کتنے دم واجب ہوں گے؟

جواب﴾......خواہ ایک دن کی رہ گئی یا سب دنوں کی صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

سُوال﴾......اگر رمی خلافِ ترتیب ہوگئی، تو کیا کرے؟

جواب﴾......خلافِ ترتیب رمی کرنا مکروہ ہے کوئی کفارہ نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اعادہ کرلے۔

سُوال﴾......اگر کسی دن کی اکثر رمی ترک کردی۔ مثلاً دسویں کو صرف تین کنکریاں ماریں تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......دم واجب ہوگیا۔

سُوال﴾......اگر کسی دن آدھی سے زیادہ ماریں مثلاً گیارہویں کو تین شیطانوں کو اکیس کنکریاں مارنی تھیں۔ مگر گیارہ ماریں تو کیا سزا ہے؟

جواب﴾......فی کنکری ایک ایک صدقہ دینا ہوگا۔

﴿قربانی سے متعلق سُوال وجواب﴾

سُوال﴾......دسویں کی رَمی کے بعد اگر جدّہ شریف میں جا کر تمتع کی قربانی اور حلق کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں کر سکتے، کیونکہ جدّہ شریف حدُودِ حرم سے باہر ہے جب کہ تمتع اور قرآن کی قربانی اور حلق کا حدُودِ حرم میں ہونا واجب ہے۔لہٰذا اگر یہ دونوں جدّہ میں کریں گے تو وہ دَم واجب ہو جائیں گے۔

سُوال﴾......متمتع اور قارن نے اگر رَمی سے پہلے قربانی کر دی یا قربانی سے پہلے حلق کر دیا، تو کیا کفارہ ہے؟

جواب﴾......ان دونوں صورتوں میں دم دینا ہوگا۔

سُوال﴾......اگر حجِ افراد والے نے قربانی سے پہلے ہی حلق کر دیا تو، کیا کوئی سزا ہے؟

جواب﴾......نہیں، کیونکہ مفرد پر قربانی واجب نہیں اس کے لئے مستحب ہے اگر قربانی کرنا چاہے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے حلق کریں پھر قربانی۔

﴿حلق و تقصیر کے متعلق سوال وجواب﴾

سُوال﴾......اگر حاجی نے بارہویں کے بعد حرم سے باہر سر منڈوایا، تو کیا سزا ہوگی؟

جواب﴾...... دو دم ،ایک حرم سے باہر حلق کروانے کا ۔ دوسرا بارہویں کے بعد ہونے کا۔(ردالمحتار)

سُوال﴾......مفرد حلق کہاں کروائے؟

جواب﴾......اسے بھی حدودِ حرم میں حلق کیا قصر کروانا واجب ہے۔

سُوال﴾......اگر کسی حاجی نے بارہویں کے بعد حلق کیا تو اس پر کیا جُرمانہ عائد ہوگا؟

جواب﴾......دم دینا ہوگا۔

سُوال﴾......اگر عمرہ کا حلق حرم سے باہر کروانا چاہے تو کرواسکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں کرواسکتا۔کروائے گا تو دم واجب ہوگا۔ ہاں اس کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں۔(دُرِّ مختار)

سُوال﴾......بعض لوگ قینچی سے دو تین جگہ سے بال کاٹ لیتے ہیں اس طرح قصر ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب﴾......نہیں ہوگا۔ بدستور پابندیاں باقی رہے گی۔

سُوال﴾......جو لوگ جدّہ شریف وغیرہ میں کام کرتے ہیں ان میں سے بعض لوگ عمرہ میں سر کے چند بال ہی کٹوانے پر اکتفا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے جب پہلی بار عمرہ کیا تھا اس میں حلق کروالیا تھا۔اب بار بار ضروری نہیں۔ان کی دلیل کہاں تک درست ہے؟

جواب﴾......ان کا یہ جواب شریعت کے معاملہ میں جرات ہے کوئی چاہے ہزار بار عمرہ کرے ہر بار حلق یا قصر کروانا پڑے گا خواہ کعبہ شریف کا متولی ہی کیوں نہ ہو۔

سُوال﴾......اگر سر پر سرے سے بال ہی نہ ہوں تو؟

جواب﴾......خواہ بال ہوں یا نہ ہوں۔خواہ قدرتی گنج ہی کیوں نہ ہو ہر صورت میں استرا پھروانا واجب ہے۔ ہاں جس کے سر پر باکثرت پھڑیاں یا زخم ہو اور حلق یا قصر ممکن نہ ہو، وہ معذور ہے اور اسے معاف ہے۔

﴿متفرق سوال وجواب﴾

سُوال﴾......اگر محرم کا سر پھٹ گیا یا زخم ہوگیا اور بصورتِ مجبوری اس نے سر یا منہ پر پٹی باندھلی تو اس پر کوئی گناہ تو نہیں؟

جواب﴾......مجبوری کی صورت میں گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ ''جرمِ غیر اختیاری'' کا کفارہ دینا آئے گا۔لہٰذا اگر دن یا رات یا اس سے زیادہ دیر تک اتنی چوڑی پٹی باندھی کہ چوتھائی یا اس سے زیادہ

سر یا منہ چھپ گیا تو دم اور کم میں صدقہ واجب ہوگا۔اس کے علاوہ جسم کے دوسرے اعضاء پر نیز عورت کے سر پر بھی مجبوراً پٹی باندھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سُوال﴾......متمتع اور قارنِ حج کے انتظار میں ہے۔اس دوران عمرہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴾......قارن کا احرام تو ابھی باقی ہے۔ یہ تو کر ہی نہیں سکتا، رہا متمتع، تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔بہتر یہی ہے کہ صرف نفلِ طواف جتنے کرنا چاہے کرتا رہے اگر عمرہ کر بھی لے تو بعض علماء کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں مناسکِ حج سے فراغت کے بعد متمتع، قارن، مفرد ہر کوئی عمرہ کر سکتے ہیں یاد رہے کہ ایامِ تشریق یعنی ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔اگر عمرہ کیا تو دم لازم آئے گا۔(تنویر، درمختار)

سُوال﴾......کھانا کھانے کے بعد محرم صابن سے ہاتھ دھوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴾......چکناہٹ دور کرنے کے لئے بغیر خوشبو کے صابن سے ہاتھ دھوسکتا ہے اگر خوشبو دار صابن سے دھوئے اور دیکھنے والا اسے خوشبو ہی کہے اب اگر وہ بتائے کہ زیادہ خوشبو لگی ہے تو دم واجب ہوگا اور کم ہے تو صدقہ۔

سُوال﴾......وضو کے بعد محرم کا رومال سے ہاتھ پونچھنا کیسا ہے؟

جواب﴾......منہ پر (اور مرد سر پر بھی) کپڑا نہیں لگا سکتے جسم کا باقی حصّہ اتنی احتیاط کے ساتھ پونچ سکتے ہیں کہ میل بھی نہ چھوٹے اور بال بھی نہ ٹوٹے۔

سُوال﴾......محرمہ اس طرح منہ پر کمانی دار نقاب ڈالے جو چہرے پر مس نہ ہو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب﴾......اگر چہرے پر مس نہیں ہوتا تو ڈال سکتی ہے تاہم اس میں بعض مسائل ضرور پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً ہوا چلی یا غلطی ہی سے اپنا ہاتھ نقاب پر رکھ لیا جس کے سبب چاہے تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر سارے چہرے پر نقاب لگ گیا تو صدقہ واجب ہو جائے گا۔

سُوال﴾......محرم گھٹنوں میں منہ رکھ کر سو سکتا ہے یا نہیں، کوئی جرمانہ وغیرہ؟

جواب﴿......نہیں سوسکتا۔ کیونکہ لباس سے چہرے پر کپڑا لگے گا۔ کپڑے سے منہ چھپانے پر جرمانے کے مسائل گذشتہ صفحات پر بیان ہوئے ہیں۔

سوال﴿......ماہواری کی حالت میں عورت احرام کی نیت کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب﴿......کرسکتی ہے مگر احرام نفل ادا نہیں کرسکتی۔ نیز طواف پاک ہونے کے بعد کرے۔

سوال﴿......سلائی والے چپل پہننا کیسا ہے؟

جواب﴿......وسطِ قدم یعنی قدم کا ابھرا ہوا حصہ اگر نہ چھپائیں تو بلا کراہت جائز ہیں۔

سوال﴿......احرام میں گرہ لگانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب﴿......مکروہ ہے۔

سوال﴿......عموماً حجاج احتیاطاً ایک ''دم'' دیتے ہیں یہ کیسا؟ اگر بعد کو معلوم ہوا کہ واقعی ایک دم واجب ہوا تھا تو ''دمِ احتیاطی'' کافی ہوگا یا نہیں؟

جواب﴿......دم واجب ہونے کے بعد دیا تھا تو کافی ہوجائے گا اور اگر پہلے دم دے دیا اور اس کے بعد کسی عمرے وغیرہ میں دم واجب ہوا تو گذشتہ دم کافی نہ ہوگا۔

سوال﴿......محرم ناک یا کان کا میل نکال سکتا ہے یا نہیں؟

جواب﴿......وضو میں ناک صاف کرنا سنت ہے بلکہ غسل میں اگر ناک میں رینٹھ سوکھ گئی ہو تو چھڑا کر پانی بہانا فرض ہے لہٰذا احرام میں ناک صاف کرسکتے ہیں۔ اسی طرح پلکوں وغیرہ میں اگر آنکھ کی چیپڑ سوکھ گئی ہے تو اسے وضو میں چھڑانا فرض ہے۔ رہا کان کا میل نکالنا تو چونکہ کان کے سوراخ کے اندر پانی بہانا نہ وضو میں ہے نہ غسل میں۔ لہٰذا اس کا حکم وہی ہوگا جو بدن کے میل کا ہے۔ یعنی اس کا چھڑانا مکروہ ہے۔

سوال﴿......کیا اپنے والدین کے نام پر جو حیات ہوں عمرہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب﴿......کرسکتے ہیں۔ فرض نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہو یا کوئی نفلی کام ہر قسم کا ثواب زندہ، مردہ سب کو ایصال کرسکتے ہیں بلکہ ہر نیک کام کا ثواب بلکہ روزانہ کی پانچوں نمازوں کا ثواب بھی

روزانہ بارگاہِ حیات النبی ﷺ میں نذر کرکے تمام امت کو ایصال کرتے رہنا چاہیے۔ اس طرح ہمارے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ بڑھ جاتا ہے۔

سوال﴿......احرام کی حالت میں جوں مارنے کے کفارے بیان کریں؟

جواب﴿......اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑے میں ماری یا پھینک دی تو ایک جوں ہو تو روٹی کا ایک ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مٹھی اناج اور اس سے زیادہ صدقہ۔ جوئیں مارنے کے لئے سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا جب بھی وہی کفارے ہیں جو مارنے میں ہیں۔ دوسرے نے اس کے کہنے پر اس کی جوں ماری جب بھی اس پر کفارہ ہے۔ اگرچہ مارنے والا احرام میں نہ ہو۔ زمین وغیرہ پر گری ہوئی جوں یا دوسرے کے بدن یا کپڑوں کی جوئیں مارنے میں مارنے والے پر کچھ نہیں اگرچہ وہ دوسرا بھی محرم ہو۔

﴿حجِ اکبر (اکبری حج)﴾

سوال﴿......حج اکبر کسے کہتے ہیں؟

جواب﴿......حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے حج اکبر کے حوالے سے ایک رسالہ ''الحظ الاوفر فی الحج الاکبر'' تحریر فرمایا جس میں حج اکبر کے متعلق چار اقوال بیان کئے۔ ایک قول یہ ہے کہ یوم عرفہ کا دن حج اکبر ہے۔ دوسرا قول یوم نحر، تیسرا قول طوافِ اضافہ کا دن اور چوتھا قول یہ ہے کہ حج کے تمام ایام حج اکبر ہیں۔ اور ان اقوال کے دلائل بھی ذکر کئے۔ لیکن فرمایا کہ لوگوں میں یہی مشہور ہے کہ اگر جمعہ کے دن یوم عرفہ آجائے وہ حج اکبر ہے جس کی فضیلت و ثواب 70 حج سے بھی زائد ہے۔

قال ﷺ ''افضل الایام یوم عرفه اذا وافق یوم الجمعة و هو افضل من سبعین حجة فی غیر جمعة'' (رواه زین بن معاویة فی تجرید الصحاح)

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمام دنوں میں سب سے افضل دن یوم عرفہ ہے جبکہ وہ جمعہ کے دن ہو اور وہ جمعہ کے دن علاوہ حجوں کے مقابلہ میں ستر حج سے زیادہ افضل ہے''۔ اسے زین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں روایت کیا۔

﴿نکاح کا بیان﴾

چونکہ آدمی کی نسل کا باقی رہنا نکاح پر موقوف ہے اور آدمی کی طبعی خواہش بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم دیا نکاح کرنا سرکار ﷺ کی سنت ہے۔

بخاری و مسلم وغیرہ احادیث کی کتابوں میں ہے سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اے جوانو تم میں جو نکاح کرسکتا ہے وہ نکاح کرے کہ نکاح بری نظر اور برے کام کرنے سے روکنے والا ہے اور جس سے نہ ہوسکے وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اور فرمایا جو میرے طریقہ کو دوست رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت نکاح ہے جو اتنا مال رکھتا ہو تو وہ نکاح کرے اور پھر وہ نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

مسئلہ: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین نامرد ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے۔ (دُرِّ مختار، ردالمحتار)

﴿کب نکاح کرنا فرض ہے﴾

مسئلہ: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو ڈر ہے کہ زنا ہوجائے گا اور مہر و نفقہ کی قدرت بھی ہے تو نکاح واجب ہے یوں ہی جب کہ پرائی عورت کی طرف دیکھنے سے رک نہیں سکتا یا ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔ (دُرِّ مختار، ردالمحتار)

﴿نکاح کی شرائط﴾

مسئلہ: ایجاب و قبول (یعنی) مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا یہ نکاح کے رکن ہیں جو پہلے کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ (دُرِّ مختار، ردالمحتار)

مسئلہ: گواہ ہونا یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کے سامنے ہو۔ گواہ آزاد عاقل بالغ ہوں اور سب کے نکاح کے الفاظ ایک ساتھ سنیں۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا نہ غلام کی

گواہی سے اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے لہٰذا اگر کتابیہ سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمی کافر بھی ہو سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: گواہ اس کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلس میں عقد میں مقرر کر لئے جاتے ہیں بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جو جنہوں نے ایجاب وقبول سنا اگر قابل شہادت ہوں۔

مسئلہ: عورت سے اذن (اجازت) لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اگر اس وقت گواہ نہ بھی ہوں لیکن نکاح پڑھاتے وقت ہوں پر نکاح ہو جائے گا البتہ اذن کے لئے دو گواہوں کی یوں ضرورت ہے کہ اگر اس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن لینا ثابت کیا جائے گا۔

مسئلہ: نکاح کے جواز کے لئے شرط یہ ہے کہ مجلس میں دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو ،فریقین یعنی لڑکا اور لڑکی دونوں موجود ہوں اور براہِ راست ایجاب وقبول کریں یا وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو تو اپنے وکیل کے ذریعے ایجاب وقبول کر سکتے ہیں حکومت کے مجوزہ نکاح نامے میں دونوں وکیل مع گواہوں کے کالم اور دستخطوں کی نشاندہی موجود ہے ہمارے یہاں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ لڑکا محفل نکاح میں موجود ہوتا ہے اور لڑکی کی طرف سے اس کا وکیل مجاز ایجاب وقبول کرتا ہے جو باقاعدہ گواہوں کی موجودگی میں لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر آتا ہے۔لہٰذا اگر لڑکے یا لڑکی جو محفل نکاح میں اصالۃً یا یا وکالۃً موجود نہیں ،تحریری طور پر یا ٹیلی فون پر کسی کو اپنا وکیل بنا لے اس کی جانب سے بالمشافہ ایجاب وقبول کرے تو یہ شرعاً نکاح جائز ہے۔

مسئلہ: مایوں اور مہندی کی شرعی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے یہ معاشرتی رسوم ہیں۔لیکن اگر اس میں خلاف شرع باتیں شامل ہوں مثلاً بے پردگی ،گانا بجانا ،مرد وزن کا اختلاط وغیرہ تو ان محرمات کے سبب یہ حرام ہوگی۔

مسئلہ: زوجین میں جب کسی ایک سے کفر سرزد ہو جائے گا تو ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور وہ ایک

دوسرے کے لئے اجنبی ہو جائیں گے دونوں میں سے اگر کسی ایک نے بھی ارتکاب کفر کیا تو اس پر لازم ہے کہ کفر سے توبہ کرے ،تجدید ایمان کرے اور دو گواہوں کی موجودگی میں تجدید نکاح کرے لیکن یہ تجدید نکاح عورت کی رضامندی پر موقوف ہے یک طرفہ پر نہیں ہو سکتا باقاعدہ ایجاب وقبول ہوگا اور مہر بھی مقرر کیا جائے گا۔

مسئلہ: مہر کی شرعی مقدار کیا ہے؟ مہر شرعی وہی ہے جس پر فریقین نکاح کا آپس میں اتفاق ہو جائے شریعت نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اسے فریقین کی رضامندی پر چھوڑا ہے اور اس میں مختلف مالی حیثیتوں کے افراد کے لئے کم یا زیادہ کی گنجائش رکھی ہے البتہ حدیث پاک میں مہر کی رقم کم از کم دس درہم (یعنی تقریباً ٦١٨۔٣٠ گرام) چاندی یا اس کی قیمت مقرر کی گئی ہے۔

طلاق کا بیان

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں طلاق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو بائن کہتے ہیں دوسری یہ ہے کہ عدت گزرنے پر باہر ہوگی اسے رجعی کہتے ہیں۔

مسئلہ: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی منع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے جیسے عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے جیسے شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع پر قادر نہیں اور اس کے ازالے کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا تکلیف پہنچانا ہے۔(بہار شریعت)

مسئلہ: کوئی شخص غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ: مذاق میں طلاق دے یا دل لگی میں طلاق دے تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ: گونگے ان اشارے سے طلاق دی تو ہو جائیگی جب کہ لکھنا نہ جانتا ہو اور اگر لکھنا جانتا ہے تو اشارے سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی (فتح القدیر و بہار شریعت)

مسئلہ: کوئی شخص اپنی بیوی کو ڈرانے کیلئے طلاق دے اگرچہ طلاق کی نیت نہ بھی ہو تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ: انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا کہ تجھے اتنی طلاقیں تو ایک دو تین جتنی انگلیوں سے اشارہ کیا اتنی طلاقیں ہوئیں یعنی جتنی انگلیاں اشارے کے وقت کھلی ہوں ان کا اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں اگر وہ کہتا میری مراد بند انگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیانتاً معتبر ہوگا قضاً نہیں اور اگر تین انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اس کی مثل طلاق اور نیت تین کی ہو تو تین طلاق پڑے گی نہیں تو ایک بائن پڑے گی اور اگر اشارہ کر کے کہا کہ تجھے اتنی اور نیت طلاق کی ہے اور لفظ طلاق نہیں بولا جب بھی طلاق ہو جائے گی (دُرِّ مُختار و ردالمحتار و بہار شریعت)

طلاق دینے کا احسن طریقہ

آپ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے بیوی کو طلاق دینا چاہتے ہیں تو اپنی بیوی سے یہ کہیں کہ میں تجھے ایک طلاق دیتا ہوں ایک مہینہ گزر جانے دیں ایک مہینہ جب گزر جانے کے قریب ہو اور حالات بہتر نہ ہوں تو کہہ دیں میں تجھے دوسری طلاق دیتا ہوں اب بھی حالات بہتر نہ ہوں اور جدا ہونا ہی مقصود ہو تو تیسرا مہینہ شروع ہونے پر پھر ایک طلاق دیں یہ تین طلاقیں ہو گئیں عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہے وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر انتقال کر جائے تو چار مہینے دس دن عورت کی عدت ہے شوہر مر جائے یا طلاق ہو جائے اور بیوی اگر حاملہ ہو تو وضع حمل بچے کی پیدائش اس کی عدت ہے مثلاً آج صبح شوہر کا انتقال ہوا اور دوپہر میں بچہ پیدا ہوا عدت ختم ،شوہر نے آج صبح بیوی کو طلاق دی اور دوپہر کو یا پانچ منٹ بعد بچہ پیدا ہوا عدت ختم ہو گئی۔

مسئلہ: عورت حاملہ نہیں اور شوہر نے طلاق دی تو عدت نوے دن ہوگی اور اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو چار ماہ دس دن عدت ہے۔

﴿تین طلاقیں تین ہی ہیں﴾

یہ بات واضح ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو صرف پندرہ بیس منٹ بعد مولوی صاحب یاد آجاتے ہیں یعنی اس کا چند لمحوں میں غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اب مولوی اور مفتی صاحبان کو ڈھونڈنا شروع کر دیا جاتا ہے ایسی صورت میں نام نہاد اہلحدیث مولوی چند ٹکوں کے عوض یہ فتویٰ دیتا ہے کہ تین طلاقیں تین نہیں وہ تو ایک طلاق ہے۔

مسئلہ: دراصل مسئلہ یہ ہے کہ غیر مقلدین نام نہاد اہلحدیث کا یہ موقف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دے تو ایک واقع ہوگی مطلب یہ ہے کہ مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ اور آپ اس بات پر ذرا غور کریں تو یہ بالکل ایسی بات ہوگی جیسے کوئی آدمی کسی شخص کو تین ڈنڈے مارے اور تھانے چلے جائے تو ایس ایچ او صاحب یہ کہیں کہ چونکہ ایک وقت میں تین ڈنڈے لگے لہذا ایف آئی آر تو ایک ڈنڈے کی کٹے گی یہ نہیں ہوسکتا۔

تین طلاقوں کے ایک وقت میں تین ہونے پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، چاروں ائمہ کرام علیہم الرحمہ اور پوری امت کا اجماع ہے۔

﴿غیر مقلدین کی دلیل﴾

غیر مقلدین یہ حدیث لاتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی خدمت میں آئے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے پوتے نے یہ حدیث بیان کی میرے دادا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تین طلاقیں دینے کے بعد وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے اس طرح اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور کہا میں نے تین تو دی ہیں مگر نیت ایک ہی کی تھی؟ انہوں نے کہا نیت ایک ہی کی تھی تو حضور ﷺ نے کہا کہ رجوع کرلو حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا۔

﴿دوسری دلیل﴾

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تین طلاق ایک ہوتی تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ قانون بن گیا کہ تین طلاقیں تین ہوں گی لہذا ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے جو حضور ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا یہ تین طلاقوں کا مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تبدیل کیا غیر مقلدین کی یہ دو دلیلیں ہیں۔

﴿غیر مقلدین کی دلیل کا جواب﴾

محترم حضرات اگر ہم پچھلی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر غور کریں تو بات سمجھ میں آجائے گی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دی حدیث میں طلاق کے الفاظ یوں موجود ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا **انت طالق، طالق، طالق** یوں طلاق دی حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے رجوع کرلو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو میرے مولا ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہ دے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عادت تھی کہ الا ماشاء اللہ تین طلاقیں نہیں دیتے مگر کلمات یہ ہوتے **انت طالق، طالق، طالق** یعنی وہ طلاق ایک ہی دیتے دوسے اس کی تکرار کرتے صحابہ کرام کے یہ جملے کوئی نہیں دکھا سکتا کہ انہوں نے یہ کہا ہو میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی۔ مطلب یہ ہے کہ طلاق ایک ہی دیتے دوسے اس کی تکرار کرتے۔

مثلاً: میں آپ کے گھر افطاری کرنے کے لئے آیا اور میں یہ کہوں کہ ''مجھے افطاری کرنی ہے، افطاری، افطاری۔ تو آپ کیا تین مرتبہ افطاری رکھیں گے کہ مولانا نے تین مرتبہ کہا ہے مجھے افطاری تو ایک ہی مرتبہ کرنی ہے دوسے میں نے تکرار کی۔

مثلاً: میں صدر جاؤں گا، صدر صدر تو کیا میں تین مرتبہ صدر جاؤں گا نہیں بلکہ میں جاؤں گا ایک مرتبہ دوسے اس کی تکرار کروں گا۔

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا طلاق کی کثرت ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھنے لگے کہ طلاقیں بہت بڑھ جائیں گی۔ اصل میں ہوتا یہ تھا کہ طلاق دینے کے بعد جب مقدمہ قاضی کے پاس آتا تو طلاق دینے والا یہ کہتا کہ میں نے ایک طلاق دی ہے دوسے اس کی تکرار کی ہے یعنی مندرجہ بالا حدیث کی آڑ لے کر تین طلاق دینے کے بعد بہانے تلاش کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا روایت ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جہاں تمہیں گنجائش دی تھی یعنی ایک مرتبہ طلاق اور دوسے اس کی تکرار تو اس گنجائش سے تم نے ناجائز فائدہ اُٹھایا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قانون بنادیا کہ اب کسی کی یہ بات نہیں مانی جائے گی کہ میں نے ایک طلاق دی اور دوسے اس کی تکرار کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب جو تین دے گا اس کی تین مانی جائیں گی اس وقت پوری جماعتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس پر اجماع کیا۔

غیر مقلدین اہلحدیث جن کو دو حدیثیں یاد نہیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر تنقید کرتے ہیں کیا ان لوگوں نے حضور ﷺ کی یہ حدیث نہیں سُنی۔

میرے مولا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری سنّت کو اور خلفائے راشدین (علیہم الرضوان) کی سنت کو لازم پکڑلو۔

ان تمام دلائل کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ کسی حدیث کی یہ مُراد نہیں کہ تین طلاق دینے کے بعد بیوی کو رکھ لیا جائے۔ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے تین طلاقوں کے بعد بیوی حرام ہوجائے گی اور اگر ان کا نکاح کوئی پڑھادے تو قاضی صاحب کا بھی نکاح ٹوٹ جائے گا قاضی صاحب کو بھی تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنی ہوگی۔

مسئلہ: ایک طلاق یہ ہے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اگر اس کو فنی اعتبار سے سمجھیں تو یہ کہہ دیں کہ میں تجھے ایک طلاق رجعی دیتا ہوں مطلب یہ کہ طلاق تو میں دیتا ہوں اس میں اتنی گنجائش ہے کہ میں دوبارہ رجوع کرسکتا ہوں یا مطلق یہ کہہ دے کہ میں تجھے ایک طلاق دیتا ہوں تو یہ طلاق رجعی ہے۔

مسئلہ: اب ایک مہینہ یا پندرہ دن ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے بہت ہوتے ہیں اگر صلح صفائی ہوجائے تو

وہ ایک طلاق کی صورت میں اتنا کہہ دے کہ میں اپنی ایک طلاق واپس لیتا ہوں اب اس میں نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: علماء نے لکھا کہ رجوع کی دو قسمیں ہیں ایک باللسّان اور دوسری بالفعل ہے کوئی شخص زبان سے کہہ دے میں نے تجھے ایک طلاق دی تھی اب رجوع کرتا ہوں یہ زبان سے رجوع ہے اگر زبان سے نہ کہے اور سُسرال جا کر بیوی کو لے آئے اور صحبت کر لے تو یہ بھی رجوع ہے۔

مسئلہ: حمل کے دوران اگر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور مطلقہ حاملہ کی عدّت چونکہ وَضع حمل (بچہ جننے) تک ہے، اس لئے لڑکے کو لڑکی کا نان نُفقہ اس کے وَضع حمل (بچہ جننے) تک دینا ہوگا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: طلاق دینے کے بعد بچے کی پرورش کا خرچ شرعاً مرد پر لازم ہے اور اس کی پرورش کا حق عورت کو ہے پرورش کی میعاد شریعت نے سات برس تک رکھی ہے یعنی مرد کو اپنے بچے کی پرورش کا خرچ سات برس تک دینا ہوگا لیکن اگرچہ سات برس سے پہلے ہی اپنے آپ کھانا، پینا، اور استنجاء کر لیتا ہے تو مرد کو اختیار ہے کہ بچہ عورت سے واپس لے سکتا ہے۔ (فتاویٰ فیضِ رسول)

مسئلہ: کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دے کہ تو میری ماں جیسی ہے، غصّے میں کہہ دے کہ تو میری بہن اور بیٹی جیسی ہے اس کو ظہار کہتے ہیں اس صورت میں بیوی اس پر حرام ہو جائے گی مگر اس کا کفارہ ادا کیا جائیگا کفارہ ادا کرنے کے بعد اس کی بیوی اس پر حلال ہو جائے گی۔

کفّارہ پے در پے ساٹھ روزے رکھنا ہے اور ایسے رکھنا کہ اگر اس نے انسٹھ روزے رکھے اور ایک روزہ چھوڑ دیا تو دوبارہ شروع سے ساٹھ رکھنے ہوں گے تب اس کی بیوی اس پر حلال ہوگی۔

مسئلہ: روزے رکھنے پر اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اچھے ہونے کی اُمید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر مگر شرط یہ ہے کہ اس اثناء (بیچ) میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو۔ ورنہ کھلانا صدقہ ہو جائے گا۔ اور کفارہ میں روزے رکھنے ہوں گے اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلا یا دوسرے وقت اس کے

سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (دُرِّ مُختار و ردالمحتار و ہندیہ)

حُرمتِ مصاہرت کا بیان

حُرمتِ مصاہرت کے لغوی معنیٰ داماد بننا، سُسر بننا کے ہیں۔ شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ شریعت مطہرہ میں اُن عورتوں کو کہتے ہیں جن کے اُصول یا فروع سے صحبت کرنے، بوسہ لینے وغیرہ کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نسب سے سات رشتے حرام ہوتے ہیں اور مصاہرت سے بھی۔

جس عورت سے صحبت ہوئی یا شہوت کے ساتھ بوسہ وغیرہ لیا گیا تو اس عورت کی ماں، بیٹی، خالہ، پھوپھی، بہن، بھانجی، بھتیجی سب حرام ہو گئیں مگر اُن میں دو ماں بیٹی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئیں ان میں سے دو مرد عورت ضرب دینے سے چار ہو جاتے ہیں۔ گویا دو رشتے مرد کے لئے اور دو عورت کے لئے حرام ہو گئے اس طرح کل چار رشتے مصاہرت سے حرام ہوتے ہیں:

1)......عورت کی ماں اُوپر تک 2)......عورت کی بیٹی نیچے تک

3)......باپ دادا کی بیوی اُوپر تک 4)......بیٹے، پوتے کی بیوی نیچے تک

مسئلہ: حُرمتِ مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوں ہی بشہوت چھونے، بوسہ لینے، فرج داخل کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے، دانت سے کاٹنے، مباشرت کرنے اور یہاں تک کہ سر کے بالوں کو چھونے سے بھی حُرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے اگرچہ کپڑا حائل ہو۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: بیوی نے جماع کے لئے اپنے شوہر کو اُٹھانا چاہا اس کا ہاتھ اپنے شوہر کی جگہ اپنے لڑکے جس کی عمر بارہ سال ہے اس پر شہوت کے ساتھ پڑ گیا ایسی صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی بیوی اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ (درمختار)

مسئلہ: کسی لڑکی کے سُسر نے اس کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا، گلے لگایا یا چھوا ایسی صورت میں اگر دونوں میں سے بھی کسی ایک کو بھی شہوت ہو جائے اگرچہ دوسرے کو شہوت نہ ہو پھر بھی حُرمتِ مصاہرت

ثابت ہو جائے گی۔

مسئلہ: بوڑھی ساس کو بھی اگر شہوت کے ساتھ چھو لیا یا اُس کا بوسہ لیا تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور اس عورت کی بیٹی اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ: مرد نے اپنی بیوی کو اندھیری رات میں جماع کے لئے اُٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنی بیٹی (جو کہ تیرہ برس کی ہے) اس پر پڑ گیا ایسی صورت میں اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

مسئلہ: سُسر کا ہاتھ بِلا شہوت بہو کے پستان پر پڑ گیا اس میں اگر شہوت سوار نہ بھی ہو تو بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی کیونکہ عورت کی شرمگاہ اور پستان محض چھونے سے حُرمت مصاہرت ہو جاتی ہے اس میں شہوت کا ہونا ضروری نہیں اسی طرح منہ کا بوسہ لینے سے بھی اور آلہ میں انتشار کے وقت کسی جگہ کا بوسہ لیا جب بھی حُرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی خواہ شہوت ہو یا نہ ہو بلکہ ان صورتوں میں شہوت کا انکار کرے جب بھی حرمت مصاحرت ہو جاتی ہے۔ (بہار شریعت)

حرمت مصاہرت ثابت ہونے پر آپ کی بیوی آپ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اب نہ اس میں کفّارہ ہے، نہ حلالے کی کوئی صورت ہے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ جب بچیاں بڑی ہو جائیں تو انہیں الگ کمرے میں اپنے سے دور سُلائیں اس کے علاوہ کوشش کریں کہ ہر چیز میں احتیاط کریں اسی میں فلاح و کامرانی ہے۔

رضاعت کا بیان

مسئلہ: حدیثِ پاک میں ہے کہ ”دودھ کے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔“

تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ کے رشتے کو نسب کے رشتے کے مرتبے میں رکھ دیا ہے۔ لہٰذا دودھ پلانے والی دودھ پینے والوں کی ماں ہے اور دودھ پلانے والی کی بیٹی اس کی بہن ہے اور اسی طرح دودھ پلانے والی کا شوہر اس کا باپ ہے اور اس کے ماں باپ اور اس کے دادا دادی اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی رضاعی باپ کا اور ہر وہ بچہ جو دودھ پلانے والی کے علاوہ کسی دوسری عورت سے پیدا ہوا، دودھ پلانے سے پہلے یا دودھ پلانے کے بعد وہ سب اس دودھ پینے

والے کے باپ شریک بہن، بھائی ہیں اور دودھ پلانے والی کی ماں اس کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور ہر وہ بچہ جو اس شوہر سے پیدا ہوا وہ اس کے ماں باپ شریک بہن بھائی ہیں اور جو اس شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے اولاد ہوگی وہ اس دودھ پینے والے کے ماں شریک بھائی بہن ہوں گے اور اس کی اصل حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''دودھ سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔''

مسئلہ: القرآن، ترجمہ: اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔

(پارہ 26 سورہ احقاف، آیت 15)

بچہ کی غذا متغیر ہونے کے لئے اتنی مدّت درکار ہے جس میں بچہ دودھ کے علاوہ دوسری غذا کا بھی عادی ہو سکے اور وہ مدت چھ ماہ ہے جو حمل کی کم تر مدّت سے سمجھی جاتی ہے اس لئے دودھ سے نکاح کی حرمت ثابت ہونے کے لئے ڈھائی سال کی مدّت رکھی گئی ہے۔

مسئلہ: دودھ کا رشتہ بھی صرف اسی بچے سے ثابت نہیں بلکہ دودھ پلانے والی عورت اور اس کے شوہر کی تمام اولاد سے ثابت ہوتا ہے خواہ وہ اولاد موجودہ شوہر سے ہو یا اس سے پہلے و بعد کسی دوسرے شوہر سے ہو اور اسی طرح اس عورت کے موجودہ شوہر کی تمام اولاد سے نکاح حرام ہے خواہ وہ اُسی دودھ پلانے والی عورت سے ہو یا کسی اور بیوی سے ہو۔ ہر صورت میں رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور اس دودھ پینے والے بچے کا ان دونوں شریک ماں باپ کی تمام اصول و فروع سے نکاح حرام ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جو زنا سے اصول و فروغ ہوں گے ان سے بھی نکاح حرام ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ہر قسم کی عورت کے دودھ پینے سے حُرمت ثابت ہو جاتی ہے خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ بوڑھی ہو زندہ ہو یا مُردہ۔ (درمختار)

مسئلہ: پانی یا دودھ میں اگر عورت کا دودھ ملا کر پلایا گیا تو اگر دودھ غالب ہے یا برابر ہے تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر دودھ مغلوب ہے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی یعنی بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں پلایا تو اگر جانور کا دودھ غالب ہے رضاعت نہیں ہوگی ورنہ رضاعت ثابت ہوگی اسی طرح کھانے کی

پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں ہوگی۔ (جوہرہ، ردالمختار)

شادی بیاہ کی رسومات کا بیان

مسئلہ: مردوں کے لئے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگانا ناجائز ہے اسی طرح چھوٹے لڑکوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: شادی میں پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے اور شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جب تک کسی چیز کی ممانعت نہ ہو اس وقت تک وہ جائز ہے ممانعت ہونے کے بعد وہ ناجائز ہو جاتی ہے سہرے کی مخالفت کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا یہ جائز ہے خاص پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: دلہن کا اُبٹن لگانا جائز ہے جب کہ اس میں ناجائز اشیاء نہ ملی ہوئی ہوں تھریڈنگ اور ویکسنگ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ بالوں کو اکھیڑنا جائز نہیں۔

مسئلہ: زیور کے علاوہ دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع ہے کہ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: شادی کی دعوت میں کھڑے ہو کر کھانے کی رسم سخت گناہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سرکارِ اعظم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک آپ ﷺ کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کھڑے ہو کر کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ہیں اور زیادہ ناپسندیدہ اور بُرا ہے۔ (صحیح مسلم مع شرح للنووی)

مسئلہ: خوشی کے موقع پر برتن میں کچھ لکھوا کر نہیں دینا چاہیے کیونکہ یہ اسراف ہے۔

مسئلہ: انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر اپنے بالوں میں گوندھنا حرام ہے حدیث پاک میں اس پر لعنت آئی ہے بلکہ اس پر بھی لعنت آئی ہے جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں انسانی بالوں کی چوٹی گوندھی۔ (درمختار)

اس کے علاوہ شادی بیاہ پر ڈانڈیاں کھیلنا، جوتے چھپا کر دولہا سے رقم مانگنا، لڑکی کی رُخصتی کے وقت چاول پھینکنا، مرد کا مہندی لگانا، ڈھول اور باجے بجانا وغیرہ اس طرح کی رسومات ہندوانہ ہیں ان کی مشابہت سخت گناہ ہے یہی وجہ ہے کہ ان غلط کاموں کے کرنے کی وجہ سے شادی والے گھر میں بیماریاں، پریشانیاں اور لڑائیاں رہتی ہیں لہٰذا سادگی سے شادی کی جائے۔

بیماری کے فوائد

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ اُم السائب کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے۔ عرض کی بخار ہے خدا تعالیٰ اس میں برکت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بُخار کو بُرا نہ کہو کہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ (بحوالہ: مُسلم شریف)

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب قیامت کے دن اہل بلا (جو دنیا میں مصیبت و پریشانیوں میں مبتلا ہوئے) کو ثواب دیا جائیگا تو عافیت والے (جو بلاؤں میں مبتلا نہیں ہوئے) تمنا کریں گے کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔ (بحوالہ، ترمذی شریف)

مریض کی عیادت کو جانا

مریض کی عیادت کو جانا سنّت ہے اور احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

حدیث شریف: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چُننے میں رہا۔ (بخاری و مسلم)

عیادت کے لئے جائے تو کہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ ایک

اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور عادتِ کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے۔(کوئی حرج کی بات نہیں ان شاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے)اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا۔(صحیح بخاری)

موت کی یاد

حدیث:سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

موت کی تمنا

مسئلہ:کسی مصیبت پر موت کی آرزو کرنا جائز نہیں اور اگر ناچار کرنی ہی ہے تو کہے الہٰی جل جلالہٗ مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔

علاماتِ موت کے وقت

مسئلہ:جب علاماتِ موت ظاہر ہوں تو داہنی کروٹ لٹا کر منہ کو قبلہ کی طرف کر دیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اسے تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے اسی پر چھوڑ دیں۔(درمختار)

مسئلہ:جانکنی کی حالت ہو تو جب تک روح گلے کو نہ آئے اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ پڑھیں۔مگر اس سے نہ کہیں کہ تو پڑھ کہ موت کی سختی میں عقل چلی جائے یا ساعت جواب دے جائے بات کو سمجھ نہ پائے اور وہ منع کر دے اس وقت اگر کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے جیسا کہ وجہ اُوپر ذکر ہوئی۔

مسئلہ:جب اس نے ذکر پڑھ لیا تو تلقین کرنا چھوڑ دیں مگر اس کے پڑھنے کے بعد کوئی کلام کرے تو پھر تلقین کریں تا کہ اس کا آخری کلام کلمہ شہادت ہو۔(عالمگیری)

مسئلہ:موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں اس کے پاس آسکتی ہیں مگر جنبی اور جس کا حیض ونفاس منقطع ہو گیا اور اس نے غُسل نہیں کیا تو ان کو نہیں آنا چاہیے۔

مسئلہ:نزع کے وقت اس کے لئے دعائے خیر کریں اور کوئی بُرا کلمہ منہ سے نہ نکالیں اس لئے کہ اس

وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں اور نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسین وسورہ رعد پڑھیں۔

جب رُوح نکل جائے

ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں۔منہ کھلا نہ رہے۔آنکھیں بند کریں۔انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔یہ کام اس کے گھر والوں میں سے جو نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو جیسے باپ یا بیٹا تو وہ کرے۔(جوہرہ)

مسئلہ:اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں تا کہ پیٹ نہ پھولے مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ:میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں تا کہ زمین کی نمی نہ پہنچے۔(عالمگیری)

غُسلِ میّت کا بیان

میت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہے یعنی بعض لوگوں نے غُسل دے دیا تو سب سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا اگر کسی نے بھی نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ:مسلمان میت بچہ ہو یا بڑا دونوں کے لئے غسل ہے۔

مسئلہ:مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصّہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل وکفن دیں گے اور اس کی نماز بھی پڑھیں گے ورنہ اسے نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے غسل کفن بطریق مسنون نہیں۔اور اس کی نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔

مسئلہ:شہید سے مراد وہ بالغ،عاقل،طاہر مسلمان ہے جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا ہو اور اس کے قتل سے دیت واجب نہ ہوئی ہو۔(عامہ کتب)

مسئلہ:نہلانے والا پاک ہو۔جنبی یا حائضہ نے غُسل دیا تو مکروہ ہے مگر غُسل ہو جائے گا اور اگر بے وضو نے غسل دیا تو کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ:مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے۔میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی۔چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔(عالمگیری)

مسئلہ:عورت اپنے شوہر کو غُسل دے سکتی ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ:عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے اور نہ چھو سکتا ہے دیکھنے کی ممانعت نہیں۔(درمختار)

مسئلہ:ایسی جگہ انتقال ہوا جہاں پانی نہیں ملتا تو تیمّم کرائیں۔

مسئلہ:خنثیٰ مشکل کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے اور نہ عورت بلکہ تیمّم کرایا جائے۔تیمّم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹے۔خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔(عالمگیری)

مسئلہ:جہاں غُسل دیں مستحب یہ ہے کہ وہاں پردہ کر لیں کہ سوائے نہلانے والے اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے۔

غُسل کا طریقہ

1)......جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سُلگتی ہوا سے تین یا پانچ یا سات بار اس چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں۔

2)......اس چارپائی وغیرہ پر میّت کو جس طرح قبر میں رکھتے ہیں لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کے حصّے کو کسی کپڑے سے چھپا دیں۔

3)......نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کے وضو جیسا وضو کرائے۔یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں۔میّت کے وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھونا،کلی کرنا،اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے کوئی کپڑا یا روئی کو بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور ناک کے نتھنوں پر پھیر دیں۔سر اور داڑھی کے بالوں کو گل خیرو یا پاک صابن ورنہ خالی پانی سے دھوئیں۔

4)......پھر بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتے میں جوش دیا ہوا پانی بہائیں (پانی زیادہ گرم نہ ہو)۔اگر میسّر نہ ہو سکے تو صرف نیم گرم پانی کافی ہے۔

5)......پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ پیٹ پر نیچے کی طرف ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو، دھو ڈالیں۔وضو اور غُسل کا اعادہ نہ کریں۔

6)......آخر میں کافور کا پانی اور اگر میسّر نہ ہو تو نیم گرم پانی سر سے پاؤں تک سارے بدن پر بہائیں پھر کسی کپڑے سے اس کے بدن کو پونچھیں۔

7)......ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت ہے۔

8)......نہلانے کے بعد اگر ناک، کان منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔(عالمگیری)

9)......میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا اکھیڑنا مکروہ تحریمی ہے۔بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت پر دفن کر دیں اگر ناخن ٹوٹ رہا ہو تو کاٹ لیا یا بال تراش لئے تو انہیں کفن میں رکھ دیں۔(دُرِّ مُختار)

10)......میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں پر رکھیں سینہ پر نہ رکھیں یہ کفار کا طریقہ ہے۔(دُرِّ مُختار)

کفن کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے (فرض کفایہ کی وضاحت پیچھے گزری)

بالغ و نابالغ کے لئے کفن کی مقدار

کفن کے تین درجے ہیں:

(۱) کفنِ ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سُنّت

کفن سُنّت مرد کے لئے

کفن سُنّت تین کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ یعنی چادر: اس کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں باندھ سکیں۔

(۲) ازار یعنی تہبند: سر کے اوپر سے لے کر قدم کے نیچے تک۔

(۳) قمیص یعنی کفنی: گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک۔مرد کی قمیص کے مونڈھے پر چیریں۔ جب کے عورت کی کفنی کو سینہ کی طرف چیریں۔

کفنِ سُنّت عورت کے لئے

(۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند۔

(۴) سینہ بند: پستان سے لے کر ناف تک کا کپڑا۔ بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔(عالمگیری، ردالمحتار)

کفن کفایت: مرد کے لئے کفن کفایت لفافہ اور ازار یعنی دو کپڑے ہیں۔

عورت لے لئے کفن کفایت لفافہ، ازار، اوڑھنی، یا لفافہ، قمیص اور اوڑھنی۔

کفن ضرورت: مرد عورت دونوں کے لئے کفن ضرورت جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: نابالغ جو حد شہوت کو پہنچ گیا ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیئے جاتے ہیں اسے بھی دیئے جائیں گے اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اگر لڑکے کو بھی وہ کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے بہتر یہ کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگر چہ بچہ ایک دن کا ہو۔(ردالمحتار)

کفن کیسا ہونا چاہیے

(۱) کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے حدیث میں ہے مرنے والوں کو اچھا کفن دو کہ وہ

باہم ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔

(۲) سفید کفن بہتر ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

مسئلہ: پرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے مگر پرانا ہو تو دھلا ہوا ہو کہ کفن صاف ستھرا ہونا اچھا ہے۔(جوہرہ)

مسئلہ: آب زم زم سے دھویا ہوا احرام بھی کفن کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے کیا معلوم اس کی برکت سے اللہ تعالی خیر فرما دے۔

کفن کس کے ذمہ ہے

مسئلہ: میت نے اگر مال چھوڑا ہو تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے۔(ردالمحتار)

مسئلہ: میت نے مال نہیں چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ واجب تھا تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے اگر معلوم تھا اور کفن نہ دیا تو سب گناہگار ہوں گے۔(جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: عورت نے اگر چہ مال چھوڑا مگر اس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ

(۱) کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو۔

(۲) کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں اس سے زیادہ نہیں۔

(۳) کفن کو اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر یعنی لفافہ پھر ازار یعنی تہبند پھر کفنی یعنی قمیص ہو۔

(۴) میت کو اس پر لٹائیں اور پہلے کفنی پہنائیں۔

(۵) داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور وہ اعضاء جو سجدے میں زمین پر لگتے ہیں یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔

میت کے سینہ اور پیشانی پر شہادت کی انگلی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی تو فرشتوں نے کہا عذاب سے بچ گیا۔ (درمختار، غنیۃ عن التاتارخانیہ)

یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ لکھی جائے اور سینہ پر کلمہ طیبہ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔

(۶) پھر ازار یعنی تہبند پہلے دائیں سے پھر بائیں جانب سے لپیٹیں۔

(۷) پھر لفافہ یعنی چادر پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹیں تاکہ داہنا حصہ اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں تاکہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

(۸) عورت کو کفن پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفن کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔

(۹) اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں۔ اس کا طول نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے۔

(۱۰) ازار اور لفافہ بیان کردہ طریقے کے مطابق لپیٹیں۔

(۱۱) اس کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (عالمگیری، درمختار)

جنازے کا بیان

مسئلہ: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے جب بھی حرج نہیں۔ مرنے والا اس سے بڑا ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔

مسئلہ: جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں کہ پھول جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے۔

مسئلہ: جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے سید عالم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ: جنازہ لے چلنے میں سر ہانہ آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کیساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (عالمگیری)

ہاں اگر راستے میں اندھیرا ہو اور روشنی کی نیت سے لے جا رہا ہو تو حرج نہیں سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں۔ ایک پایہ کو ایک شخص اٹھائے۔ اگر صرف دو شخصوں نے اٹھایا ایک نے سرہانے سے اور دوسرے نے پائنتی سے تو بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو جیسے جگہ تنگ ہو تو حرج نہیں۔

سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ پوری سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں سرہانے کندھا دے پھر دائیں پائنتی پر پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی پر اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس برس کے گناہ کبیرہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دیتا ہے۔

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ ہے اور اگر آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری صغیری)

مسئلہ: جنازہ جب تک نہ رکھا جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے لوگ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے۔

مسئلہ: جنازہ جب رکھا جائے تو قبلہ کی طرف پاؤں یا سر نہ ہو بلکہ اس کی دائیں طرف قبلہ ہو۔

مسئلہ: جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اسے بغیر جنازہ پڑھے واپس نہیں جانا چاہیئے۔ نماز کے بعد اولیاء میت سے اجازت لے کر واپس جاسکتا دفن کے بعد اولیاء سے اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ بعض لوگ جوتے پہن کر جنازہ پڑھتے ہیں اور بعض لوگ جوتے اتار کر اس پر کھڑے ہو جاتے ہیں اگر جوتے پہنے نماز پڑھی تو جوتے اور اس کے نیچے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے جوتے پر کھڑے ہو کر

پڑی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: جس نے خودکشی کر لی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: اگر ڈاکو ڈاکے میں مارا گیا تو نہ غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ ہاں بادشاہ نے قابو پالیا اور قتل کیا تو نماز اور غسل ہے اسی طرح نہ مارے گئے نہ پکڑے گئے بلکہ ویسے ہی مر گئے جب بھی نماز اور غسل ہے۔

مسئلہ: جو لوگوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے اس کی نماز نہیں۔

نماز جنازہ کے ارکان

نماز جنازہ کے دو رکن ہیں

(۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا (۲) قیام

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی تو نماز نہ ہوگی۔ اگر ولی یا امام بیمار ہے اس نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی نماز ہو جائے گی

نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت موکدہ ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء (۲) سرکار اعظم ﷺ پر درود شریف (۳) میت کے لئے دعا

نماز جنازہ کا طریقہ

(۱) حسب دستور دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے۔

(۲) پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے۔

(۳) پھر تیسری مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور اپنے میت اور تمام مومنین مومنات کیلئے دعا کرے اور بہتر دعا وہ ہے جو حدیث شریف میں ہے۔

مسئلہ: تکبیر وسلام کو امام جہر کے ساتھ کہے باقی دعائیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر

کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

صف

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں بنائیں حدیث میں ہے کہ جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی گئی اس کی مغفرت ہوجائے گی اگر کل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام اور تین پہلی صف میں کھڑے رہیں دو دوسری صف میں کھڑے رہیں اور ایک تیسری صف میں کھڑا رہے (غنیۃ)

مسئلہ: نماز جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔

مسئلہ: اور نمازوں کی طرح نماز جنازہ کی صفیں بھی سیدھی رہیں۔

نماز جنازہ پڑھانے کا حق

مسئلہ: نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی پھر امام جمعہ پھر امام محلّہ پھر ولی کا حق ہے ۔

مسئلہ: ولی سے مراد میت کے عصبہ ہیں اور ان کی ترتیب وہی ہے جو نکاح میں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر مقدم ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ: عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے وہ نہ ہو تو پڑوسی؛ مرد کا کوئی ولی نہ ہو تو پڑوسی دوسروں پر مقدم ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں شخص پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت کی وجہ سے ولی کا حق نہ جائے گا ولی کو اختیار ہے خود نہ پڑھائے اور اس سے پڑھالے۔

نماز جنازہ کے متعلق بعض مسائل

امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچوں تکبیروں میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ: اس وقت نماز میں شامل ہوا کہ بعض تکبیریں فوت ہوچکی تھیں تو فوراً شامل نہ ہو بلکہ اس وقت شامل ہو جب امام تکبیر کہے۔

مسئلہ مسبوق جس کی بعض تکبیریں چھوٹ گئی ہوں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں چھوڑ دے۔ (درمختار)

مسئلہ: لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پہلے تکبیریں کہہ لے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: میت کو بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ اگر کسی بدمذہب نے پڑھائی تو جسے معلوم ہو وہ اس کی قبر پر نماز پڑھ لے تین دن کے اندر اندر یہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ: مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے چاہے جنازہ مسجد میں ہو یا باہر اور مقتدی سارے اندر ہوں یا بعض (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعہ سے پہلے تجہیز وتکفین ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے (ردالمحتار)

مسئلہ: کسی فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت تیار ہو تو فرض وسنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں نماز عید کے وقت جنازہ آئے تو پہلے عید پھر جنازہ پھر خطبہ اور اگر گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے نماز جنازہ پھر گہن کی نماز پڑھیں۔

مسئلہ: غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا منع ہے نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ حضورﷺ نے پڑھائی تو جبریل علیہ السلام نے نجاشی کے جنازے کو حضورﷺ کے سامنے رکھ دیا لہٰذا غائبانہ نماز نہ ہوئی احناف غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

مسئلہ: عبادت کا مغز ہے لہٰذا نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز ہے جو اسے بدعت کہے وہ خود بدعتی ہے۔

قبر کا بیان

مسئلہ میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف دیوار قائم کر کے بند کر دیں (عالمگیری)

مسئلہ: قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی گہرائی کم سے کم نصف قد اور بہتر ہے کہ قد کے برابر ہو متوسط درجہ یہ ہے کہ سینے تک ہو (ردالمحتار)

قبر کی دو قسمیں

لحد یہ کہ قبر کھود کر قبلہ کی طرف میت رکھنے کی جگہ کھودیں لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں۔

صندوق: جو ہندو پاک میں عموماً رائج ہے زمین چونکہ ان علاقوں میں نرم ہے یہاں لحد نہیں بن سکتی اس لئے ان جگہوں پر صندوق میں حرج نہیں۔

مسئلہ: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال کا ضائع کرنا ہے (درمختار)

مسئلہ: قبر کے اس حصّہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے (عالمگیری)

دفن میت

مسئلہ: قبر میں اترنے والے دو تین جتنے بھی افراد مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ ہے کہ قوی ونیک وامین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی

کے اتارنے میں مضائقہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ: میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلیٰ ملۃ رسول اللّٰہ ﷺ (عالمگیری)

مسئلہ: میت کو داھنی کروٹ پر لٹائیں اور اس کے منہ کو قبلہ کی طرف کریں۔

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندشیں کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھلی چھوڑیں تو حرج نہیں۔ (جوہرہ)

مسئلہ: قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے میت کے جسم پر نہ رکھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی طرف محراب نما کھود کر اس میں رکھیں درمختار میں عہد نامہ کفن پر لکھنے کو جائز لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے مغفرت کی امید ہے کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے مسلمان کے لئے۔ (جاء الحق)

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں کے ساتھ بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اس کو مٹی کے ڈھلوں سے بند کر دیں صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار و ردالمختار)

مسئلہ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ (جوہرہ درمختار)

مسئلہ: تختہ لگانے کے بعد متی دالی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالیں۔

مسئلہ: باقی مٹی قبر پر ڈالیں جتنی مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے (جوہرہ)

مسئلہ قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے (عالمگیری)

مسئلہ: علماء و مشائخ اور سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو اندر سے پختہ نہ کیا جائے۔ (درمختار و ردالمختار)

مسئلہ: قبر اگر اندر سے خام ہو اور باہر سے پختہ ہو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشانی کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ ہو کہ بے ادبی ہو۔

دفنانے کے بعد کیا کریں

مسئلہ: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمختار)

مسئلہ: دفن کے بعد قبر پر اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ نحر کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے ان کے رہنے کی وجہ سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اتنی دیر قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف اور استغفار کریں۔

مسئلہ: دفن کے بعد مردے کو تلقین کرنا اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے ایسا کہنا معتزلہ کا مذہب ہے انہوں نے ہماری کتابوں میں اضافہ کر دیا ہے (ردالمختار)

حدیث شریف میں ہے سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلاں وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلاں وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر تجھ پر اللہ رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر دعا پڑھے۔

اذکر ما خر جت علیه من الدنیا شهادة ان لااله الا الله وان محمد ا عبده و رسوله ﷺ وانک رضیت بالله ربا وبا لا سلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا و بالقرآن اماما.

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے اس پر حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو فرمایا حوا کی طرف نسبت کرے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا بعض جلیل القدر تابعین فرماتے ہیں کہ جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا ہے کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے۔

یا فلاں بن فلاں یعنی اس کا اور اس کی والدہ کا نام لے کر کہے

قل لا اله الاالله تین مرتبه قل ربی الله و دینی الاسلام و نبی محمد ﷺ پھر کہے **فی امان الله وفی امان الرسول**

قبر پر اذان کہے

امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں سفیان ثوری علیہ رحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کی جائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر شیطان کو وہاں سے بھگانے کے لئے سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس قبر پر اذان دی جائے اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر (گوز مارتا) ہوا بھاگتا ہے (بحوالہ: بخاری، مسلم)

فتاوی شامی میں بھی ہے کہ مردے کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان کہی جائے

قبر کے آداب

مسئلہ: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب، کرنا حرام ہے جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم یا اس کا گمان ہو (عالمگیری)

مسئلہ: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر پر جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑھے تو وہاں تک جانا منع ہے وہ وہیں سے فاتحہ پڑھے دے قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائیں ایک شخص کو سرکار اعظم ﷺ نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا جوتے اتار دے نہ قبر والے کو تکلیف دے نہ وہ تجھے تکلیف دے۔

مسئلہ: زیارت قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک زیارت کرے جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہیں سب سے افضل دن جمعہ کے روز صبح کا وقت ہے اولیاء کرام کے مزارات کے لئے سفر کر

کے جانا جائز ہے (ردالمختار)

مسئلہ: عورتیں زیارت قبور اور مزارات اولیاء پر نہ جائیں (فتاویٰ رضویہ)

زیارت قبور کا شرعی حکم

پائینتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو کر سرہانے سے نہ آئے کہ میت کیلئے باعث تکلیف ہے اور کہے

اسلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم وانتم سلفنا ونحن بالاثر

مسئلہ: قبرستان میں جائے فاتحہ پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرے

مسئلہ: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر نیک عمل فرض ونفل کا ثواب مردوں کو پہنچا سکتا ہے ان سب کو پہنچے گا اور پڑھنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ (ردالمختار)

مسئلہ: قبر کو بوسہ دینا بعض علماء کے نزدیک جائز ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بوسہ نہ لے۔

تعزیت

تعزیت سنّت ہے۔

حدیث شریف: جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے اسی کے مثل ثواب ملے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

مسئلہ: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے اس لئے کہ اس سے غم تازہ ہوتا ہے مگر جب تعزیت کرنے جائے اور جس سے تعزیت کرنی ہے وہ موجود نہ ہو تو بعد میں تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ: تعزیت ان الفاظ میں کرے ''خدا تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اس کے نزدیک ہر چیز

ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔ (عالمگیری)

سوگ

تین دن سے زیادہ سوگ نہیں مگر عورت شوہر کے وصال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ کسی کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور اگر سیاہ کپڑوں کا پہننا غم کے اظہار کے لئے نہ ہو تو مطلقاً ناجائز ہے۔

مسئلہ: آواز سے رونا منع ہے بلند آواز نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر بکا فرمایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ: جو ایک بار تعزیت کر آیا اُسے دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔

نوحہ

نوحہ یعنی میّت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے اسی طرح واویلا کرنا اور ہائے مصیبت کہنا، گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب کام حرام ہیں۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ جو منہ پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری ومسلم)

مسئلہ: عورتیں اکثر اپنی اولاد یا شوہر کے انتقال پر شور مچاتی ہیں اور بعض اوقات کفریہ کلمات بھی کہہ دیتی ہیں اس سے بھی بچا جائے۔

تیجہ، دسواں اور چالیسواں کرنا

میّت کے لئے ایصال ثواب کی محافل کرنا تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہوسکیں اور وقت کی پابندی کیساتھ آسانی سے آسکیں اس کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ

شریعت محمدی کے ہزار مسائل 275

ہمارے یہاں مسلمانوں میں تیسرے دن، دسویں دن، ہر جمعرات اور چالیس دن تک لوگ جمع ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اور دیگر ذکر واذکار اور فقراء کے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں یہ تمام چیزیں پڑھنے والوں اور میّت دونوں کے باعث نزول رحمت ہے۔

جب رائیونڈ کے اجتماع کے لئے، مدرسہ دیوبند کی صد سالہ جشن کے لئے تاریخ مقرر کر سکتے ہیں، مدرسوں کے استادوں کی تنخواہ مقرر، اسناد کی تقسیم کے لئے دن مقرر، ختم بخاری اور جلسوں کے لئے دن مقرر کر سکتے ہیں تو پھر میّت کے ایصال ثواب کے لئے دن اور وقت مقرر کرنے میں کیا حرج ہے؟

مسئلہ: میّت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اوروں کو اسکا کھانا کھانا منع ہے۔ (کشف الغطاء)

مسئلہ: تعزیت کے وقت اکثر عورتیں جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی ہیں نوحہ کرتی ہیں۔ انہیں کھانا نہ دیا جائے اس لئے کہ یہ گناہ پر مدد ہے۔ (کشف الغطاء)

مسئلہ: میّت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز وبدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت شریعت میں ہے نہ کہ غم کے وقت۔ اگر فقراء کو تیجہ کا کھانا کھلائیں تو بہتر ہے۔ (فتح القدیر)

سوال: میت کی تدفین سے واپسی میں میت کے اہل خانہ شرکاء میت کو کھانا کھلاتے ہیں' کیا یہ کھانا تمام شرکاء میت کے لئے تناول کرنا جائز ہے؟

جواب: تدفین میت کے بعد شرکاء خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا عام لوگ ان کے لئے جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے' وہ عرف عام اور رواج کے مطابق ایصال ثواب کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس کھانے سے مقصود شرکاء تدفین کی ضیافت کرنا ہوتا ہے اور میت کے گھر دعوت کا اہتمام کرنا جائز نہیں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میت کے گھر جمع ہونے اور کھانے کو نوحہ شمار کیا کرتے تھے۔

امام محمد بن یزید بن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھر جمع ہونے اور کھانے کو ماتم میں داخل سمجھتے تھے (سنن ابن ماجہ' ابواب الجنائز)

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جن کو لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ حسب و نسب پر فخر کرنا' دوسرے شخص کو نسب کا طعنہ دینا' ستاروں کو بارش کا سبب جاننا اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کریں تو انہیں قیامت کے دن گندھک اور خارش کی قمیض پہنائی جائے گی۔ (صحیح مسلم' کتاب الجنائز)

امام بن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اہل میت کی جانب سے ضیافت طعام مکروہ ہے کیونکہ دعوت کو شریعت نے خوشی میں رکھا ہے' غمی میں نہیں۔ (فتح القدیر جلد ۲ ص ۱۰۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کشف الغطاء کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔ تعزیت کرنے والوں کے لئے اہل میت کا ضیافت کرنا اور کھانا پکانا بالاتفاق روایت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۶۶۴)

لہٰذا بعد تدفین یا سوئم' چہلم وغیرہ کے مواقع پر ضیافت کی غرض سے کھانا پکانا اور اس کا کھانا جائز نہیں......واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: میت کے سوئم اور چہلم کا کھانا تناول کرنا کیسا؟ اگر سوئم کا کھانا میت کے کسی عزیز کی جانب سے ہو تو اسے ہر کوئی تناول کرسکتا ہے؟

جواب: جو کھانا میت کے ایصال ثواب کی نیت سے پکوایا جائے' فقیر اور غنی دونوں کے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ خواہ وہ کھانا میت کے کسی عزیز نے ایصال ثواب کی غرض سے بنوایا ہو یا میت کے ورثاء اپنے ذاتی مال سے بنوائیں۔ بہر دو صورت فقیر و غنی دونوں کے لئے اسے کھانا جائز ہے۔ البتہ اگر ورثاء میت کے ترکہ سے ایصال کریں تو اس کے لئے تمام ورثاء کا عاقل' بالغ ہونا' وہاں موجود ہونا اور راضی ہونا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
شک نہیں کہ اس (ایصال ثواب) کی نیت سے جو کھانا پکایا جائے' مستحسن ہے اور عند التحقیق

صرف فقراء ہی پر تصدیق میں ثواب نہیں بلکہ اغنیاء پر بھی مورث ثواب ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۶۶۴)

البتہ افضل یہ ہے کہ صرف فقراء پر صدقہ کیا جائے کیوں کہ جب مقصود ایصال ثواب ہے تو وہی کام مناسب ہے جس میں ثواب زیادہ ہو اور فقراء پر صدقہ کرنا اغنیاء کی بہ نسبت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ لیکن اس کے باوجود اغنیاء پر صدقہ کرنا بھی درست ہے کیونکہ مقصود (ایصال ثواب) اس سے بھی حاصل ہو جائے گا۔ البتہ اغنیاء کو ایسے کھانے کا متمنی نہیں ہونا چاہئے۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں' ان کا دل مرجاتا ہے۔ ذکر و طاعت الٰہی کے لئے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شامل (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۶۶۷) واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: میت کے سوئم اور چہلم کے کھانے کو نیاز کی نیت سے کھا' یا کھلا سکتے ہیں کیونکہ بعض بزرگان دین کے چہلم کا کھانا عوام الناس کو بھی کھلایا جاتا ہے؟

جواب: ہمارے نیت کر لینے سے میت کے ایصال ثواب کے لئے بنایا جانے والا کھانا' بزرگان دین کا تبرک نہیں بن جائے گا۔ البتہ جہاں تک اس کھانے کے جائز ہونے کا تعلق ہے تو وہ ویسے بھی غنی و فقیر دونوں کے لئے جائز ہے۔ بشرطیکہ ایصال ثواب کی نیت سے پکایا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وصیت و میراث کا بیان

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس وصیت کے قابل کوئی چیز ہو اور وہ بلا تاخیر اس میں اپنی وصیت تحریر نہ کرے۔ (مشکوٰۃ باب الوصایا)

حدیث شریف: ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کی موت پر وصیت ہو (جو وصیت کرنے کے بعد انتقال کرے) وہ عظیم سنت پر مرا اور

اس کی موت تقویٰ اور شہادت پر ہوئی اور اس حالت میں مرا کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔ (مشکوٰۃ باب الوصایا)

مسئلہ: وصیت کرنا جائز ہے قرآن و حدیث سے اور اجماعِ اُمتّ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے حدیث شریف میں وصیت کی ترغیب دی گئی ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

جب کوئی مسلمان دارِفانی سے کوچ کر جائے (یعنی انتقال ہو جائے) تو شرعاً اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں یہ احکام چار ہیں۔

(1) اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجہیز و تکفین مناسب انداز میں کی جائے۔ (محیط بحوالہ عالمگیری)

(2) جو مال بچا ہو اس سے میّت کے قرضے چکائے جائیں۔ قرض سے مُراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو۔

(3) اس نے وصیّت کی ہے تو اس کے تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔

(4) وصیّت کے بعد باقی مال اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ: ''عاق'' کے معنی نافرمان کے ہیں ''عقوق'' کے معنی ہیں ''نافرمانی'' والدین کی نافرمانی اور انہیں ستانا کبیرہ گناہ ہیں لیکن کسی نافرمان صلبی و نسبی اولاد کو وراثت سے محروم کرنے کا کسی کو حق نہیں لہٰذا عاق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اولاد کو عاق کرنے سے اولاد عاق نہیں ہوتی۔

میراث

وصیت کے بعد جو مال بچا ہو اسکی تقسیم درج ذیل ترتیب کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

اُن وارثوں میں تقسیم ہوگا جو قرآن، حدیث یا اجماعِ اُمت کی رو سے اصحابِ فرائض (مقررہ حصّوں والے ہیں)

ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکہ سے ہے

مسئلہ: جب کوئی مسلمان اس دارِ فانی سے کوچ کر جائے تو شرعاً اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں۔ یہ احکام چار ہیں۔(ا) اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجہیز وتکفین مناسب انداز میں کی جائے (محیط بحوالہ عالمگیری ص 447) اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصّہ چہارم میں موجود ہیں۔(۲) پھر جو مال بچا ہو اس سے میت کے قرضے چکائے جائیں۔قرض کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے کیونکہ قرض کی ادائیگی فرض ہے جب کہ وصیت کرنا ایک نفلی کام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے قرض وصیّت سے پہلے ادا کرایا۔(ابن ماجہ، دارقطنی وبیہقی)

مسئلہ: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو اس کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے۔

مسئلہ: اگر میّت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی یا روزوں کے فدیہ کی وصیت کی، یا کفارہ کی، یا حج بدل کی تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی۔اور اگر بالغ ورثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔

وصیت: ادائیگی کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب وُرثاء بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو جائز ہے۔(خانیہ بحوالہ عالمگیری، ص 447)

میراث: وصّیت کے بعد جو مال بچا ہو اس کی تقسیم درج ذیل تقسیم کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

(ا) ان وارثوں میں تقسیم ہوگا جو قرآن حدیث یا اجماعِ اُمتّ کی رو سے اصحاب فرائض (مقررّہ حصّوں والے ہیں)

﴿میراث سے محروم کرنے والے اسباب﴾

بعض اسباب ایسے ہیں جو وارث کو میراث سے شرعاً محروم کر دیتے ہیں اور وہ چار ہیں۔

۱)......غلام ہونا: یعنی اگر وارث غلام ہے، خواہ کلیتہً غلام ہو، یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ وارث نہ ہوگا۔(شریفیہ ص 10 وعالمگیری ص 452 تبیین الحقائق) ص 231)

۲)......مورث کا قاتل ہونا: اس سے مراد ایسا قتل ہے جس کی وجہ سے قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو۔

۳)......دین کا اختلاف: یعنی مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔ عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی وزید رضی اللہ عنہما کا یہی فیصلہ ہے نیز یہ حدیث بھی ہے لانوارث اھل ملتین شتّٰی یعنی دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔(سنن دارمی، ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان مرتد ہوگیا (معاذ اللہ) تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہوجاتے ہیں پھر اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کرلے تو مالک ہوجائے گا اور اگر کفر ہی پر مرگیا تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کئے جائیں گے۔اور باقی اموال مسلمان ورثاء لے لیں گے اور ارتداد کے زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور اگر کچھ بچ جائے گا تو وہ غرباء پر صدقہ کردیا جائے گا۔(ہدایہ۔ج 2 ص 601، عالمگیری ج 6 ص 455)

مسئلہ: قادیانی بھی مرتد ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: مرتد عورت جب اپنے ارتداد پر مرجائے تو اس کے زمانہ اسلام اور زمانہ ارتداد کے تمام اموال اس کے وارثوں پر تقسیم کردیئے جائیں گے۔(عالمگیری، ج 6 ص 455)

مسئلہ: وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین کے مرتکب ہوں۔ یا شیخین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

﴿ملکوں کا اختلاف﴾

یعنی یہ کہ وارث اور مورث (یعنی مرنے والا شخص کہ جس کی میراث تقسیم ہوگی) دو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں، تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

مسئلہ 1: ملکوں کے اختلاف سے شرعاً مراد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی اپنی الگ افواج ہوں، اور وہ ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے ہوں۔(شریفیہ ص 520 وعالمگیری ج 6 ص 404)

مسئلہ 2: ملکوں کا اختلاف غیر مسلموں کے حق میں ہے جو دارالحرب ہے تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔(عالمگیری ج 6 ص 404)

مسئلہ 3: اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دارالحرب میں چلا گیا اور وہیں مرگیا یا مسلمان کو حربیوں نے قیدی بنا کر رکھ لیا اور دارالحرب میں مرگیا تو اس کے رشتہ دار جو دارالسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے۔(شریفیہ ص 21، عالمگیری ج 6 ص 454)

مسئلہ 4: پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

مسئلہ 5: اگر وارث اور مورث مسلمان کے دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں نبرد آزما ہیں اور دونوں کی الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔(شریفیہ ص 21)

مسئلہ 6: مستأمن اگر ہمارے ملک میں مرجائے اور اس کا مال ہو تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے وارثوں کو بھیجیں، اور اگر ذمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔(عالمگیری ج 6 ص 454)

مسئلہ 7: کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوسی، بت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔(عالمگیری جلد 6 ص 454)

﴿باپ کے حصوں کا بیان﴾

مسئلہ: جب باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) ہو تو باپ کو کل مال میں سے صرف چھٹا حصّہ ملے گا، یعنی 1/6 (عالمگیری ج 6 ص 448)

مثلاً۔1۔مسئلہ 6............ یا 2۔مسئلہ 6............

باپ 1 بیٹا 5 باپ 1 پوتا 5

باپ کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

﴿ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصّوں کا بیان﴾

مسئلہ 1: اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہے تو اسے چھٹا حصہ ملے گا۔ 1/6 (عالمگیری جلد 6 ص 448)

مثال۔6مسئلہ..........

شوہر3 ماں شریک بھائی1 چچا2

﴿شوہر کے حصّوں کا بیان﴾

مسئلہ 1: شوہر کو کل مال کا آدھا 1/2 اس صورت میں ملے گا جب کہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) نہ ہو۔ (عالمگیری ج 6 ص 450۔ درمختار ج ۵ ص 676)

مثال۔2مسئلہ..........

شوہر1 باپ1

مسئلہ 2: اگر شوہر کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) ہو تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ 1/4، (عالمگیری، ج 6 ص 450، درمختار، ج 5 ص 676)

مثال۔1۔4مسئلہ..........

بیٹا3 شوہر1

مثال۔2۔4مسئلہ..........

بیٹی2 چچا1 شوہر1

مثال۔3۔4مسئلہ..........

شوہر1 پوتا3

﴿بیویوں کے حصوں کا بیان﴾

مسئلہ: اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اسکو کل مال کا چوتھائی ملے گا۔

عالمگیری، ج ٦ صفحہ ۴۵۰، درمختار، ج ۵ ص ٦٧۴)

مثال۔4مسئلہ..........

بیوی1 بھائی3

مسئلہ: اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو اس کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ 1/8 (عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧۴)

مثال8مسئلہ..........مثال۔8مسئلہ..........

بیٹا7 بیوی1 پوتا7 بیوی1

﴿حقیقی بیٹوں کے حصوں کا بیان﴾

مسئلہ۔ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو آدھا حصہ ملے گا۔ (عالمگیری جلد ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال6۔مسئلہ..........

باپ3=2+1 بیٹی3

اگر بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان سب کو دو تہائی ملے گا۔ اور ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا (عالمگیری، ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔3مسئلہ..........

بیٹی1 بیٹی1 بھائی1

﴿ماں کے حصوں کا بیان﴾

مسئلہ: اگر میت کی ماں کے ساتھ کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۹ درمختار ج ۵ ص ۵۳۹)

مثال۔6مسئلہ/18..........

ماں1/3 بیٹا10 5/15 بیٹی5

مسئلہ: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں، باپ شریک ہوں یا ماں شریک ہوں، تو ماں کو اس صورت میں بھی چھٹا حصہ 1/6 ملے گا۔ (عالمگیری، ج 6 ص 449، درمختار، ج 5 ص 675)

مثال=6مسئلہ/18..........

ماں1/3 بیٹا10 5/15 بیٹی5

﴿دادی کے حصوں کا بیان﴾

مسئلہ: اگر دادی و نانی کے ساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی و نانی دونوں محروم ہو جائیں گی (عالمگیری، ج 6 ص 450، درمختار، ج 5 ص 675)

مثال۔ا۔12مسئلہ..........

بیوی3 ماں2 دادی م نانی م چچا7

مثال۔۲۔12مسئلہ..........

بیوی3 ماں2 دادی م چچا7

﴿قربانی کا بیان﴾

﴿قربانی کی تعریف﴾

قربانی ایک مالی عبادت ہے جو مسلمان، مقیم، مالکِ نصاب، آزاد اور غنی پر واجب ہے خاص جانور کو خاص دن اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔

﴿قربانی کس پر واجب ہے﴾

مسئلہ: مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن اگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے ثواب پائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: مالک نصاب ہونے سے مراد اتنا مال ہونا کہ جتنا مال ہونے سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے

یعنی حاجت اصلیہ (رہنے کا مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم سواری کا، جانور، ہتھیار پیشہ کے اسباب واوزار اور اہل علم کے لئے ضرورت کی کتابیں یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں) اس کے علاوہ دوسو درہم ساڑھے باون تولے سونا یا چاندی کا مالک ہو۔ (درمختار، عالمگیری)

﴿قربانی کا وقت﴾

دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک قربانی کرسکتے ہیں یعنی تین دن اور دو راتیں لیکن دسویں سب سے افضل ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں۔

مسئلہ: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط ہے کہ نماز عید کے بعد ہو اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں اس لئے صبح صادق سے ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی ہی کرنا لازم ہے اتنی قیمت یا اتنی قیمت کا جانور صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کے دن گزر جانے کے بعد قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی لہذا اگر کوئی جانور قربانی کے لئے خرید رکھا ہے تو اس کو صدقہ کرے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے۔ (ردالمحتار و عالمگیری)

﴿قربانی کا طریقہ﴾

سب سے پہلے جس جگہ قربانی ہو اس جگہ کو صاف کرلیں کنکریاں یا پتھر ہو تو صاف کرلیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ چھری وغیرہ جانور کے سامنے نہ لے جائیں کیونکہ جانور اپنی قربانی کا آلہ جانتا ہے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ پانی دے دیں اور چھری تیز کرلیں۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کی طرف اس کا منہ ہو اور ذبح کرنے والا اپنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر جلد ذبح کردے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ

اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ: دعا ختم کرتے ہی چھری چلادیں قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ

ذبح کے وقت چاروں رگیں کٹیں یا کم سے کم تین اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری مہری تک پہنچ جائے یہ بے وجہ کی تکلیف ہے ٹھنڈا ہونے پر پاؤں کاٹیں کھال اتاریں اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کیا تو من کی جگہ من فلاں کہے (یعنی اس کا نام لے) اور اگر مشترک جانور ہو جیسے گائے اُونٹ بھینس ہو تو ''من فلاں'' کی جگہ سب شریکوں کے نام لے۔

مسئلہ: اگر دوسرے سے ذبح کرائے تو بہتر ہے خود بھی حاضر رہے۔

﴿گوشت اور کھال کا بیان﴾

مسئلہ: اگر جانور مشترک ہے تو گوشت تول کر تقسیم کیا جائے اندازے سے نہ بانٹیں اگر کسی کو زیادہ پہنچ گیا تو دوسرے کے معاف کرنے سے بھی جائز نہ ہوگا حق شرع ہے (ردالمحتار، وبہار شریعت)

مسئلہ: اگر میت کی طرف سے ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: قربانی کا گوشت بدمذہب، کافر کو نہ دیں

مسئلہ: کھال، جھول، رسی، ہار سب صدقہ کردیں کھال کو خود اپنے کام میں بھی لاسکتے ہیں مثلاً ڈول جاء نماز اور بچھونا وغیرہ بناسکتے ہیں لیکن بیچ کر قیمت اپنے کام میں لانا جائز نہیں اگر بیچ دیا تو اس قیمت کو صدقہ کردینا واجب ہے (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ: قربانی کا گوشت یا چمڑا یا کھال کی قیمت مدرسے میں دے سکتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کا گوشت یا چمڑا قصاب یا ذبح کرنے والے کو مزدوری میں نہیں دے سکتے اگر ہدیۃً دے دیا تو اسے اجرت میں شمار نہ کرے، (ہدایہ وغیرہ)

﴿کن جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے﴾

مسئلہ: قربانی کا جانور اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، نر و مادہ، خصی یا غیر خصی سب کی قربانی ہوسکتی ہے (عالمگیری)

مسئلہ: وحشی جانور جیسے ہرن، نیل گائے، بارہ سنگھا، وغیرہ کی قربانی نہیں ہوسکتی (عالمگیری)

مسئلہ: اونٹ پانچ سال، گائے، بھینس دو سال بھیڑ بکری ایک سال کی یا زیادہ کی اس سے کم کی ناجائز ہے ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (درمختار)

﴿قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہئے﴾

مسئلہ: قربانی کا جانور موٹا تازہ اور اچھا ہونا چاہئے عیب نہیں ہونا چاہئے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہے تو ہوگی ہی نہیں (درمختار ردالمحتار عالمگیری)

مسئلہ: منڈا جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں جائز ہے البتہ اگر سینگ تھے اور ٹوٹ گئے اور مینگ (گودا) تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ: اندھا، لنگڑا، کانا، بے حد دبلا، کان کٹا، بے دانت کا، تھن کٹا، تھن سوکھا (چار میں سے ایک کا سوکھا ہونا مانع نہیں) ناک کٹا، پیدائشی بے کان کا بیمار، خنثیٰ (جس کے دونوں نشانیاں ہوں) جلالہ (جو صرف غلیظ کھاتا ہو) ان سب کی قربانی جائز نہیں۔ (درمختار)

﴿خصی جانور کی قربانی﴾

بلاشبہ قربانی کے جانور کا عیب سے پاک ہونا شرعاً ضروری ہے اور عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں ہے مثلاً جس کے تھن کٹے ہوئے ہوں سینگ جڑ سے ٹوٹے ہوئے ہوں کان تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو لنگڑا ہو کانا ہو وغیرہ عیب سے مراد وہ عیب جو تاجروں کے نزدیک عیب شمار ہوتا ہو اور قیمت میں کمی کا باعث ہو تاجروں کے نزدیک خصی ہونا عیب نہیں ہے بلکہ خصی جانور کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور سنت

بھی خصی جانور کی قربانی ثابت ہے سنن ابن داؤد میں حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن سرکار اعظم ﷺ نے دو خوبصورت سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح فرمائے۔ الخ

البتہ جو شخص افزائش نسل کے لئے حلال نر جانور خریدنا چاہتا ہے تو اس کے نزدیک اس کا خصی ہونا ضرور عیب ہوگا

مسئلہ: بیماری اگر خفیف ہو اور لنگڑا اپن ہلکا ہے کہ چل پھر لیتا ہے قربان گاہ تک جا سکتا ہے یا کان، ناک، دم تہائی سے زیادہ نہیں کٹے ہوں تو جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی کی اور پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دیں اور کام لا سکتے ہیں اور مرا ہوا ہو تو پھینک دیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے جانور نے بچہ دے دیا تو اسے بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ایام قربانی میں ذبح نہ کیا تو زندہ صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایصال ثواب کے لئے قربانی کرنا جائز ہے ہو سکے تو سرکار اعظم ﷺ کی طرف سے قربانی کی جائے کیونکہ سرکار اعظم ﷺ بھی اپنی امت کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے

مسئلہ: نذر و نیاز بھی ایصال ثواب ہے اس میں بھی بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے قربانی کی جاتی ہے سرکار اعظم ﷺ اپنی امت کا نام لے کر ان کے لئے قربانی کرتے تھے۔

عقیقہ کا بیان

عقیقہ کی تعریف

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں

عقیقہ کب کیا جاتا ہے

مسئلہ: عقیقہ مستحب ہے اس کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب میسر ہو کریں سنت ادا ہو جائیگی۔

مسئلہ: لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اس کے برعکس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر دو نہ ہو سکے تو لڑکے میں صرف ایک بکری میں بھی حرج نہیں۔

عقیقہ کا گوشت کا کیا کیا جائے

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت فقیروں اور عزیزوں اور دوستوں کو کچا تقسیم کیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا بطور ضیافت دعوت کھلایا جائے سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت ماں' باپ' دادی' دادا' نانا' نانی' سب کھا سکتے ہیں۔

مسئلہ: عقیقہ کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے کام میں لائے یا غریبوں کو دیدے یا کسی مدرسے میں دیدے۔

مسئلہ: عقیقہ کی دعا یاد نہ ہو تو فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دے عقیقہ ہو جائے گا۔

قرض کا بیان

حدیث شریف: بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی لوگوں کا مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرا دے گا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دے گا یا قیامت میں دائن کو راضی کر دے گا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادے سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر تلف کر دے گا (یعنی ادا نہ کرنے کی توفیق دے گا نہ دائن راضی ہوگا) اور یہ فرمایا کہ قرض کے علاوہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (رواہ مسلم)

حدیث شریف: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہوں ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں (رواہ ابن ماجہ)

مسئلہ: جو چیز قرض دی جائے یا لی جائے اس کا مثلی ہونا ضروری ہے یعنی ناپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی

کی ہو مگر گنتی کی چیزوں میں شرط یہ ہے کہ اس کے افراد میں زیادہ تفاوت نہ ہو جیسے انڈے، اخروٹ بادام اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم، امرود، ان کو قرض نہیں دے سکتے یوں ہی ہر قیمتی چیز جیسے جانور، مکان، زمین، ان کو قرض دینا صحیح نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

کون سی چیزیں قرض دی جا سکتی ہیں؟

مسئلہ: قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اس کی مثل ادا کی جائے گی لہٰذا جس کی مثل نہیں اس کا قرض دینا صحیح نہیں جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اس کو کسی نے قرض لیا تو اس پر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائے گا مگر اس سے نفع اٹھانا حلال نہیں لیکن اگر اس کو بیع کرے گا تو بیع صحیح ہو جائیگی اس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں بیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے مگر بیع کرے گا تو بیع صحیح ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے لیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: ایندھن کی لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اپلے، تختے اور ترکاریاں اور تازہ پھول ان سب کا قرض لینا دینا درست نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: پیسے قرض لئے تھے اس کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے اسی تعداد میں دے دینے سے قرض ادا نہ ہوگا اس کی قیمت کا اعتبار ہے جیسے آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنی یا دوسرا سکّہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔ (دُرِمختار)

ادائے قرض میں مہنگے سستے کا اعتبار نہیں

مسئلہ: ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے دام ہونے کا اعتبار نہیں جیسے دس سیر گیہوں قرض لئے تھے ان کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے ہوں گے۔ (درمختار)

مسئلہ: ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو

قیمت تھی وہ دے دی جائے قرضدار اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ میں یہاں نہیں دوں گا وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلّہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں غلہ گراں ہے قرض خواہ اس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے تو قرض دار سے کہا جائے گا کہ اس بات پر ضامن دے دو کہ اپنے شہر میں جا کر غلّہ ادا کر دوں گا۔ (درمختار)

قرض میں شرط کا کوئی اثر نہیں

مسئلہ: قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں۔ شرطیں بیکار ہیں جیسی یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی جگہ کا نام لے کر) واپس کرنا۔ (دُرِّمختار)

مسئلہ: قرض دیا اور ٹھہرالیا کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لے گا جیسا کہ آج کل سودخوروں کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سینکڑا ماہوار سود ٹھہرالیتے ہیں یہ حرام ہے یوں ہی کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے جیسے یہ شرط کہ مقروض (قرض دار جو ادھار لے) مقروض سے کوئی اسے زیادہ داموں میں خریدے گا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جس پر قرض ہے اس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں کوئی حرج نہیں جب کہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت یا دوستی ہے یا اس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہیے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے اس دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے یا پتہ نہ چلے تو بچنا چاہیے اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہ کرتا تھا اور اب کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے بچے۔ (عالمگیری)

قرض میں کیا چیز چھین سکتا ہے

مسئلہ: قرض دار قرض ادا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اس کی کوئی اسی جنس کی جو قرض میں دی ہے مل جائے تو بغیر دیئے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہو جائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اس کی اجازت نہیں لے سکتا جیسے روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی اور سونے کی چیز نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

سود کا بیان

حدیث شریف: صحیح مُسلم شریف میں ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں، سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا سود سے (بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہوگا مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہوگا۔

(رواہ احمد وابن ماجہ وبیہقی)

سود کی تعریف

ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حُرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا ارتکاب کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو تو یہ سود ہے۔

سود کی قسمیں

مسئلہ: زید سے خالد پندرہ ہزار روپے تجارت کے لئے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار تمہیں نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے۔ (احکام شریعت)

مسئلہ: اگر نفع لینا چاہے تو مضاربت کرے کہ اتنے روپے تمہیں دیئے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو اس کا آدھا فیصد یا چوتھا فیصد حصّہ جو قرار پایا مجھے دیا کرو جو اسے نفع ہوگا اتنا حصّہ جو مقرر ہوا اُسے دینا ہوگا یہ سود نہیں ہے۔ (احکام شریعت)

مسئلہ: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم

ﷺ نے فرمایا کہ ہر قرض جو فائدہ کمائے وہ سود ہے۔ (درمنثور جلد 5 صفحہ 350)

اس سے معلوم ہوا کہ رقم رکھوا کر اس سے نفع حاصل کرنا جیسا کہ عموماً بینک سے ہوتا ہے یہ سود ہے کیونکہ بینک جو رقم دیتا ہے وہ اپنے فیصد کے مطابق نفع کماتا ہے اور اس کا نظام پورا سودی نظام ہے لہٰذا بینک میں رقم رکھوا کر نفع حاصل کرنا سود ہے۔

مسئلہ: بینک سے سود حاصل کر کے غریبوں کو کھلانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی بینک وغیرہ میں ایسی ملازمت جائز ہے جس میں سود لکھنا پڑے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ انسان سود کا جو ایک درہم (مثلاً ایک روپیہ) وصول کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام میں تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے تو نارِ جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔ (یعنی وہ جہنم میں جائے گا) (اَلمعجم الاوسط للطبرانی جلد سوم صفحہ 211)

کھانا کھانے کا بیان

کھانا کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنے کا نقصان

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (مُسلم شریف)

کھانا کیسے نہ کھایا جائے

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص اُلٹے ہاتھ سے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے الٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ (مسلم)

فرمایا تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے اور فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنّت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ (گنواروں) کا طریقہ ہے۔ (ابن النجار)

مسئلہ: اگر کوئی ایسی غذا ہے کہ تین انگلیوں سے نہیں کھائی جاسکتی مثلاً چاول وغیرہ تو پانچوں انگلیوں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے کھانے پینے میں پھونک سے ممانعت فرمائی۔ (طبرانی)

مسئلہ: اس حدیث سے مُراد کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک نہ ماری جائے اور نہ ہی چائے، کافی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک ماری جائے ہاں البتہ کوئی آیت مقدسہ پڑھ کر پھونک مارنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ: کھانے کو ٹھنڈا کرکے کھانا چاہیے گرم طعام نقصان دہ ہے۔

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مُروی ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے انگلیوں اور برتنوں کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّے میں برکت ہے۔ (مُسلم)

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ زمین وآسمان کی برکات سے ہے جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ (طبرانی)

مسئلہ: کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

کھانا کھانے کے آداب ومسائل

مسئلہ: کھانے کے آداب وسنن یہ ہیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوکر رومال یا تولیے سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر ختم باقی نہ رہے۔

مسئلہ: کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پوری پڑھے اگر بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گیا تو جب بھی یاد آئے یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

مسئلہ: کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھادیں اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں کھڑے

رکھے یہ سنّت ہے کھانا کھاتے وقت جان بوجھ کر چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے لہٰذا اچھی اور نیک گفتگو کرے بیہودہ اور ایسی باتیں نہ کرے جس سے لوگوں کو گھن آئے۔ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور نمک پر اختتام کیا جائے کہ یہ ستر بیماریوں کو دور کرتا ہے۔

مسئلہ: روٹی آجائے تو سالن کا انتظار نہ کیا جائے۔

مسئلہ: روٹی کے اوپر سالن کی پیالی نہ رکھی جائے اسی طرح چاول کے اوپر سالن کی پیالی نہ رکھی جائے کہ یہ بے ادبی ہے۔

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے وقت جوتے اُتارلو کہ یہ سنّت جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے۔

مسئلہ: گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اسے دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے یہ اس وقت ہے جب گوشت اچھی طرح پک گیا ہو بعض ران وغیرہ جو بھنی ہوئی ہے تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں۔

مسئلہ: جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اُتارتا ہے۔ (مسلم)

مسئلہ: کھانا بیٹھ کر کھائے چلتے پھرتے، کھڑے کھڑے نہ کھائے جیسا کہ آج کل رواج ہے اس کام سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ: کھانے میں عیب بتانا چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ بُرا ہے سرکارِ اعظم ﷺ نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا کھالیا ورنہ نہ کھایا۔

مسئلہ: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے ہاں البتہ ڈبل روٹی، شیر مال وغیرہ چھری سے کاٹنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ: روٹی ایک ہاتھ سے نہ توڑی جائے کہ یہ بے ادبی ہے۔

مسئلہ: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ

ہے۔ کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے زیادہ کا مطلب یہ کہ اتنا کھالینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہوجائے گی۔ (دُرِّ مختار)

مسئلہ: جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہوکر کھائے گا تو غلبۂ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی کردے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اسی طرح بعض کھانوں سے غلبۂ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کردیں۔

مسئلہ: تھال میں اپنی جانب سے کھائے اِدھر اُدھر ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں کئی اقسام کی چیزیں لاکر رکھی گئیں تو اِدھر اُدھر سے کھانے میں حرج نہیں۔

دسترخوان سے کب اُٹھے

فرمایا کہ اس وقت تک دسترخوان سے نہ اُٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھالیا جائے اور کھانے سے ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کئے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ جو دوسرا شخص کھانا کھارہا ہے شرمندہ ہوگا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔ اسی حدیث کو سامنے رکھ کر علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوار ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

مضطر (یعنی مجبور) کے بعض احکام

مسئلہ: اضطرار کی حالت میں یعنی جب کہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھاکر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مواخذہ نہیں بلکہ نہ کھاکر مرجانے میں مواخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو پی کر خود کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائیگی تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔ (درمختار وردالمختار)

﴿شراب دوا کے طور پر بھی جائز نہیں﴾

مسئلہ: کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں مُردار اور شراب کو کھانے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مُردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا سکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا۔ (ردالمختار)

﴿ولیمہ اور ضیافت کا بیان﴾

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے جیسا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔ دوسری روایت انہی سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا تو لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے اور فُقراء چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کر دیا) اس نے اللہ تعالیٰ ورسول کی نافرمانی کی۔ ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا بُرا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اُسے منع کرتا اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری)

﴿ولیمہ کی تعریف اور مسائل﴾

مسئلہ: دعوتِ ولیمہ سنّت ہے ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و

اقارب اور محلّہ کے لوگوں کو حسبِ استطاعت دعوت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے۔

مسئلہ: دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دعوت میں اس وقت جائے جب بلوایا جائے بغیر دعوت کے نہ جائے۔

﴿مہمان نوازی کے مسائل﴾

مسئلہ: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا کسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔ بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لئے دُعا کرے۔

﴿مہمان کی خاطر داری﴾

اور فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ ایک دن رات اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن کے بعد ما حضر پیش کرے اور تین دن کے بعد صدقہ ہے) مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے گھر اتنا ٹھہرا رہے کہ اُسے حرج میں ڈال دے۔ (بخاری ومُسلم)

﴿پانی پینے کا طریقہ ومسائل﴾

مسئلہ: پانی بسم اللہ شریف پڑھ کر سیدھے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسرے سانس میں جتنا چاہے پی لے اس طرح پینے سے پیاس بُجھ جائے گی، دیکھ کر اُجالے میں پیئے، پانی چوس کر پیئے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے جب پی چکے تو الحمد للہ کہے۔

مسئلہ: مشک کے دہانے میں منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے کیا معلوم کوئی چیز اس کے حلق میں چلی

جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مومن کا جھوٹا پانی نہ پھینکا جائے کیونکہ مومن کے جھوٹے پانی میں شفا ہے۔

مسئلہ: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ سبیل پینے کے لئے لگائی گئی ہے نہ کہ گھر پانی لے جانے کے لئے ہاں اگر سبیل کا مالک اجازت دے تو پھر لے جا سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: وضو کا بچا ہوا پانی پھینکنا اسراف ہے اس پانی کو اور آبِ زم زم کے پانی کو کھڑے کھڑے پینا چاہیے۔

مسئلہ: کوئی اگر پانی، نمک اور آگ مانگے تو اس کو منع نہیں کرنا چاہیے۔

﴿لباس کا بیان﴾

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ سب میں اچھے کپڑے جنہیں پہن کر تم اللہ کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سفید ہیں یعنی سفید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

مسئلہ: تکبّر کی نیت سے اچھا لباس پہننا منع ہے۔

مسئلہ: مرد کو عورت کا اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا ناجائز ہے۔

﴿لباس سے متعلق مسائل﴾

مسئلہ: اتنا لباس جس سے سترِ عورت چُھپ جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے۔

مسئلہ: عورتیں باریک لباس اور باریک دوپٹہ نہ اُوڑھیں بلکہ لباس اور چادر اس قدر موٹی ہو کہ جسم نہ جھلکے۔

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے

پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔(ردالمحتار)

مسئلہ: ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرم ریشم کے کپڑے حرام ہیں ہاں اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا ریشم بانا ہو اس وقت جائز ہے جب کہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔(ہدایہ و درمختار)

مسئلہ: بعض قسم کے مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے اس کی ٹوپی، صدری وغیرہ نہ پہنی جائے۔

مسئلہ: عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس سوت کی بلکل آمیزش نہ ہو۔(عامہ کتب)

مرد کتنا ریشم استعمال کرسکتا ہے

مسئلہ: آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل تک ہی ہو۔ صدری یا جُبّہ کا سائز ریشم کا ہو تو چار انگل تک کا جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے، پاجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے اچکن یا جُبّہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں۔(ردالمحتار)

مسئلہ: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

سونے چاندی کا بٹن مرد کو کس طرح کا جائز ہے

مسئلہ: سونے چاندی کے بٹن کُرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔(درمختار)۔ یعنی جب کہ بٹن بغیر زنجیر کے ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

مسئلہ: جس کے یہاں میّت ہوئی اُسے اظہار غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: ایامِ محرم میں یعنی یکم محرم سے بارہویں محرم تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں کالا کپڑا کہ یہ شیعوں کا طریقہ ہے اور سبز کپڑا مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سُرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ اظہارِ مسّرت کے لئے سُرخ کپڑے پہنے ہیں۔(بہار شریعت)

عمامہ کا بیان

حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔(ترمذی)

فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔(ترمذی)

مسئلہ: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔(عالمگیری)

مسئلہ: عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے جس نے اس کا اُلٹ کیا وہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوگا۔

مسئلہ: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اُسے اُتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اِسی طرح اُدھیڑا جائے۔

مسئلہ: ٹوپی پہننا خود سرکارِ اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: مگر سرکارِ اعظم ﷺ عمامہ باندھتے تھے عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی تھی۔

مسئلہ: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ تھا۔ بس اسی سنّت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔

کونسا تعویذ پہننا جائز ہے

مسئلہ: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یعنی آیات قرآنیہ یا آسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض احادیث میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مُراد وہ تعویذات ہیں جو کفریہ منتر پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیثِ و ادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا جائز ہے۔ جنب و حائض و نفساء بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں جب کہ غلاف میں ہوں۔(درمختار و ردالمحتار)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

مسئلہ: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا برتلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ چاندی مواضع استعمال میں نہ ہو۔(درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی حرام ہے مثلاً سونا، لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔

مسئلہ: انگوٹھی اُنہی کے لئے مسنون ہے جن کو مہر لگانے کی حاجت ہو مثلاً جیسے سلطان و قاضی اور علماء و مفتی جو فتوے پر مہر لگاتے ہیں ان کے سوا دوسروں کے لئے جن کو مہر لگانے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لئے ناجائز ہے۔(ردالمحتار) اسی طرح مردوں کے لئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلّے پہننا بھی ناجائز ہے یہ انگوٹھی نہیں، عورتیں چھلّے پہن سکتی ہیں۔

مسئلہ: چھوٹے لڑکوں کو منّت کے چھلّے ہاتھ پاؤں میں پہنانا ناجائز ہے جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا۔

پردہ کے مسائل

القرآن: ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ (سنگھار) نہ دکھائیں جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں میں ڈالے رہیں۔ (سورہ نور)

کن کن سے پردہ فرض ہے

چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، خالو، شوہر کا بھتیجا، دیور، جیٹھ، نندوئی، بہنوئی، پھوپھا، شوہر کا بھانجا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو۔ ایک لڑکی کا ان تمام اشخاص سے پردہ کرنا فرض ہے منہ بولی بہن کا بھی اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ بہن صرف وہی ہے جو آپ کی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ یا آپ کے والد کی اولاد ہو یا اُس کی دودھ شریک بہن ہو۔

مسئلہ: اندھے شخص سے بھی پردہ کیا جائے کیونکہ وہ اندھا ہے مگر لڑکی تو اندھی نہیں ہے۔

مرد کا جسم مرد کتنا دیکھ سکتا ہے

مسئلہ: مرد دوسرے مرد کا ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصّہ نہیں دیکھ سکتا اس کا چُھپانا ضروری ہے۔

مسئلہ: اَمرد لڑکے کو بنظرِ شہوت دیکھنا حرام ہے بغیر شہوت کے دیکھ سکتے ہیں۔

عورت کا جسم عورت کتنا دیکھ سکتی ہے

مسئلہ: عورت کا عورت کو دیکھنا اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضاء کی طرف دیکھ سکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ: عورت پرائے مرد کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو۔ اس کو شہوت ہوسکتی ہے اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت پیدا نہیں ہوگی۔ (عالمگیری) بعض

جوان عورتیں اپنے پیروں کے پاؤں دباتی ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد تک شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عورت کی آواز بھی عورت ہے لہٰذا یہ خیال رکھا جائے اس کی آواز غیر مرد نہ سُنے۔

مسئلہ: اپنے پیر سے بھی پردہ فرض ہے پیروں کا اپنی مُریدنی کے سر پر یا کمر پر ہاتھ رکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: عورتوں کا اس طرح مائک میں زور زور سے میلاد پڑھنا ناجائز ہے کہ غیر مرد اس کی آواز سُنے یہ محل فتنہ ہے عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 122)

گھر کی چادر دیواری میں اس طرح میلاد پڑھے کہ آواز چاردیواری کے اندر ہی رہے ایسی مجالس و میلاد جائز ہیں اور باعثِ ثواب بھی ہیں۔

اجنبی عورت کی طرف نظر ڈالنے کے احکام

مسئلہ: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ یا ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اُسے نہ دیکھا ہو تو کیوں کر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے بعض علماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: اجنبیہ عورت کے چہرے کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنے کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے لہٰذا اس زمانے میں اس کو دیکھنے کی ممانعت ہے مگر گواہ قاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے جس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا اسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ نہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ

حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ: عورت کے داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت پیدا نہ ہو۔ (ردالمحتار)

سلام کے مسائل

حدیث شریف: فرمایا سرکارِ اعظم ﷺ نے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔ (ابوداؤد)

کون ہے کے جواب میں ''میں'' نہ کہے

مسئلہ: کسی کے دروازہ پر جاکر آواز دی اس نے کہا کون ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ ''میں'' جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو سرکارِ اعظم ﷺ نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام بتائے کیونکہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے آپ کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔؟

مسئلہ: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہوں اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ۔ خوشی خوشی وہاں سے واپس لوٹ جاؤ ہوسکتا ہے اس وقت اس کو تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

مسئلہ: اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین۔ فرشتے اس سوال کا جواب دیں گے۔ (ردالمحتار) یا اس طرح کہے السلام علیک ایھا النبی ﷺ کیونکہ سرکارِ اعظم ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔

مسئلہ: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلاعذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (دُرِّمختار)

مسئلہ: سائل (سوال کرنے والے) نے دروازہ پر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں

قاضی جب اجلاس کررہا ہو اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے سے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔(عالمگیری)

﴿غیر مسلم کو سلام کرنا کیسا﴾

مسئلہ: کفار(یا کسی بدمذہب) کو سلام نہ کرے اور وہ اگر سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے اگر جواب میں صرف السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: تلاوت قرآن، ذکر و درود پڑھنے والوں کو، درس و تدریس کرنے والوں، علمی گفتگو کرنے والوں کو، کھانا کھا رہے ہوں، وعظ و تقریر ہو رہی ہو ان تمام صورتوں میں سلام نہ کیا جائے اس کے علاوہ جو لوگ کوئی شطرنج اور دیگر اسی طرح کھیل کھیل رہے ہوں تو ان کو بھی سلام نہ کیا جائے۔

﴿دوسرے کا سلام کب پہنچانا واجب ہے﴾

مسئلہ: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا یعنی یہ کہے وعلیک وعلیہ السلام۔(عالمگیری)

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کرلیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حق دار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔(ردالمحتار)

مسئلہ: خط میں سلام لکھا جاتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح کے ہوتے

ہیں ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔(درمختار وردالمحتار)

مسئلہ: صرف سلام کہنا، آداب کہنا، یا صرف انگلی کے اشارے سے سلام کرنا یہ سلام نہیں سلام کے الفاظ ،السلام علیکم ہی ہیں۔

مسئلہ: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سلام وعلیکم جیسا کہ اکثر جاہل اس طرح کہتے ہیں یا سلام علیکم میم کی پیش کے ساتھ کہا ان دونوں صورتوں میں جواب دینا واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں ہے۔(درمختار وردالمحتار)

مسئلہ: اکثر جگہ سلام کیا جائے تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ جیتے رہو بیٹا یہ کفار کا طریقہ ہے اس سے بچا جائے بلکہ وعلیکم السلام کہا جائے۔

﴿نبی اور فرشتہ کے لئے خاص﴾

مسئلہ: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یا لکھنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام، جبرائیل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔(بہارشریعت وغیرہ)

﴿مصافحہ و معانقہ کرنے سے متعلق مسائل﴾

﴿مصافحہ کا طریقہ﴾

مسئلہ: مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے درمیان کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔(ردالمحتار)

﴿معانقہ کرنا جائز ہے﴾

مسئلہ: معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا بھی جائز ہے کہ خوف فتنہ اور اندیشہ شہوت نہ ہو جس سے گلے ملے وہ صرف تہبند یا صرف پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہوں بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔(زیلعی)

مسئلہ: بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے۔

﴿بزرگوں کی دست و قدم بوسی کرنا کیسا ہے﴾

مسئلہ: بوسہ لینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لئے ہو تو ہو سکتا ہے پیشانی پر بوسہ بھی انہی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔(زیلعی)

مسئلہ: عالم دین اور عادل بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ ان کے قدم چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی نے عالم دین سے خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں اس میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم دین اپنا ہاتھ پاؤں بوسے کے لئے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔(درمختار)

حدیث: ابوداؤد نے زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد

حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پہنچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی سرکار اعظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سرکار اعظم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک چومتے۔(بحوالہ:ابوداؤدشریف)

مسئلہ: ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے(عالمگیری)یعنی اتنا جھکا کہ حد رکوع تک ہو جائے منع ہے۔

مسئلہ: عالم دین، والدین، استاد اور نیک شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے۔

چھینک اور جماہی کا بیان

جماہی کے وقت کیا کریں

مسئلہ: جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ کیونکہ شیطان اس کے منہ میں گھس جاتا ہے۔

(جب جماہی آئے تو الٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لے)

مسئلہ: جماہی کی آواز (ہا) کو بلند نہ کیا جائے کیونکہ شیطان ہنستا ہے۔

مسئلہ: چھینک اور ڈکار میں آواز بلند نہ کی جائے کیونکہ شیطان کو یہ پسند ہے۔

مسئلہ: چھینک کا جواب دینا واجب ہے جب کہ چھینکنے والا الحمدللہ کہے اور یہ جواب فوراً دینا اور اتنے زور سے دینا کہ وہ سن لے واجب ہے۔(درمختار اور ردالمحتار)

مسئلہ: چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے اور دوبارہ چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ رب العلمین کہا تو سننے والے کو دوبارہ جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے

مسئلہ: چھینک کے وقت سر جھکائے اور منہ چھپالے اور آواز بلند نہ کرے کیونکہ زور سے چھینکنا حماقت ہے۔(درمختار)

مسئلہ: جس کو چھینک آئے وہ الحمدللہ کہے اس کے جواب میں سننے والا یرحمک اللہ کہے پھر چھینکنے والا یغفر اللہ لنا ولکم کہے۔(ہندیہ و بہار شریعت)

مسئلہ: چھینکنے والے کو چاہئے کہ زور سے الحمدللہ کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے۔

مسئلہ: خطبہ کے وقت اگر کسی کو چھینک آئے تو سننے والا جواب نہ دے۔(خانیہ و بہار شریعت)

مسئلہ: کافر یا کسی بدمذہب کو چھینک آئے اور وہ اگر الحمدللہ کہے تو سننے والا یہدیکم اللہ کہے۔(ردالمحتار)

حجامت اور ختنہ کا بیان

حدیث شریف: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت سے ہیں ختنہ کرنا موئے زیر ناف مونڈنا مونچھیں کم کرنا ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔(بخاری ومسلم)

مسئلہ: دانت سے ناخن نہ کاٹنے چاہیئے کہ مکروہ ہے اور اس میں برص پیدا ہونے کا ڈر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: بدھ کے دن ناخن نہ کاٹے جائیں کہ برص ہونے کا اندیشہ ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو بدھ کو ناخن کاٹنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے اس سے زیادہ گزار دینا منع ہے۔

کہاں کہاں کے بال کاٹے اور اکھیڑے جائیں

مسئلہ: ناف کے نیچے کے بال دور کرنا سنت ہے ہر ہفتہ میں نہانا بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور ناف کے نیچے کے بال دور کرنا مستحب ہے اور بہترین دن جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زیادہ گزار دینا مکروہ ہے ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا چاہیئے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہڑتال چونا یا اس زمانے میں بال اڑانے کا صابن یا کریم چلی ہے اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے(درمختار و عالمگیری)

مسئلہ: ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے(عالمگیری)

مسئلہ: جنابت کی حالت میں نہ بال منڈوائے اور نہ ناخن تراشے کہ یہ مکروہ ہے(عالمگیری)

مسئلہ: بھنوؤں کے بال اگر کھڑے ہو گئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں چہرے کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں(ردالمحتار)

ختنہ کس عمر میں ہونی چاہیے

مسئلہ: ختنہ کی عمر سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ پیدائش کے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی اور پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے (عالمگیری)

نومسلم مسلمان ہوکر کیسے ختنہ کرائے

مسئلہ: بوڑھا آدمی مسلمان ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں بالغ شخص مسلمان ہوا اگر وہ خود ہی اپنی ختنہ کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرے ورنہ نہیں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے نکاح کرے تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرالے (عالمگیری)

کان چھدوانے اور خصی کا حکم

مسئلہ: عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اس لئے کہ زمانہ رسالت ﷺ میں کان چھدواتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا (عالمگیری)

مسئلہ: انسان کو خصی کرنا حرام ہے اس طرح ہیجڑا کرنا بھی حرام ہے گھوڑے کو خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا لوگوں کو تکلیف دے گا انہیں مصالحت کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے (ہدایہ عالمگیری)

شرعی داڑھی کتنی ہونی چاہیے

مسئلہ: داڑھی بڑھانا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے منڈوانا یا ایک مٹھی سے کم کروانا حرام ہے ہاں ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو جتنی زیادہ ہو اس کو کٹوا سکتے ہیں (درمختار)

بعض لوگ مونچھوں کو دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں اسی طرح فرنچ کٹ داڑھی خشخشی داڑھی یہ سب نصاریٰ کی اتباع ہے یہ داڑھی کا مذاق ہے ایسی داڑھی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

مونچھیں کتنی ہونی چاہیے

مسئلہ: مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈوانا آیا ہے (درمختار ردالمختار)

مسئلہ: مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں (عالمگیری)

مسئلہ: داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ کرتے ہیں ناجائز ہے (قانون شریعت)

سرکار اعظم ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے

سرکار اعظم ﷺ کے موئے مبارک کبھی آدھے کان کی لو تک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک تک چھو جاتے سرکار اعظم ﷺ بیچ سر میں مانگ نکالتے۔

مسئلہ: مرد کو یہ جائز نہیں کہ وہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جوان کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب کام ناجائز اور خلاف شرع ہیں۔

مسئلہ: عورتوں کو سر کے بال کٹوانا ناجائز اور گناہ ہے شوہر اگر اس طرح کرنے کو کہے جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا (درمختار)

بخاری شریف میں ہے، لا طاعۃ معصیۃ اللہ، یعنی اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں بعض عورتیں بے بی کٹ بال رکھتی ہیں یہ بھی یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے

کٹے ہوئے بال اور ناخن کا کیا کیا جائے

مسئلہ: کٹوانے یا منڈوانے میں جو بال نکلے انہیں دفن کر دیں اس طرح ناخن کاٹ کر پاخانہ یا غسل خانے میں انہیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (عالمگیری)

مسئلہ: موئے زیر ناف کا ایسی جگہ ڈالنا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے

مسئلہ: چار چیزوں کے متعلق حکم ہے کہ دفن کر دی جائیں بال، ناخن، خون، حیض کا لتا (عالمگیری)

عوتوں کا بھنویں بنانا کیسا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **وما اتا کم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا** اور جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں باز رہو۔

تفسیر خازن ج ا ص ۲۷۰ پر ہے کہ " **وهو عام في كل ماأمربه النبي** ﷺ **اونهى عنه**"، یعنی اس آیت کا حکم عام ہے ہر وہ چیز جس کا حضور ﷺ حکم فرمائیں یا جس سے منع فرمائیں چونکہ بھنویں بنانا (تھریڈنگ) سے منع فرمایا لہٰذا (تھریڈنگ) بھنویں بنانے سے باز رہنا اور مونچھوں وغیرہ کے بال پست وصاف کرنا لازم وضروری ہے۔

حاشیہ محی الدین شیخ زادہ ج ۷ ص ۱۶۴ پر ہے "**او جميع ماآتاكم به من الشرائع والاحكام فاقبلو افان الاية والا نزلت فى أموال فنى فهي عامة في جميع مأمر به النبي** ﷺ **ونهي عنه**"، یعنی وہ تمام جو تمہیں شرعی احکام رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں تو وہ قبول کرلو پس یہ آیت اگرچہ اموال فئی (خراج وجزیہ) میں نازل ہوئی ہے مگر وہ عام ہے ہر اس چیز کے بارے میں جس کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا اس سے روکا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بھنویں بنانے سے روکا ہے اور ان کو روکا ہے جو بھنویں بنا کر دیں۔

بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۹ پر ہے کہ **لعن عبدالله الواشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله** یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے لعنت کی گود نے والیوں اور بال نوچنے والیوں اور دانتوں کو خوبصورتی کے لئے بنوانے والیوں پر جو تبدیل کرتی ہیں جو اللہ عزوجل کی خلقت کو۔

پس حدیث مبارک سے بھی تھریڈنگ (بال نوچنا) ممنوع ثابت ہوا جس کی ایک وجہ تو ایذا جسمانی ہے اور دوسری وجہ مثلہ ہے یعنی انسانی خدوخال میں تبدیلی لانا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

﴿مُثلہ کیا ہے؟﴾

مُثلہ یہ ہے کہ کسی عضو کو اتنا بگاڑ دینا (کاٹ دینا) کہ وہ عضو اپنی حالت اور ہیئت پر برقرار نہ رہے یعنی تبدیل ہو جائے جیسا کہ آج کل عورتیں اپنی بھنوؤں کے بالوں کو جڑ سے اکھیڑ کر اپنے آپ کو خوبصورت بناتی ہیں۔

چنانچہ ہم اس سلسلے میں امام اہلسنّت مجدد اعظم الشاہ محمد احمد رضا خان محدث بریلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جس سے مُثلہ مو کے عنوان پر خاطر خواہ روشنی پڑ جاتی ہے اور مسئلہ مبرھن ومدلل ہو کہ منصۂ شھود پر جلوہ گر ہو جاتا ہے اور ان لوگوں کا شک وشبہ بھی دور ہو جاتا ہے جو خواہ مخواہ کسی پر الزام عائد کرتے ہیں یا بدگمان ہوتے ہیں۔

چنانچہ امام اہلسنّت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طبرانی ''معجم کبیر'' میں بسند حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''**من مثل بالشعر فليس له عندالله خلاق**'' جو بالوں کے ساتھ مُثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین یہ حدیث خاص مُثلہ مو میں ہے بالوں کا مُثلہ یہی ہے کہ جو کلمات آئمہ سے مذکور ہوئے ہیں کہ عورت سر کے بال منڈوالے یا مرد ڈاڑھی خواہ عورت بھنوئیں منڈوائیں ''**كما يفعله كفرة الهند في الحداد**'' یا سیاہ خضاب کرے ''**كمافى المنادى والعزيزى ولخفى شروح الجامع الصغير**'' یہ سب صورتیں مُثلہ مو میں داخل ہیں اور سب حرام ہیں (فتاوی رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۳۳) اور جب مُثلہ یہ ہے کہ بال بھوؤں کے مونڈنا تو اس مُثلہ سے بچنا لازم ہے کہ حدیث شریف میں مُثلہ کی مذمت وارد ہوئی مزید اس کی ممانعت اور مذمت حدیث پاک سے ذکر کی جاتی ہے چنانچہ احمد و بخاری حضرت عبداللہ بن زید اور احمد وابوبکر بن شیبہ حضرت زید بن خالد اور طبرانی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی **نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّهْبَةِ** رسول اللہ ﷺ نے لوٹ اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

اب ان آلات کو ملاحظہ فرمائیں جن سے تھریڈنگ (بھنوؤں کے) بال نوچے جاتے ہیں اور ایذا

سے آنسو بہہ پڑتے ہیں اور ابرو کے اوپر نیچے سوجن واضح نمودار ہو جاتی ہے جس کے ازالے کے لئے کریم کا استعمال وغیرہ بھی کیا جاتا ہے اور بعض ضعیف العمر خواتین بھی اس مخنثانہ فعل کا ارتکاب کرتی ہیں جو شر بالکل ناجائز طریقہ زینت ہے۔

طریقہ تھریڈنگ: (۱) دھاگہ (۲) چمٹی (۳) تھریڈر آلہ۔

(۱) دھاگہ: دھاگے کے ذریعہ جیسا کہ آج کل عام طور پر کیا جاتا ہے کہ خاص دھاگے سے بھنوؤں کے بالوں کو ایک رگڑ سے نوچا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بال رگڑ کی وجہ سے بھنوؤں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بھنوؤں کے بالوں کو باریک کر دیا جاتا ہے اور حسبِ ضرورت خواتین اسے اپنی خوبصورتی کے لئے موٹا یا باریک کرتی رہتی ہیں۔ اس عمل سے جو کہ بالوں کو جڑ سے اکھیڑنا ہے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

(۲) چمٹی ﴾ چمٹی کے ذریعے سے بھی بھنوؤں کے بالوں کو نوچا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی حسبِ ضرورت خوبصورتی کے لئے باریک یا موٹی بھنویں بنائی جاتی ہیں اس طرح چمٹی کے ذریعے بالوں اکھیڑ کر اپنے لئے ایذ کا سامان کیا جاتا ہے۔

(۳) تھریڈر آلہ ﴾ اسی طرح ایک آلہ (تھریڈر) بھی دستیاب ہے جس کے ذریعے سے بالوں کو جلایا نوچا جاتا ہے۔

اس دور میں قابل افسوس بات یہ ہے کہ جگہ جگہ بیوٹی پارلرز کھل چکے ہیں اور خواتین کی اکثریت ان بیوٹی پارلرز میں جا کر تھریڈنگ (بھنویں بناتی) کرواتی ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے البتہ اگر بھنوؤں کے بال کچھ بڑھ گئے اور برے معلوم ہوتے ہوں تو از خود یا پھر شوہر کے کہنے پر بھی ترشوا سکتی ہے۔ یعنی پھر بھی بالوں کو جڑ سے نہیں اکھیڑ سکتی جیسا کہ دھاگہ وچمٹی سے اکھیڑا جاتا ہے۔ جیسے کہ فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۴۶۴ پر ہے کہ:

اور نامصہ، اس کا اختیار میں بھی ذکر کیا گیا ہے اور مغرب میں ''نمص'' بال اکھیڑنا ہے اور اسی سے منماص ومنقاش (چمٹی، نقش ونگار کے آلات) ہے اور ہو سکتا ہے اور اس پر محمول ہو کہ جب عورت

اجنبیوں کے لئے زینت کرے ورنہ تو اگر اس کے چہرے پر بال ہوں جن سے اس کا شوہر نفرت کرے تو اسکے ازالے کی تحریم میں بُعد (دوری) ہے اس لئے کہ زینت عورتوں کی خوبصورتی کے لئے مطلوب ہے مگر جب کہ وہ محمول ہو اس پر کہ جس کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ بال اکھیڑنے والی چیز سے بال اکھاڑنے میں تکلیف حد سے زیادہ ہے اور ''تبیین المحارم'' میں ہے کہ چہرے سے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کہ اُگ آئے عورت کی داڑھی یا موچھیں تو ان کا زائل کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور ''مضمرات'' سے ''تاتارخانیہ'' میں نقل کیا گیا ہے کہ اور کچھ برائی نہیں ہے دونوں بھنوؤں کو لینے میں اور اس کے چہرے کے بال لینے میں جب تک کہ مخنث (ہیجڑا) کے مشابہ نہ ہو جائے اور اس کی مانند مجتبی میں ہے تو غور وفکر کر۔

﴿ترشوانا﴾

بعض لوگ فتاویٰ شامی کی عبارت سے تسامح کا شکار ہوئے ہیں اور تھریڈنگ کو جائز جانا جو سراسر مفاہیم فقہ اور تصریحات فقہاء کے منافی ہے اور تسامح کا شکار لفظ اخذ سے ہوئے ہیں کہ چونکہ عبارت میں اخذ ہے یعنی بال نوچنے کی اجازت ہے اور تھریڈنگ کی اجازت ہے حالانکہ اخذ کے معنی نوچنا کسی لغت کی کتاب سے ثابت نہیں بلکہ اس کے معنی لینا ہے چنانچہ المنجد ص ۴۹ پر ہے اخذ، اخذ، **وانما تبتنى الاحكام الفهية على الغالب فلا بنظر الى النادر ولا يحكم الا بالمنع كما افاده المحقق فى الفنح فى مسئله محاورة الحرم وفى الدر فى مسئله الحمام**

لینا اور فیروز اللغات ص ۱۰ پر ہے اخذ، اخذاً، پکڑنا اور مصباح اللغات ص ۲۹ پر ہے اخذ، اخذاً، لینا پس ثابت ہوا کہ تمام کتب لغات سے اخذ کے معنی لینا اور پکڑنا ہی ثابت ہیں بال نوچنا اور اکھیڑنا ثابت نہیں ہیں پھر لینا کیا ہے تو اس کا معنی جامع اردو فیروز اللغات ص ۱۱۷۶ پر ہے (۱) پکڑنا (۲) گرفت کرنا (۳) حاصل کرنا (۴) اخذ کرنا۔

بال نوچنا اور اکھیڑنا یہاں بھی ثابت نہیں ہیں پس اخذ کے معنی بال نوچنا یا اکھیڑنا سمجھنا بہت دور کی بات ہے اور خلاف قیاس ہے پھر فتاویٰ شامی کی اس عبارت کا ترجمہ جو صدر الشریعت معتمد اعلی حضرت

امام الفقہ سیدی وسندی مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اس سے بھی ہماری تائید ہوجاتی ہے کہ اخذ کے معنٰی لینا اور تراشنا ہیں نہ کہ نوچنا اور اکھیڑنا۔ چنانچہ بہار شریعت سولہویں حصّے میں ہے۔

بھنوؤں کے بال اگر بڑے ہوگئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں چہرہ کے بال مونڈ لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا بھی کہتے ہیں۔ سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار)

تو جن عورتوں نے بھنویں نوچیں یا نوچوائیں یا نوچوانے کو کہا اسی طرح شوہر نے اپنی بیوی سے کہا ایسے لوگ سراسر حکم الٰہیہ وحکم مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی صریح اور کھلم کھلا مخالفت کے سزاوار ہو چکے ہیں اب ان پر ازروئے قرآن پاک وحدیث رسول توبہ اور استغفار لازمی ہے کہ وہ اپنے اس کردہ گناہ کی معافی مانگیں اور رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ طلب کریں تا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ سے معافی کے حقدار ہوں بے شک اللہ کریم معاف فرمانے والا اور توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

﴿بالوں میں خضاب لگانا کیسا ہے﴾

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا جن چیزوں سے بالوں کا رنگ تبدیل کیا جاتا ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کَتم ہے۔ (جامع ترمذی، ص 266)

حدیث شریف: حضرت سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ کے ساتھ رنگے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، جلد 5 صفحہ 161)

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے (یعنی سُرخ، زرد، عنابی وغیرہ) اور کالا خضاب مکروہ تحریمی ہے۔

امام مالک کے نزدیک بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ رنگ خلافِ اولیٰ ہے امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور رنگ کالا مکروہ ہے۔ فقہائے احناف کے نزدیک بھی سفید

بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور کالا رنگ مکروہ ہے۔

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین سے جو کالا رنگ ثابت ہے وہ حالتِ جنگ پر محمول ہے الغرض کہ کالے خضاب کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں اس لئے مکروہ تحریمی ہے اس سے بچا جائے۔

﴿حلال وحرام جانوروں کا بیان﴾

﴿کون سی چیزیں حلال اور کونسی حرام ہیں﴾

مسئلہ: کیلے والے جانور (بڑے نوک دار دانت والے) جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بجو، کتا وغیرہ کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اُونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: پنجہ والا پرندہ جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا، باز، بہری، چیل، حشرات الارض حرام ہیں۔ جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہا۔ (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ: گھریلو گدھا اور خچر حرام ہیں اور جنگلی گدھا جیسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل آلۂ جہاد ہوتی ہے لہٰذا یہ نہ کھایا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، ہرن، نیل گائے، سانبھر، چیتل، بارہ سنگھا، پاڑھا، خرگوش حلال ہیں۔

مسئلہ: تیتر، بٹیر، کبوتر، مرغ، ہریل، مینا، فاختہ، چرخی، کالک، ہر قسم کی بط، بگلا، سارس، کلنگ، جانگھل، قواری، چہا، کیمر، گھونگھل، دابل، یہ سب حلال ہیں۔

مسئلہ: کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا دونوں حرام ہیں غراب البقیع یعنی کوا جو مُردار کھاتا ہے حرام ہے اور مہوکا کہ یہ بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

﴿مچھلی اور جھینگے کے احکام ومسائل﴾

مسئلہ: پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے جو مچھلی پانی میں مرکر تیر گئی یعنی جو بے مارے اپنے آپ مرکر پانی کی سطح پر اُلٹ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مرکر اُلٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: ٹڈی بھی حلال ہے اور مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا کہ دو مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

مسئلہ: جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بناء پر اس کی حلّت اور حُرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اُس سے بچنا چاہیے۔ (مزید تفصیلات اعلٰحضرت علیہ الرحمہ کی کتاب ”احکام شریعت“ میں ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ: چھوٹی مچھلیاں بغیر پیٹ کاٹے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔ (ردالمحتار)

﴿غلیظ کھانے والی گائے اور بکریوں کے احکام﴾

مسئلہ: بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جلالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں۔

مسئلہ: اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جب کہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بند رکھ کر ذبح کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لئے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا بھی حکم وہی ہیں جو جلالہ کا ہے کہ اگر اس کے گوشت سے بدبو جاتی رہی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ وممنوع۔

علاج میں حلال وحرام کی صورتیں

دوا علاج میں کیا عقیدہ رکھے

مسئلہ: دوا سے علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ شافی ہے اسی نے دوا کو ازالہ مرض کے لئے سبب بنادیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔(عالمگیری)

جھاڑ پھونک اور نظر بَد لگنا

حدیث شریف: صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے، حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کا اس متعلق کیا ارشاد ہے فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔(مسلم)

مسئلہ: بعض عورتیں جب ان کا شوہر سفر پر جاتا ہے تو اس کے بازو پر امام ضامن کے نام پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔(ملفوظات شریف)

مسئلہ: تعویز باندھنا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اسی لئے اسکی آیات کا نقش بنا کر گلے میں باندھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے شفا عطا فرماتا ہے۔

حرام ہڈی کے دوا استعمال کی شرطیں

مسئلہ: انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو بطورِ دوا استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں اس میں رطوبت باقی نہ ہو ہڈیاں اگر کسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کمائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو۔ مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔(عالمگیری)

مسئلہ: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں شفا نہیں رکھی ہے بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اس میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حال بھی وہی ہے کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مرض ختم ہی ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہو سکتا ہے نہ کہ علم ویقین علم طب کے قواعد واصول ظنی ہیں۔ لہٰذا یقین حاصل کرنے کی صورت نہیں یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔(درمختار وردالمحتار)

شراب اور اسپرٹ آمیز دوا کا استعمال نہ کیا جائے

مسئلہ: انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔(بہار شریعت)

اسقاطِ حمل کے لیئے دوا کا استعمال کرنا کیسا ہے

مسئلہ: اسقاطِ حمل کے لئے دوا کا استعمال کرنا (جیسا کہ آج کل چابی والی گولیوں کا استعمال اور دیگر کورس) یا دوائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک ہی حکم ہے ہاں اگر عذر ہو تو عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ دستیاب ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے(ردالمحتار)

اوجھڑی حلال ہے یا حرام

سرکارِ اعظم ﷺ نے حلال جانور کے جن اعضاء کو حرام قرار دیا ہے وہ یہ ہیں ذکر، فرج، خصیتیں، غدود، پتہ، مثانہ اور دمِ مسفوح (بہنے والا خون) ان میں سے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) تو قطعی حرام ہے کیونکہ اس کی حرمت نصِ قرآنی سے ثابت ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں

۔ اُوجھڑی کو ہم مثانے پر قیاس کرتے ہیں گوبر کا مستقر ہونے کی وجہ سے اوجھڑی کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے اور طبیعت اور فطرت سلیم بھی اسے پسند نہیں کرتی بلکہ گھن آتی ہے۔

اگر مثانے اور اوجھڑی میں علت مشترکہ کو دیکھا جائے تو اس کا حکم بھی مکروہ تحریمی ہونا چاہیے لیکن اگر اس پہلو سے دیکھا جائے کہ اس کی ممانعت حدیث میں مذکور نہیں ہے تو کم از کم مکروہ تنزیہی تو بہرحال قرار پائے گی۔(تفہیم المسائل)

جھوٹ اور غیبت کے مسائل

کن صورتوں میں جھوٹ بول سکتے ہیں

مسئلہ: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے۔ اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے پاس بھی اس قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بیوی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلافِ واقع کہہ دے۔(مثلاً وہ حسین نہ ہو اور کہہ دے کہ تم بہت حسین ہو)۔(عالمگیری)

مسئلہ: توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا اس کے ظاہر معنیٰ یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: جس قسم کے مبالغہ کا عادتاً رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا

کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹ ہوگا۔(ردالمختار)

ہوا کو گالی مت دو

مسئلہ: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ ہوا کو گالی مت دو۔(ترمذی)

اپنی اولاد و اموال کو بَد دُعا مت دو

مسئلہ: اپنے مال اور اپنی اولاد کو بددعا مت دو کہ کیا معلوم کہ وہ گھڑی قبولیت کی ہو۔

زمانے کو برا مت کہو

مسئلہ: سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابنِ آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ اندھیرے کو برا کہتا ہے اندھیرا تو میں ہوں میرے دست قدرت میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں یعنی زمانہ کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے کہ زمانے میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

غیبت کیا ہے

مسئلہ: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ کسی مسلمان کی غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

کِن صورتوں میں برائی غیبت نہیں

مسئلہ: جو شخص اعلانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے اس کی بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں۔(ردالمختار)

مسئلہ: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا غیبت ہے کب کہ وہ صورتیں نہ ہوں جن کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں مسلمان کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلمان کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔(ردالمختار)

کسی کی تعریف کرنے کی صورتیں

مسئلہ: کسی کے منہ پر اسکی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی اگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے تیسری صورت یہ کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں شعراء کی طرح انہونی باتوں سے تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے۔(عالمگیری)

لہو ولعب کام اور کھیل کے متعلق مسائل

کب اور کس طرح دف بجانا جائز ہے

مسئلہ: عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سارے دف ہوں اس میں جھانج نہ ہو اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔(ردالمختار، عالمگیری)

ناچنا، باجے اور تالیاں بجانا منع ہے

مسئلہ: ناچنا تالی بجانا، ستار ایک تارہ دو تارہ، ہارمونیم چنگ طنبور بجانا اسی قسم کے دوسرے میوزک والے باجے سب ناجائز ہیں۔(ردالمختار)

باجوں کے جواز کی چند صورتیں

مسئلہ: لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادے سے بگل بجانا جائز ہے جیسے حمام میں بگل اس لئے بجایا جاتا ہے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا ہے۔

مسئلہ: رمضان میں سائرن وغیرہ لوگوں کو جگانے اور روزہ بند کرنے کے لئے بجائے جاتے ہیں کارخانوں اور دفتروں میں سیٹی لگی ہوتی ہے جو کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے کی اطلاع دیتی ہے یہ تمام چیزیں لہو ولعب میں داخل نہیں جائز ہیں۔

عام قوالی اور مزامیر کا حکم

مسئلہ: متصوفہ زمانے کے مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگ جاتے ہیں اس قسم کی قوالی میں جانا بیٹھنا ناجائز ہے مشائخ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا (قانون شریعت)

کون سا حال اور کونسی قوالی جائز ہے

مسئلہ: جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیفیت کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہوگئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیار صادر ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں۔ مشائخ دین کے احوال اور ان کا متصوفہ کے حال اور فرمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں کی جاتی ہیں جن میں فاسقوں اور فاجروں کا اجتماع ہوتا ہے گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اچھلتے کودتے اور ناچتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیاء کرام کے احوال سے نسبت یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیار تھیں۔(عالمگیری)

کب کبوتر پالنا جائز ہے

مسئلہ؛ کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز ہے کہ یہ بھی ایک لہو ولعب کی قسم ہے۔(قانونِ شریعت)

مسئلہ: جانوروں کو لڑانا مثلاً تیتر بٹیر مینڈھے، مرغ اور بھینسے وغیرہ کو ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔(قانون شریعت)

﴿کشتی کے جواز کی صورت﴾

مسئلہ: کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے تو یہ جائز و مستحسن و کار ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا نیکر پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے سرکار اعظم ﷺ نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں گے تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہوگئے۔(درمختار وردالمحتار)

﴿ویڈیو گیم، کیرم بورڈ، اور گڑیاں کھیلنا کیسا ہے﴾

مسئلہ: ویڈیو گیم، کیرم بورڈ، اور تاش کھیلنا ناجائز ہے بغیر شرط کے جوا کا کھیلنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: لڑکیاں جو گڑیا سے کھیلتی ہیں یہ جائز ہے۔(ابوداؤد)

﴿مسابقت کا مطلب﴾

مسئلہ: مسابقت جائز ہے مسابقت کا مطلب یہ ہے چند شخص آپس میں یہ طے کرلیں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہوسکتی ہے یا گھوڑے سے گدھے خچر میں۔ جس طرح گھڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اس کو یہ رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔(قانون شریعت)

﴿کن چیزوں کی دوڑ جائز ہے﴾

مسئلہ: اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے اونٹ بھی اسباب جہاد سے ہے یعنی یہ جہاد کے لئے کارآمد چیز ہے مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے لہو ولعب مقصود نہیں اگر محض کھیل کے لئے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اس طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار

مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔(درمختار)

﴿شرط لگانا کیسا ہے﴾

مسئلہ: اگر دونوں کی جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم جیت گئے تو میں اتنا مال دونگا اور اگر میں جیت گیا تو تم سے اتنا لوں گا یہ صورت جوا ہے جو کہ حرام ہے ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کرلیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرایا کہ اگر یہ جیت گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور اگر ہار گیا تو یہ کچھ بھی نہیں دے گا اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔(عالمگیری ودرمختار)

﴿پتنگ اڑانا اور ڈور لوٹنا﴾

مسئلہ: پتنگ اڑانا لہو ولعب ہے اور یہ ناجائز ہے حدیث میں ہے کہ مسلمان کے لئے کھیل کی چیزوں میں سے سوائے تین چیزوں کے سب حرام ہے۔(۱) بیوی سے کھیل (۲) گھوڑوں کی نیزہ بازی (۳) تیر اندازی۔

﴿ڈور کا لوٹنا نہی ہے اور نہی حرام ہے﴾

ٹوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دے دی جائے اگر نہ دی اور بغیر اس کی اجازت سے استعمال میں لائی تو حرام ہوگا اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی پائی چیز ہے تو واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دے اور اگر فقیر ہے تو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے پھر جب ملک ظاہر ہو تو صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اس کا تاوان دینا ہوگا۔(احکام شریعت ص۶۲ تا ۶۳)

﴿تصاویر بنوانا، لگوانا اور جمع کرنا کیسا﴾

مسئلہ: جاندار چیز کی تصویر بنانا، بنوانا دونوں حرام ہیں، گھر میں تصویر لگانا چاہے وہ اپنے پیر صاحب ہی کی کیوں نہ ہو ناجائز ہے اس کے علاوہ یادگار تصویر جمع کرنا بھی ناجائز ہے تصاویر بنانے والوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان تصاویر میں جان ڈالو۔ ہاں البتہ غیر جاندار جیسے پہاڑ، دریا

درخت، پھول، پتی وغیرہ کی تصاویر لگانا اور بنانا جائز ہے۔

﴿قسم کھانے کا بیان﴾

﴿قسم کی قسمیں﴾

شریعت میں صرف قسم اللہ کی ذات وصفات کی ہوتی ہے یا کلام الٰہی کی قسم ہوتی ہے غیر اللہ کی قسم کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ نہ ایسی قسم منعقد ہوتی ہے اور نہ اس کا کوئی کفارہ ہے۔

حدیث شریف۔ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباؤ اجداد یعنی غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ سو جو تم میں قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

مسئلہ: غصے میں آکر یہ کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو، اس کی لعنت ہو، مجھ پر آسمان پھٹ پڑے، مجھ پر خدا کی پھٹکار ہو سرکار اعظم ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو ان کلمات کے کہنے سے قسم نہیں ہوتی لیکن ایسے کلمات استعمال کرنے سے بچنا چاہئے اگر ایسے کلمات استعمال کیے اور جھوٹ ثابت ہوا تو گنہگار ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے۔

مسئلہ: بعض لوگ قسم کھانے کے ارادے سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ اگر میں فلاں کام کروں تو فلاں چیز مجھ پر حرام ہے یا یہ کہے کہ تجھ سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے یعنی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیدیا تو ایسی صورت میں کسی کے کہنے سے حلال چیز حرام نہیں ہوتی چیزوں کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے تاہم اس سے قسم منعقد ہوجائے گی اور اگر وہ اسے توڑ دے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ: ایک شخص نے آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں قسم کھائی اور پھر اس کے خلاف کیا یعنی قسم کو توڑ دیا فقہی اصطلاح میں اسے حانث کہتے ہیں اس کی تلافی کے لئے اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

﴿قسم کا کفارہ کیا ہے﴾

دس مسکینوں کو اپنی اوسط (درمیانے طریقے) کے مطابق دو وقت کا کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو

لباس فراہم کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین روزے رکھے۔

لُقطَہ کا بیان

راہ پڑی چیز ملے تو کیا کریں

لقطہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو پڑا ہوا کہیں سے مل جائے۔

مسئلہ: پڑا ہوا مال کہیں سے ملا اور یہ خیال ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گا تو اٹھانا مستحب ہے اور اگر اندیشہ یہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو تلاش نہ کروں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر غالب گمان ہو کہ مالک کو نہ دوں گا تو اٹھانا ناجائز ہے کیونکہ اپنے لئے اٹھانا حرام ہے اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ میں نہ اٹھاؤں گا تو یہ چیز ہلاک یا ضائع ہو جائے گی تو اٹھا لینا ضروری ہے لیکن اگر نہ اٹھائے اور ضائع ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ہر قسم کی راہ پڑی ہوئی چیز کو اٹھا لانا جائز ہے مثلاً مال یا جانور، بلکہ اونٹ کو بھی لا سکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا خود ہی ہضم کر جائے گا۔ (فتح وغیرہ)

اٹھانے کے بعد تشہیر کرے

مسئلہ: ملتقط (اٹھانے والا) پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام مساجد میں اتنے زمانے تک اعلان کرے کہ غالب گمان ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین کو دے مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے۔ یعنی مالک ثواب قبول کر لے اور رقم معاف کر دے اگر معاف نہ کیا تو وہ چیز موجود ہے تو لے لے اور اگر ہلاک ہو گئی ہے تو تاوان لے گا یعنی اپنی چیز لے گا اس کی قیمت مالک کو یہ اختیار ہے ملتقط سے تاوان لے یا مسکین سے۔ جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری، بہار شریعت)

اعلان کی مدت

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ 100 درہم یعنی 612:36 گرام چاندی سے زیادہ مالیت ہو تو ایک سال تک اعلان کرے۔ 10 درہم یعنی 30:618 گرام چاندی تک ایک ماہ اعلان کرے۔ 3 درہم یعنی 9.1854 گرام چاندی تک دس دن اعلان کرے۔ ایک دانق یعنی 0:5103 گرام چاندی تک ایک دن اعلان کرے۔ اس سے کم میں اس اُٹھانے والے کی صوابدید پر ہے۔ (فتح القدیر 315/5)

اعلان کا طریقہ

اس میں فقہاء فرماتے ہیں کہ اعلان کرتے وقت چیز کا اعلان کرے صفات وعلامات کا ذکر نہ کرے (مطلب یہ کہ سونے کی انگوٹھی ملی ہے تو وہ اعلان یوں کرے کہ ایک چیز ملی ہے)۔ (المغنی 405/6) پہلے ہفتے میں ہر روز دو بار، دوسرے ہفتے میں ہر روز ایک بار، تیسرے ہفتے میں ایک بار پھر ہر ماہ میں ایکبار پورے سال تک اعلان کرتا رہے اعلان معروف مقامات، بازاروں اور مسجدوں کے دروازوں اور مجمع گاہوں پر کرے مسجد کے اندر اعلان نہ کرے۔

مدّت گزرنے کے بعد مال کا کیا کرے

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غنی صرف صدقہ کرے گا یعنی اس پر صدقہ کرنا واجب ہے کسی مستحق کو دے دے۔ اگر خود فقیر ہے تو خود بھی رکھ سکتا ہے۔

جادو کی حقیقت اور جعلی عاملوں کا جھانسہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ (1) جادو کی کیا حقیقت ہے؟ نیز شرعاً جادو اور جادوگر کا کیا حکم ہے؟ (2) کیا جادو کے ذریعہ شادی شدہ عورت کو ایسا کیا جا سکتا ہے کہ اس کے یہاں اولاد نہ ہو، اسی طرح شادی شدہ مرد کو بھی؟ (3) کیا جادو کے ذریعہ روزگار کو باندھا جا سکتا

ہے؟ (4) لڑکیوں کی شادی میں بندش کی جا سکتی ہے؟ (5) جادوگر قسم کے عامل حضرات لوگوں کے ذہنوں میں اس قسم کی باتیں بٹھاتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوہاب:

علامہ اسماعیل حقی بروسوی قدس سرہ (م 1137ھ) جادو کی حقیقت کی تحقیق بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

جادو ایک ایسا امر ہے جو خارق للعادۃ ہے، لیکن ایسے نفس سے جو شرارت کا مجسمہ ہو اور وہ مخصوص اعمال میں لا کر اس میں تعلیم اور تعلم کو بھی دخل ہے...... علماء اہل حق خارج میں اس کے وجود کے قائل ہیں۔ اس کی دو دلیلیں ہیں:

(1) جادو فی نفسہ ممکن الوقوع ہے جس میں قدرت کو دخل ہے کیونکہ جادوگر تو صرف سبب ہے خالق اس کا پروردگار ہے۔

(2) آیت مبارکہ

''تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے'' (کنزالایمان)

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اس کا مؤثر حقیقی میں ہوں فلہٰذا یہ محض خیالی بات نہیں بلکہ فی الواقع امر ہے۔ (روح البیان 433/1 مطبوعہ بیروت لبنان)

جادو کی علامت: نصاب الاحتساب میں ہے کہ جو شخص دیکھے کہ اپنی اہلیہ سے جماع پر قادر نہیں ہوں لیکن غیر سے یہ قدرت حاصل ہے تو سمجھ لے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے (جادو دفع کرنے کا طریقہ): سرکنڈے جمع کر کے یعنی ایک گٹھڑی بنا کر اس کے درمیان کلہاڑا رکھ کر آگ سلگا دو جب کلہاڑا گرم ہو جائے تو اسے نکال کے اس پر پیشاب کر دو، اللہ تعالیٰ شفاء دے گا۔ (روح

البیان 432/1 مطبوعہ بیروت لبنان، تفسیر نعیمی 565/1 مطبوعہ گجرات)

علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ جادو کے علاج کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''جو شخص روزانہ صبح کو سات عجوہ چھوہارے کھالیا کرے اس پر جادو اثر نہ کرے گا، جو شخص صبح و شام آیت الکرسی پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور سارے جسم پر ہاتھ پھیرے وہ بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا، جس شخص کو جادو ہو گیا ہو وہ دریا کے بیچ دھار کے پانی سے گھڑا بھر کر لائے اس پر سورۃ فلق اور سورۃ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کرکے اس سے غسل کرے جس سے پانی وہاں جمع ہو جاوے بعد دفن کردے۔'' (تفسیر نعیمی 565/1 مطبوعہ گجرات)

جادو کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر قسم کا حکم علیحدہ ہے، مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

(1) جادو کلدانئ یا جادو یہ ہی ہاروت و ماروت سے نکلا ہے، یہ جادو تمام جادوؤں سے مشکل ہے اور اس سے عجیب عجیب کام ہوتے ہیں۔ جادو خالص کفر و شرک ہے کیونکہ اس میں جادوگر تمام چیزوں کی روحوں کو مستقل مؤثر جانتا ہے اور ان کی قربانی نذر و نیاز استمداد وغیرہ کرتا ہے۔

(2) جنات شیاطین کو تابع کرلیا جائے اور ان سے حسب منشاء کام لیا جائے اس کا اب بھی بہت رواج ہے اور یہ آسانی سے حاصل ہوجاتا ہے یہ بھی صریح کفر ہے۔

(3) مردہ انسانوں کی روحوں کو منتر وغیرہ سے قبضہ میں کیا جاوے اور اس سے کام لئے جائیں اس کو عمل ہمزاد اور عمل بیز بھی کہتے ہیں یہ بھی کفر ہے۔

(4) کسی ذریعہ سے انسان کے خیالات اور حواس خراب کردیئے جاتے ہیں۔ جس سے اسے کچھ کا کچھ نظر آنے لگتا ہے اس کو نظر بندی کہتے ہیں اسی جادو کا فرعون کے زمانے میں بہت زور تھا اس قسم کا جادو کفر نہیں، ہاں اولیاء اللہ کے مقابلہ میں کیا جاوے تو گناہ کبیرہ ہے، انبیاء کے مقابلہ میں ہو تو کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام سے مقابلہ کرنا کفر ہے۔

(5) خیالی جادو یہ ہے کہ مطلوب کی صورت کو سامنے رکھ کر اس پر نظر اور خیال خوب جمایا یہاں تک کہ مقصد حاصل ہوگیا اس کو مسمریزم بھی کہتے ہیں کہ انسان کی نظر سے چیز کھینچ آتی ہے اور معلق

ہوجاتی ہے وغیرہ وغیرہ یہ جادو اگر حلال کام کیلئے کیا جاوے تو حلال ہے اور حرام کیلئے ہو تو حرام ہے۔

(6) نیر نج ہے جس میں بعض دوائیں وغیرہ کے ذریعہ عجیب عجیب کام کئے جاتے ہیں، مثلاً اپنی انگلی کو کابلی سرکہ میں تر کرکے سمندری جھاگ میں ملا کر مالش کرے تو انگلیاں آگ میں نہ جلیں گی وغیرہ وغیرہ۔

(7) سحر حیل ہے جس میں سائنسی آلات کے ذریعہ عجیب کام ہوتے ہیں جیسے ریڈیو فوٹوگراف وغیرہ۔

(8) شعبدہ ہے جس کو ہاتھ کی صفائی بھی کہتے ہیں اس میں چالاکی سے چیز بدلی جاتی ہے کہ دیکھنے والوں کو اس کا پتہ نہیں چلتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے وہ چیز ہی بدل دی۔ یہ (آخر والی) تینوں قسمیں نہ کفر ہیں نہ حرام (تفسیر نعیمی 562-564/1)

علامہ اسماعیل حقی بروسوی قدس سرہ (م 1137ھ) لکھتے ہیں۔

علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہ (م 1252ھ) لکھتے ہیں۔

جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہے تو اسے قتل کردیا جائے گا جو سحر کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کردی جاتی ہیں اس کا عمل قطاع طریق کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت (تفسیر خزائن العرفان)

علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہ (م 1252ھ) لکھتے ہیں۔

ساحر جب تک کسی کفریہ امر کا اعتقاد نہ کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی نہر فائق میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور حصکفی نے بھی اس کی اتباع کی ہے اور ساحر کو مطلقاً قتل کردیا جائے گا فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو شخص آدمی اور بیوی کے درمیان تفریق کیلئے کوئی عمل کرے وہ مرتد ہے اور اسکو قتل کردیا جائے بشرطیکہ وہ تفریق میں اس عمل کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص لوگوں کو ضرر پہنچانے کیلئے سحر کرتا ہو اس کو قتل کردیا جائے گا اور جو ساحر تجربہ کیلئے سحر کرتا ہو اور اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو اس کی تکفیر نہیں کی جائیگی، امام ابوحنیفہ نے فرمایا جس شخص کا سحر کرنا اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہو اس کو قتل کردیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی اس میں مسلمان، ذمی، آزاد اور غلام سب برابر ہیں، ساحر

سے مراد وہ شخص نہیں جو معوذات سے جادو کو دور کرتا ہو، نہ شعبدہ باز مراد ہے، ابن ہمام نے جو ہمارے اصحاب سے سحر کا حکم کفر نقل کیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ سحر کا تحقیق سے کلمات کفر یہ کہنے پر موقوف ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد مطبوعہ بیروت)

2) جادو کے ذریعے یہ ممکن ہے کہ شادی شدہ عورت یا مرد کو ایسا کردیا جائے کہ اولاد نہ ہوسکے۔

3) جادو کے ذریعے کاروبار کی بندش ممکن ہے۔

4) جادو کے ذریعے لڑکیوں کے رشتوں میں بندش بھی ممکن ہے۔

یہ تینوں چیزیں ضرر رسانی اور مردم آزادی میں آتی ہیں اور جادو کے ذریعہ یہ کام ممکن ہے۔

چنانچہ علامہ اسماعیل حقی بروسوی قدس سرہ (1137ھ) لکھتے ہیں:

''سحر سے دلوں میں محبت و بغض اور شرور وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ جادو بندہ کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے اس سے بڑے بڑے دکھوں اور بیماریوں میں مبتلا کیا جاسکتا ہے، یہ سب کچھ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے۔'' (روح البیان 432/1 مطبوعہ بیروت لبنان)

5) جادوگر عام لوگوں کے ذہنوں میں اس قسم کی باتیں بٹھاتے ہیں کہ ہر آنے والے سے کہتے ہیں کہ تم پر کالا جادو کیا گیا ہے تمہارا روزگار سفلی سے باندھا گیا ہے خواتین کو وہم میں مبتلا کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ تم پر تمہاری ساس نے کروادیا ہے اس طرح کی باتوں سے عام لوگ ان فٹ پاتی جعلی عاملوں کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں اور یوں فریب کار دھوکہ باز عاملوں کا دھندا چمکا ہوا ہے، عوام کو چاہئے کہ ان جعلی اور بناوٹی عاملوں کی باتوں پر نہ یقین کریں اور نہ ان کے پاس جائیں، کبھی اس بارے میں ضرورت پڑے تو سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل سے رجوع کریں جو اس کو جانتا ہو۔

دور حاضر میں اکثر جو لوگ گلی محلوں اور کالونیوں میں عامل بنے بیٹھے ہیں اور بڑے بڑے دعوے پوسٹروں اور اخبارات میں ان کی طرف سے چھپتے ہیں ان میں بیشتر ہندو، عیسائی، سکھ اور غیر مسلم ہیں جو مسلمانوں کا روپ دھار کر اس کام کے ٹھیکے دار بن بیٹھے ہیں ان لوگوں کا دین اور اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور بہت سے تو یہ بھی بکواس کرتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھنا، مسجد نہیں جانا، روزہ نہیں

رکھنا وغیرہ وغیرہ دینی کاموں سے برملا روکتے ہیں اس پرستم یہ ہے کہ مسلمان ان کی باتوں کو سننے کے باوجود انہیں بابا اور پیر سمجھتے ہیں جو اپنی جوان بچیوں کو ان کے پاس علاج کی غرض سے لے جاتے ہیں، اس سے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر دین سے دور اور دنیا کے نشہ میں چور ہو چکے ہیں اخبارات میں آئے دن ان عاملوں کی غیر اخلاقی حرکتیں فاش ہوتی رہتی ہیں مگر افسوس ہے ان اخبار والوں پر جو ایک طرف ان کی ان غیر مہذب اور نامناسب حرکتوں کو بیان کرتے ہیں اور دوسری طرف ان ہی جعلی عاملوں کے اپنے اخباروں میں بڑے بڑے اشتہارات شائع کرواتے ہیں بلکہ بہت سے اخباروں کا نصف اسی کام کی نظر ہو جاتا ہے جبکہ اس کا صحافت کے حوالے سے کچھ تعلق بھی نہیں ہے نہ جانے یہ بات جدید تعلیم سے آراستہ لوگوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے شر سے تمام اہل سنت و جماعت کو محفوظ رکھے اور دین کی سوچ سمجھ عطا فرمائے آمین۔ **ھذا ما عندی و اللہ اعلم بالصواب۔**

لے پالک اولاد اور شرعی پردہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ:

(1) کسی کا بچہ گود لینا کیسا ہے؟

جواب: لڑکا گود لینا شرعاً ممنوع نہیں ہے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''متبنی کرنا یعنی لڑکا گود لینا شرعاً منع نہیں مگر وہ لڑکا اس کا لڑکا نہ ہوگا بلکہ اپنے باپ ہی کا کہلائے گا اور وہ اپنے باپ کا ترکہ پائے گا گود لینے والے کا نہ یہ بیٹا ہے نہ اس حیثیت سے اس کا وارث'' (فتاوی امجدیہ 365/3 مطبوعہ کراچی)

(2) گود لیکر اس بچہ کے اصل والد کا نام ہٹا کر گود لینے والے شخص کا نام تحریر کرنا کیسا ہے؟

جواب: لے پالک ہرگز پالنے والے کا بیٹا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما جعل ادعیائکم ابنائکم (سورۃ الاحزاب 4)

''اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا'' (کنز الایمان)

لہٰذا لے پالک کی ولدیت میں اس کے والد کی جگہ پرورش کرنے والے کا نام لکھنا اور اسے اپنا بیٹا کہنا بے حقیقت بات ہے اور شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ادعوھم لآ بانھم ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا آبائھم فاخوانکم فی الدین و موالیکم (سورہ الاحزاب 5)

''انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمھارے بھائی اور بشریت میں تمہارے چچازاد'' (کنز الایمان)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

ھذا مر ناسخ لما کان فی ابتداء الاسلام من ادعاء الابناء الا جانب وھم الادعیاء فامر تبارک وتعالیٰ بردنسبھم الی آبائھم فی الحقیقتہ و ان ھذا ھو العدل و القسط و البر

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا وہ اس چیز کا ناسخ ہے جو ابتداء اسلام میں ہوا کرتی تھی کہ دوسروں کے بیٹوں (لے پالک) کو پالنے والا اپنا کہہ کر پکارتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف نسبت کرنے کا حکم فرمایا اور یہی عدل و انصاف و نیکی ہے'' (تفسیر ابن کثیر 610/3 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس آیت اور تفسیر سے واضح ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے والد ہی کا کہہ کر پکارا جائے گا اگر اس کے والد کا نام معلوم ہو۔ پالنے والا اپنا نام نہیں لگا سکتا اور اگر لے پالک کی ولدیت معلوم نہ ہو تو اسے بھائی کہہ کر پکارو۔ اور قانونی شق کو پورا کرنے کیلئے کاغذات میں ولدیت کے خانہ میں عبداللہ لکھے گا امام ابن ابی حاتم نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا۔

ان لم تعلمو الھم آباء تدعوھم الیھم فانسبوھم اخوانکم فی الدین اذ تقول عبد اللہ و عبد الرحمن و عبید اللہ

''اگر تمہیں ان لے پالکوں کے باپوں کا علم نہ ہو کہ تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو تو انہیں دین میں اپنا بھائی سمجھو اور یوں کہہ کر پکارو عبداللہ یا عبدالرحمٰن وغیرہ کے اسماء کے ساتھ'' (تفسیر درمنثور 498/6 مطبوعہ بیروت لبنان)

یہاں یہ بات واضح ہے کہ لے پالک کو بطور شفقت و محبت بیٹا پکارنے میں کچھ حرج نہیں ہے حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی لکھتے ہیں۔

فاما دعوۃ الغیر ابنا علی سبیل التکریم و التعبیب افلیس ممانھی عنه

''یعنی تکریم و محبت میں کسی غیر کو بیٹا کہہ کر پکارنا ممنوع نہیں ہے''

اس کی دلیل وہ حدیث شریف ہے جس میں رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے خاندان عبد المطلب کے چھوٹے بچوں کو مزدلفہ سے جمرات کی طرف رات کو رخصت کیا اور ان کی رانوں کو تھپکتے ہوئے ارشاد فرمایا'' میرے بیٹوں سورج نکلنے سے پہلے جمرات پر کنکریاں نہ مارنا'' (تفسیر ابن کثیر 611/3 مطبوعہ بیروت لبنان)

اور اگر کوئی خود اپنی ولدیت تبدیل کرے تو ایسا کرنا سخت حرام ہے اس پر حدیث صحیح میں وعید شدید وارد ہوئی ہے چنانچہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من ادعی الی غیر ابیه و هو یعلم فالجنته علیه حرام

''جو اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے (یعنی دوسرے کو اپنا باپ بتائے)

حالانکہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے''

(صحیح البخاری 2485/6 صحیح مسلم 80/1 سنن ابی داؤد 330/4 سنن ابی ماجہ 870/2 صحیح ابن حبان 160/2 مسند ابی عوانہ 37/1 مسند دارمی 317/2 سنن البیھقی الکبری 403/7 مصنف ابن ابی شیبہ 283/5 مسند البزار 56/4 معتصر المختصر 244/1 مسند الشاشی 202/1 المعجم الاوسط 88/4 مسند احمد 169/1 مسند ابی یعلی 59/1 من مطبوعات بیروت لبنان)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ابن بطال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''اس حدیث میں خود اپنے باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص دانستہ طور پر قصداً واختیاراً خود کو اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرے اور خود کو اس کا بیٹا بتائے اس شخص کے لئے وعید ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہوئی کہ اس پر جنت حرام ہے۔'' (فتح الباری 2984/3 رقم الحدیث 6766 مطبوعہ مکتۃ المکرّمہ)

امام ملا علی قاری مکی حنفی علیہ الرحمہ (1014ھ) اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

والادعاء الی غیر الاب مع العلم به حرام فمن اعتقد اباحته کفر لمخالفته الاجماع

''خود کو اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کا بیٹا کہنا باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں شرعاً حرام ہے۔ اور جو اسے جائز سمجھے وہ اجماع کی مخالفت کے سبب کافر ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح 478/6 دارالفکر بیروت)

اور (**فالجنته علیه حرام**) کہ ''ایسا کرنے والے پر جنت حرام ہے'' کی تین وجوہ بیان کی ہیں۔

(۱) **ان اعتقد حله** ''جائز جان کر ایسا کرنے والے پر جنت حرام ہے''۔

(۲) **قبل ازن یعذب بقدر ذنبه** ''یا جنت حرام ہونے سے مراد یہ کہ ایسا کرنے والا جب تک اپنے کئے کی سزا نہ پالے اس وقت تک اس پر جنت حرام ہے۔''

(۳) **معمول علی الزجر عنه لانه یودی الی فساد عریض**

''یا جنت کا حرام قرار دینا یہ محمول ہے اس کام سے زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) پر اس لئے ایسا کرنا بڑا فساد کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح 478/6 دارالفکر بیروت)

پہلی اور تیسری وجہ شارح صحیح بخاری امام بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے بھی اسی حدیث کی شرح میں بیان کی ہیں۔

سوال: اگر لڑکا گود لیا جائے اور بالغ ہو جائے تو گود لینے والی ماں کیلئے پردے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر لے پالک لڑکے سے پردہ کرنا فرض ہے۔ لے پالک اپنے پرورش کرنے والے کے حق میں غیر محرم ہے جب کہ اس کا پالنے والے سے کوئی حرمت کا رشتہ نہ ہو۔ اس کے ساتھ غیر محرم جیسا برتاؤ کیا جائے گا اس کے ساتھ تنہائی میں جمع ہونا حرام ہے۔

سوال: اسی طرح اگر لڑکی گود لی جائے اور وہ بالغ ہو جائے تو گود لینے والے کیلئے پردے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسی طرح لڑکی کا حکم ہے اس پر بھی اپنے پرورش کرنے والے سے پردہ کرنا فرض ہے۔ پرورش کرنے والا اس لڑکی کیلئے اجنبی ہے غیر محرم ہے اس کے ساتھ تنہائی میں جمع ہونا حرام ہے۔ لیکن اگر گود لینے والی مدت رضاعت (لے پالک کی عمر دو سال ہونے سے پہلے) لے پالک کو دودھ پلا دے تو یہ لے پالک کی رضائی ماں ہو جائے گی اور اسی طرح پردے کا حکم ان پر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

﴿ملازمت کے مسائل﴾

سیٹھ اور نوکر دونوں کے لئے حسب ضرورت اجارہ کے شرعی احکام سیکھنا فرض ہے۔ نہیں سیکھیں گے تو گنہگار رہوں گے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۴ میں اجارہ کے تفصیلی احکام درج ہیں)

مسئلہ: نوکر رکھتے وقت، ملازمت کی مدت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تعین ہونا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں '' کام کی تین حالتیں ہیں۔ (۱) سست (۲) معتدل (یعنی درمیانہ اور) (۳) نہایت تیز۔ اگر مزدوری میں (کم از کم معتدل بھی نہیں محض) سستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے اور اس پر پوری مزدوری لینی حرام۔ اتنے کام (یعنی جتنا اس نے کیا ہے) کے لائق جتنی اجرت لے، اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ کیا ہے اس) کو واپس دے۔'' (فتاوی رضویہ ج ۱۹ ص ۴۰۷)

مسئلہ: کبھی کام میں سست پڑ گیا تو غور کرے کہ معتدل یعنی درمیانہ انداز میں کتنا کام کیا جا سکتا ہے مثلاً کمپیوٹر آپریٹر ہے اور روز کی 100 روپیہ اجرت ملتی ہے۔ درمیانہ انداز میں کام کرنے میں روزانہ 100 سطریں کمپوز کر لیتا ہے مگر آج محض سستی یا غیر ضروری باتیں کرنے کے باعث 90 سطریں تیار ہوئیں تو 10 سطروں کی کمی کے 10 روپے کٹوتی کروالے۔ اگر کٹوتی نہ کروائی تو گنہگار اور نار جہنم کا حقدار ہے۔

مسئلہ: ملازم اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کریگا یا جلدی چلا جائے گا یا چھٹیاں کرے گا تو اس نے معاہدہ کی قصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہوگا۔

مسئلہ: ملازم کو چاہئے دوران ڈیوٹی چاق و چوبند رہے، سستی پیدا کرنے والے اسباب سے بچے مثلاً رات دیر سے سونے کے سبب بلکہ نفلی روزہ رکھنے کے باعث اگر کام میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو ان افعال سے باز رہے کہ قصداً کام میں سستی کرنے والا اگرچہ کٹوتی کروا دے مگر اب بھی ایک طرح سے گنہگار

ہے۔ کیوں کہ اس نے کام کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اس معاہدہ کی رو سے کم از کم معتدل یعنی درمیانہ انداز میں اس کو کام کرنا ضروری ہے۔

ابھی (فتاویٰ رضویہ ج۱۹ص۴۰۸) کے حوالے سے گزرا کہ ''اگر مزدوری میں سستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے۔'' ظاہر ہے ملازم کی بے جا سستیوں اور چھٹیوں سے سیٹھ کے کام کا نقصان ہوتا ہے بہر حال کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو سستی کے باعث کام میں جتنی کمی ہوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے تنخواہ میں اتنی کٹوتی کروائے۔ توبہ بھی کرے اور متاجر (جس سے اجارہ کیا ہے) اس سے معافی بھی مانگے۔ ہاں اگر نجی ادارہ ہے اور سیٹھ کٹوتی کی رقم بھی معاف کر دے تو انشاء اللہ عزوجل خلاصی ہو جائے گی۔

مسئلہ: اجیر خاص (یعنی جو مخصوص وقت میں کسی ایک ہی سیٹھ یا ادارے کے کام کا پابند ہو) اس مدت مقررہ میں (یعنی دوران ڈیوٹی) اپنی ذاتی کام بھی نہیں کر سکتا اور اوقات نماز میں فرض اور سنت موکدہ پڑھ سکتا ہے نفل نماز پڑھنا اس کیلئے اوقات اجارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جائے گا مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اتنے وقت کی اجرت کم کر دی جائیگی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائیگی اپنی اجرت پوری پائے گا۔

(ردالمحتار ج9 ص۱۱۸ دارالمعرفۃ بیروت)

ہر ملازم اپنے روزانہ کے کام کا احتساب کرے کہ آج ڈیوٹی کے اوقات میں غیر ضروری باتوں یا بے جا کاموں وغیرہ میں کتنا وقت خرچ ہوا آنے میں کتنی تاخیر ہوئی وغیرہ نیز غیر واجبی چھٹیوں کا شمار کرے خود ہی حساب لگا کر ہر ماہ تنخواہ میں کٹوتی کروالے۔ دعوت اسلامی کے جامعات المدینہ وغیرہ میں بعض محتاطین دیکھے ہیں جو اپنے مشاہرہ (تنخواہ) میں سے ہر ماہ احتیاط کچھ نہ کچھ کٹوتی کروالیتے ہیں۔ ان کا جذبہ صد کروڑ مرحبا! ہر ایک کو ان اچھوں کی نقل کرنی چاہیئے۔ اپنا آتا اگر ادارہ کے پاس رہ گیا تو کوئی نقصان نہیں مگر اپنے پاس ایک روپیہ بھی قصداً ناجائز آ گیا تو آخرت کے عذاب کی تاب کسی میں نہیں۔

مراقب (یعنی سپروائزر) یا مقررہ ذمہ دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے۔

وقت اور کام میں کوتاہی اور سستیاں کرنے والوں کی مکمل کارکردگی (رپورٹ) کمپنی یا ادارہ کے متعلقہ افسر تک پہنچائے۔ مراقب (سپروائزر) اگر جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہوگا۔

مسئلہ: مذہبی یا سماجی ادارے کے مقررہ ذمہ داران و منتظمین ادارے کے ملازمین کی کوتاہیوں اور چھٹیوں سے واقف ہونے کے باوجود آنکھ آڑے کان کریں گے اور اس وجہ سے ان ملازمین کو وقف کی رقم سے مکمل تنخواہ دیجائیگی تو لینے والوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ ذمہ دار بھی خائن و گنہگار اور عذاب نار حقدار ہوں گے۔

مسئلہ: کسی مذہبی ادارے میں اجارہ کے مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اسی وجہ سے مستعفی ہو کر ایسی جگہ ملازمت اختیار کر لینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسب ہے۔ ذہن یہ بنانا چاہئے کہ جہاں اجارہ کے شرعی احکام پر سختی سے عمل ہو وہیں کام کروں تا کہ اس کی برکت سے معصیت کی نحوست سے بچوں اور حلال روزی بھی کما سکوں۔

مسئلہ: جو اجارہ کے مطابق کام نہیں کر پاتا مثلاً سونپے ہوئے کام کیلئے نا اہل ہے تو اسے چاہئے کہ فوراً متاجر (یعنی جس سے اجارہ کیا ہے اس) کو مطلع کرے۔

مسئلہ: مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو کہ ایسا اجارہ جائز نہیں۔

(عالمگیری ج۴ص۴۳۵ کوئٹہ، بہار شریعت حصہ۱۴ص۱۵۳)

مسئلہ: ملازم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے ذاتی کاموں میں صرف کرنے سے اجتناب کرے۔

ملازم نے اگر مرض کی وجہ سے چھٹی کر لی یا کام کم کی تو متاجر کو تنخواہ میں سے کٹوتی کرنے کا حق حاصل ہے۔ (تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ ۱۹ص۵۱۵تا۵۱۶ دیکھ لیجئے)

امام و مؤذن عرف و عادت کی چھٹیوں کے علاوہ اگر غیر حاضری کریں تو تنخواہ میں کٹوتی کروالیا

کریں۔ مثلاً امام کی تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے تو چھٹیاں کرنے پر فی نماز 20 روپے کٹوالیں اسی طرح مؤذن صاحب بھی حساب لگالیں (بلا عذر صحیح قصداً معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اس کا گناہ پھر بھی ذمے رہے گا)۔

نجی ادارے کے سیٹھ یا اس کے نائب کی اجازت سے کام کاج کے اوقات میں ملازم سنت غیر موکدہ نوافل اور دیگر اذکار پڑھ سکتا نیز درس، سنتوں بھرے اجتماع وغیرہ مستحب کاموں میں شرکت کر سکتا ہے۔

مسئلہ: چوکیدار، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرہ دینا ہوتا ہے اگر ڈیوٹی کے اوقات میں ارادۃً سو گئے تو گنہگار رہوں گے اور (قصداً یا بلا قصد) جتنی دیر سوئے یا غافل ہوئے اتنی دیر کی اجرت کٹوانی ہوگی۔

ملازمت کے دوران فارغ وقت ملتا ہو تو اس دوران ذکر و درود اور مطالعہ وغیرہ میں حرج نہیں جبکہ ذمہ داری میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہ ہوتی ہو۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک ارشاد کا خلاصہ ایک ہی وقت میں دو جگہ اجارہ کرنا جائز نہیں۔ یعنی ایک جگہ اجرت پر کام کر رہا اسی وقت کے دوران اجرت لیکر دوسرے کا کام نہیں کر سکتا۔

(بہار شریعت حصہ۱۴ص۱۴۴ مدینۃ المرشد بریلی شریف)

مسئلہ: عرف کے مطابق جو چھٹی ہوتی ہے اس میں متاجر اپنے ملازم سے کام نہیں لے سکتا اگر جبراً لے گا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں حکیمہ لہجہ میں نہیں فقط درخواست کرنے پر ملازم خوش دلی سے کام کر دے یا چھٹی کے اوقات میں الگ سے اجرت دی جائے تو پھر جائز ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھئے! جہاں دلالۃ یعنی علامت سے معلوم ہو (UNDER STOOD) صراحۃً (یعنی کھلم کھلا، ظاہراً) اجرت ثابت ہو وہاں طے کرنا واجب ہے۔ (ھدایہ ج۲ص۲۳۰ داراحیاء التراث بیروت) ایسے موقع پر طے کرنے کے بجائے اس طرح کہہ دینا کام پر آجاؤ دیکھ لیں گے جو مناسب ہوگا دیدیں گے خوش کر دیں گے خرچی ملکیگی وغیرہ قطعاً ناکافی ہیں۔ بغیر طے کئے اجرت لینا گناہ ہے، طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی ممنوع ہے۔

ہاں جہاں ایسا معاملہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا، کچھ نہیں دوں گا، اس نے بھی کہہ دیا کچھ نہیں لوں گا۔ اور پھر اپنی مرضی سے دے دیا تو اس لین دین میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: مزدوری یا ڈیوٹی میں سستی اور چھٹیوں کے باوجود جو مکمل اجرت یا تنخواہ لیتا رہا اور اب نادم ہے تو اس کیلئے صرف زبانی توبہ کافی نہیں۔ آج تک جتنی اجرت یا تنخواہ زائد حاصل کی ہے اس کی بھی شرعی ترکیب کرنی ہوگی چنانچہ اس مسئلہ کا حل بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (جتنا کام کیا) اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس نے اجرت پر رکھا اسی) کو واپس (لوٹا) دے، وہ نہ رہا ہو اس کے وارثوں کو دے، ان کا بھی پتہ نہ چلے مسلمان محتاج (یعنی مسلمان فقیر یا مسکین) پر تصدق (خیرات) کرے۔ اپنے صرف (یعنی استعمال) میں لانا یا غیر صدقہ میں صرف (خرچ) کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۰۷) اگر رقم یاد نہیں تو ظن غالب کے حساب سے مالیت طے کر کے حکم شرعی پر عمل کیجئے۔

﴿ویڈیو گیم، لڈو اور اسنوکر کھیلنا﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ویڈیو گیم، اسنوکر اور لڈو کھیلنا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ نیز اسنوکر اور ویڈیو گیم کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

''باسمه سبحانه وتعالیٰ الجواب بعون الملک الوهاب''

کھیل جس طرح کا ہو مطلقاً ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔''اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے''۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہے جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت یہ تینوں حق ہے۔'' (ترمذی شریف)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:''جس نے چوسر کھیلی اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت وخون میں رنگا۔'' (بحوال: صحیح مسلم شریف)

ایک دوسری روایات میں ارشاد فرمایا: جس نے چوسر کھیلی اس نے خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔'' (بحوالہ: صحیح مسلم شریف)

حضرت علامہ حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ترجمہ:۔''اور چوسر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح شطرنج کا حکم ہے امام شافعی وابو یوسف نے ایک روایت میں اس کو مباح (جائز) قرار دیا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب جوا کے طریقے پر نہ ہو اور کسی واجب کی ادائیگی میں خلل واقع نہ ہو ورنہ تو بالا جماع حرام ہے۔''

اس کی شرح میں حضرت امام شامی قدس سرہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ:''ہمارے (احناف) کے نزدیک حرام وکبیرہ گناہ ہے اور اس کو مباح (جائز) قرار دینے میں اسلام ومسلمانوں کے خلاف شیطان کی اعانت کرنا ہے جیسا کہ کافی میں ہے قہستانی۔''

(بحوالہ: فتاویٰ شامی 494/26)

حضرت شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''اگر کھیل کے سبب فرائض واجبات ضائع ہو جائیں مثلاً وقت پر ادا نہ ہوں تو بالا جماع حرام ہے اور اگر قمار کے طریقے پر ہو یعنی مال کے بدلے ہو تو بھی بالا جماع حرام ہے اور اگر قمار کے طریقہ پر نہ ہو اور نہ فرائض واجبات ضائع ہوں تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض مکروہ اور بعض حرام بتاتے ہیں کہ ایسا کام کرنا جس میں دینی یا دنیوی منفعت نہ ہو ایسے بھی حرام ہے۔'' (حاشیہ الصاوی علی الجلالین)

شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ترجمہ:''اور اسی جوئے میں جوئے کی تمام اقسام اور شطرنج وغیرہ سب داخل ہیں یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹ اور پانسوں سے کھیلنا بھی اسی حکم منع میں داخل ہے۔''

شیخ ملا جیون ہندی قدس سرہ لکھتے ہیں:

ترجمہ:''حاصل کلام یہ ہے خواہ کسی بھی طرح کا ہو بالا جماع حرام ہے اور بغیر جوئے کا کھیل جس پر نص قطعی موجود ہے وہ بھی بالا جماع حرام ہے اور جس کی دلیل ظنی ہو اس کھیل میں اختلاف ہے۔''

(بحوالہ: تفسیر احمدیہ)

ان تمام عبارات سے واضح ہو گیا کہ کھیل فی نفسہ ممنوع و ناجائز ہے اور اس کے جواز کی کوئی راہ نہیں۔ لہٰذا ویڈیو گیم، اسنوکر، لڈو وغیرہ کھیلنا اگر جوئے کے ساتھ ہو تو حرام اور بغیر جوئے کے سخت ممنوع اور ناجائز ہے۔

اور ان کی کمائی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر کھیل میں جوا ہو یا نص قطعی سے حرام ہو اس کی کمائی حرام اور اگر کھیل تفریح ہو جیسے بچوں کو جھولا جھولانا وغیرہ اس کی کمائی جائز۔ واللہ اعلم

﴿213 کفریہ اقوال کا بیان﴾

اس زمانے میں جہالت اورنئی تہذیب کی نحوست کی وجہ سے کچھ مرد اور کچھ عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جواُن کے منہ میں آتا ہے بک دیا کرتے ہیں۔کبھی ہنسی مذاق میں،دل لگی یاغضب وغصہ میں بسا اوقات ایسے کلمات منہ سے نکل جاتے ہیں جس سے لوگ کافر ہو جاتے ہیں اوران کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے مگر اُنہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اس سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ہو گا۔

مسئلہ: شراب پیتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا زنا کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا کفر ہے۔

مسئلہ: جوشخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا کسی سنّی مسلمان کا فتویٰ سن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولہے یا بھاڑ میں ڈال دوں یا کہہ دے کہ میں شریعت وریعت کو نہیں جانتا یا نہیں جانتی۔یا شوہر کو بیوی کو کسی حرام کام سے منع کرنے فوٹو یا بے پردگی سے روکنے پر بیوی کا یہ کہنا کہ دوسری عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں آگ لگی شریعت صرف میرے لئے ہی رہ گئی ہے یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے یا کہہ دے کہ بسم اللہ،سبحان اللہ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا ہمیں روٹی چاہیے تو ایسے کلمات کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی شخص کو اپنے ایمان پر شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں۔یا یہ کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر ہوں۔وہ کافر ہے البتہ اگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ نہیں معلوم کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں تو کافر نہیں جوشخص ایمان اور کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مسئلہ: اگر یہ کہا کہ خدا مجھے اس کام کے لئے حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو ایسا شخص کافر ہے یونہی ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے موافق کام کر و دوسروں نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ گناہ نہ کرو ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا اُس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پرواہ نہیں ایسا کہنے والا کافر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنا۔اُن کی جناب میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرنا یا اُن فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے مثلاً (معاذ اللہ) یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

مسئلہ: مزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی نے نماز پڑھنے کو کہا جواباً کہا کہ نماز پڑھنے سے کیا فائدہ یا مجھے نماز سے کیا فائدہ ہوا یا روزے کے بارے میں کہے کہ کیا ہم بھوکے ہیں کھانا نہیں ملتا کہ ہم روزہ رکھیں ارے میاں یہ بھوکوں کا کام ہے اسی طرح کے کلمات جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو نماز روزے کی تحقیر ہوتی ہو سب کفر ہے۔(بہار شریعت)

مسئلہ: وہ فرقے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے اور کلمہ پڑھتے ہوں اور زبان سے کلمہ کفر بولتے ہوں اور اس پر اصرار کرتے ہوں یا وہ اپنی کُتب میں کفریہ کلمات حضور ﷺ،انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخانہ عبارتیں ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ لکھتے ہوں یا ایسے لکھنے والوں کو اپنا پیشوا اور مولوی مانتے ہوں بلکہ صرف مسلمان جانتے ہوں وہ مُرتد کے حکم میں ہیں۔

﴿مُرتد﴾

جوشخص سرکارِ اعظم ﷺ کی جانب منسوب کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے مثلاً آپ ﷺ کے بال مبارک،ناخن مبارک،لباس مبارک یا کسی سنّت کی تحقیر کرے مثلاً داڑھی بڑھانا،مونچھیں کم کرنا،عمامہ باندھنا،عمامہ کا شملہ لٹکانا اور کدّ و کو اس وجہ سے ناپسند بتانا کہ سرکارِ اعظم ﷺ کو پسند تھا تو ایسے کلمات سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی سنّت کا مذاق اُڑانا عمامہ کو پگڑ تحقیراً کہنا،داڑھی کو تحقیراً داڑھا کہنا،سُنّتوں بھرے لباس کو تحقیراً فقیروں کا لباس کہنا ایسی صورت میں بھی کفر صادر آئے گا۔

مسئلہ: کسی بااثر یا مالدار آدمی یا حاکم کی توجہ حاصل کرنے کے لئے لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اُوپر اللہ تعالیٰ

ہے۔نیچے آپ ہیں۔یہ کلمہ کفر ہے۔(خانیہ) کیونکہ اُوپر والا کہہ کر خدا تعالیٰ کی حد مقرر کرنا یا مخصوص جگہ بتانا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ انشاء اللہ تم اس کام کو کرو گے اس نے کہہ دیا کہ ''ا جی میں بغیر ان شاء اللہ کروں گا'' کافر ہو گیا۔

مسئلہ: ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں کہا نہیں۔یا کہا خدا تعالیٰ اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ جہنم میں ڈال دے؟ یا اس نے کہا کہ خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفریہ کلمات ہیں۔(عالمگیری)

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے۔جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ حروف ملا دیں جن سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔(بحرالرائق)

مسئلہ: مصیبتوں سے گھبرا کے یہ کہنا کہ تو نے مال لیا،اولاد لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کرے گا؟ یا اولاد کی یا شوہر کی موت پر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ تو انصاف نہیں کرتا یا ہمارے گھر کے پیچھے پڑ گیا ہے اس طرح بکنا کفر ہے۔

مسئلہ: حضرت جبریل وعزرائیل یا کسی مُقرّب فرشتے کی ادنیٰ سی بھی گستاخی کفر ہے مثلاً کوئی رقم مانگنے آئے تو یوں کہنا کہ یہ ملک الموت آ گیا ہے اپنے دشمن یا ڈاکو کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ ملک الموت نازل ہو گیا ہے یہ سب کلمہ کفر ہیں۔

مسئلہ: اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں مسلمان ہوں یا کافر یا اپنے مسلمان ہونے پر افسوس کرنا مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا یہ اچھا نہیں ہوا کاش میں ہندو ہوتا یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا یا یہ کہنا کہ میں نہ ہندو ہوں نہ مسلمان ہوں میں صرف انسان ہوں یا کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھر کا ایک پرانا گھر ہے اس میں کیا رکھا ہے کہ اس کی تعظیم کروں یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ تو ٹیکس ہے مُلّا لوگوں کا یہ دھندا ہے ان تمام بولیوں سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق﴾

(۱) جس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے موصوف کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کا مذاق اڑایا یا اس کے احکام سے کسی حکم کا مذاق اڑایا یا اس کے وعدے یا وعید کا انکار کیا تو ایسے آدمی کی تکفیر کی جائے گی۔ (شرح فقہ اکبر 255، فتاویٰ عالمگیری ج۲ ص ۲۵۸، فتاوی بزازیہ ج۶ ص ۳۲۳ فتاوی تاتارخانیہ ج۵ ص ۴۶۱، البحر الرائق ج۵ ص ۲۰۲ طحاوی علی الدر ج۲ ص ۴۷۸، مجمع الانھر ج۲ ص ۵۰۴)

(۲) اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کھاتا، پیتا، سوتا اور تھکتا ہے یا اس قسم کی ایسی چیزیں جو اللہ کی ذات میں نقص اور عجز پیدا کریں اس کی طرف منسوب کرنا جو اس کی شان کے لائق نہیں تو وہ کافر ہے۔ (الاستمداد از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

(۳) اللہ تو ہمارے لئے ڈائزفام ۸۰ کی گولی کھا کر سو گیا ہے۔ یہ کہنا کفر ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کو گالی دینا سنجیدگی میں یا مذاق میں رضا میں یا غصے میں کفر ہے۔

(۵) یہ کہنا صبح صبح دعا مانگ لیا کرو اس وقت اللہ فارغ ہوتا ہے کفر ہے۔

(۶) اگر ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کا بار بار ذکر کیا تو دوسرے نے اس سے کہا ''کیا وہ (اللہ) تمھارا چچازاد بھائی ہے؟'' کہنے والا کافر ہوجائیگا۔ (حموی علی الاشباہ)

(۷) یہ کہنا کہ اتنی نیکیاں نہ کرو کہ خدا کی جزا کم پڑ جائے۔ کفر ہے۔

(۸) جب بادل گرجتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گرج رہا ہے یہ کہنا کفر ہے۔

(۹) پیارا ایسا ہے کہ خدا کو بھی حیرت ہے۔ یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۰) فلاں کی حرکتوں سے تو اللہ تعالیٰ بھی پریشان ہے یا فلاں کو پیدا کر کے تو اللہ تعالیٰ بھی پریشان ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۱) تمھارے بال تمھارے رب نے بڑی فرصت سے بنائے ہیں یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۲) وہ تو اللہ کے پچھواڑے رہتا ہے یہ کلمہ کفر ہے۔

(۱۳) خدا کو مخلوق کہنا، خدا کو بھول جا کہنا، خدا کا بندہ بننے سے انکار کرنا، خدا کی نفی کرنا کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ج۲ ص ۱۹۵)

(۱۴) اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سجدہ کرنے میں ایک شریف انسان کی ذلت و توہین ہے اور یہ شریف انسان کے شان کے لائق نہیں تو کافر ہے۔

(۱۵) خدا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے رب روٹھتا ہے تو روٹھے میرا محبوب مجھ سے نہ روٹھے۔ یہ جملہ عام طور پر گانوں میں استعمال ہوتا ہے اور لوگ ایسے گانے بخوشی چلاتے اور سنتے ہیں ان سب پر حکم کفر ہے۔

(۱۶) کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں یہ کہنا کفر ہے (بہار شریعت حصہ۹ ص ۱۶۹، بحرالرائق ج۵ ص ۲۰۳، خانیہ ج۳ ص ۵۷۸ طحاوی علی الدر ج ۲ ص ۴۷۸ مجمع الانھر ۳ ص ۵۰۵، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۶)

(۱۷) جو اللہ تعالیٰ کے لئے خطا، نسیان اور نقصان کو جائز قرار دے وہ کافر ہے۔

(۱۸) یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ خطا کرتا ہے یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ بھولتا ہے یا یہ کہنا کہ اس میں کوئی نقص ہے کفر ہے۔

(۱۹) نجانے میرا بلاوا کب آئے گا شاید بنانے والا بھول گیا یہ قول کفر ہے۔

(۲۰) میری قسمت میں شاید اللہ میاں کچھ لکھنا بھول گیا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۲۱) زید نے کہا یار ہوسکتا ہے آج بارش ہوجائے بکر زید کے پاس آیا اور کہا نہیں یار اللہ تو ہمیں بھول گیا ہے یہ بھی کفر ہے۔

(۲۲) کسی نے کہا خدا سے ڈر۔ دوسرے نے کہا خدا کہاں ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ۹ ص ۱۶۹، فتاویٰ عالمگیری ج۲ ص ۲۶۲)

اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنا یا اس کے وجود میں شک کرنا کفر ہے۔

(۲۳) اگر اللہ ہوتا تو میری دعا ضرور سنتا یہ کہنے والا کافر ہے۔

(۲۴) اگر واقعی اللہ ہوتا تو غریبوں کا ساتھ دیتا، مجبوروں کا سہارا ہوتا۔ یہ کہنے والا کافر ہے۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ کے کسی شئے میں حلول کرنے کا عقیدہ کفریہ ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج۲ ص ۲۱۰)

(۲۶) اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا کفر ہے چنانچہ جو شخص بطور اعتراض کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز قرآن پاک میں کیوں ذکر کردی؟ تو وہ کافر ہے (شرح فقہ اکبر ص ۲۷۸)

نوٹ ذیل میں مذکور تمام جملے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کے طور پر کہنا کفر ہے۔

(۲۷) یہ کہنا اللہ نے فجر کی نماز بہت جلدی رکھ دی ہے کفر ہے۔

(۲۸) کبھی ہم فلاں کے ساتھ تھوڑا کچھ کرلیں اللہ میاں فوراً ہمیں پکڑ لیتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۲۹) یہ لوگوں کے ساتھ کچھ بھی کریں اللہ کی طرف سے فل (Full) آزادی ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۰) ہم ان کے ساتھ تھوڑا بھی کرلیں اللہ فوراً پکڑ لیتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۱) اللہ نے ہمیشہ میرے دشمنوں کا ساتھ دیا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۲) ہمیشہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر بھی دیکھ لیا کچھ نہیں ہوتا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۳) اللہ عزوجل نے میری قسمت ابھی تک تو ذرا بھی اچھی نہیں بنائی یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۴) شاید اس کے خزانے میں میرے نام کا کچھ بھی نہیں ہے میری دنیاوی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوئیں زندگی بھر میری کوئی دعا قبول نہیں ہوتی جس کو چاہا وہ دور چلا گیا ہر خواب میرا ٹوٹا، تمام ارمان کچلے گئے اب آپ ہی بتائیں میں کیسے اللہ پر ایمان لاؤں یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۵) کیسے یقین کروں وہ (اللہ) سنتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۶) اس نے آج تک میری کوئی دعا پوری نہیں کی یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۷) ایک شخص نے ہماری ناک میں دم کررکھا ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ میاں بھی ایسوں کے ساتھ ہوتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۸) اس شخص کو خوف خدا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالی خود اس کے ساتھ ہے کہ جا بیٹا محمد اقرار تو لوگوں کی بہن بیٹی کے دوپٹے اتار ان پر جھوٹے الزمات لگا میں تیرے ساتھ ہوں یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۳۹) مگر اللہ نے ہر موڑ پر یہ ثابت کیا کہ میں مجبوروں اور غریبوں کا ساتھ نہیں دیتا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۴۰) اگر واقعی اللہ غریبوں کا ساتھ دیتا تو اقرار جیسے لوگ اب تک سزا پا چکے ہوتے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۴۱) جو کچھ وہ ہمارے ساتھ کرتا ہے اللہ میاں خود کھڑے ہو کر اس کے ساتھ ہمارا تماشہ دیکھتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۴۲) جو کہے ''مجھے نہیں معلوم اللہ تعالی نے جب مجھے دنیا میں کچھ نہ دیا تو مجھے کیوں پیدا کیا'' یہ قول کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲)

(۴۳) یونہی بطور اعتراض یہ کہنا میں نہیں جانتا اللہ تعالی نے فلاں کو کیوں پیدا کر دیا؟ کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۰)

(۴۴) دنیا بنانے والے کیا تیرے من میں سمائی کا ہے کو دنیا بنائی یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۴۵) جس شخص نے مصیبتیں پہنچنے پر کہا اے اللہ تو نے مال لے لیا فلاں چیز لے لی اب کیا کرے گا؟ یا اب کیا چاہتا ہے؟ یا اب کیا باقی رہ گیا؟ یہ قول کفر ہے (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۱ بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۲، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۷ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۵ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۵ بزازیہ ج ۶ ص ۳۴۲)

(۴۶) کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا اے خدا فلاں بھی تیرا بندہ ہے اسے تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہے اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟ ایسا کہنا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲ تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۲)

(۴۷) کہتے ہیں اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے میں کہتی ہوں یہ سب بکواس ہے یہ کلمہ کفریہ

ہے۔

(۴۸) جن لوگوں کو میں پیار کرتی ہوں وہ پریشانی میں رہتے ہیں اور جو میرے دشمن ہوتے ہیں اللہ ان کو بہت خوشحال رکھتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۴۹) آپ کے اللہ تعالی نے اس شخص کو کچھ نہ دکھایا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۵۰) اللہ تعالی کے گھر تو سارا نظام ہی الٹا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۵۱) جو کہے اگر اللہ تعالی نے میری بیماری اور بیٹے کی مشقت کے باوجود مجھے عذاب دیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ کہنے والا کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۹ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۵ تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۳)

(۵۲) اگر کسی نے بیماری غربت یا کسی مصیبت کی زیادتی کی وجہ سے اللہ تعالی پر اعتراض کیا مثلا اس نے کہا اے میرے رب! تو مجھ پر کیوں ظلم کرتا ہے؟ حالانکہ میں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں تو وہ کافر ہے۔

(۵۳) جو کہے اے اللہ مجھے رزق دے اور مجھ پر تنگدستی ڈال کر ظلم نہ کر۔ ایسا شخص کافر ہے۔ (فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۴۶ فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۶)

(۵۴) اللہ تعالی کی طرف ظلم کی نسبت کرنا اسے ظالم کہنا کفر ہے۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۴۳۲ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۴۶ فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۶)

(۵۵) اللہ نے ہمیشہ برے لوگوں کا ساتھ دیا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۵۶) اللہ نے مجبوروں کو اور پریشان کیا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۵۷) کوئی حیرت انگیز بات سن کر کہنا ظلم خدا کا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۵۸) ایک انسان کی وفات ہوگئی۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ تعالی کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا تو یہ کفر ہے۔

(۵۹) جس شخص نے اللہ تعالی کی طرف ظلم کی نسبت کی (مثلا کسی کا بیٹا مر گیا یا کوئی عظیم حادثہ ہو گیا تو اس نے یوں کہا کہ اللہ نے بڑا ظلم کیا یا یوں کہا کہ اللہ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تو کافر ہو گیا۔

(۶۰) جو کہے اللہ تعالی نے ایسا کام کیا جس میں حکمت نہیں وہ کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲ طحاوی علی الدر ج ۲ ص ۴۷۸ مجمع الانھر ج ۲ ص ۲۵۸، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۲۶)

(۶۱) اللہ تعالی نے یہ حکم تو سراسر فضول دے دیا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۶۲) خدا کے احکام میں بے جا سختی ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۶۳) کسی سے کہا گیا ''فلاں تیرے ساتھ صحیح نہیں کر رہا اس نے کہا میرے ساتھ تو خدا بھی صحیح نہیں کر رہا'' یہ قول کفر ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

(۶۴) جس نے کوئی برا جانور دیکھ کر کہا اللہ تعالی کو بھی کوئی کام نہ تھا جو ایسا جانور پیدا کر دیا یہ کلمہ کفر ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

(۶۵) جو شخص یہ کہے میں صرف جنت حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے کے لئے عبادت کرتا ہوں اگر یہ نہ ہوتا تو میں اللہ تعالی کی عبادت نہ کرتا ایسا شخص کافر ہے (شرح فقہ اکبر ۲۸۳)

(۶۶) جس نے اللہ تعالی پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا یا اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے کو جائز سمجھنا کفر ہے

(۶۷) جو شخص کہے اللہ جانتا ہے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا حالانکہ وہ کام اس نے کیا ہے تو اس پر حکم کفر ہے (شرح فقہ اکبر ۳۱۳ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۸۱ طحاوی علی الدر ج ۲ ص ۴۷۹ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۱)

(۶۸) یہ کہا خدا جانتا ہے میں تجھے ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں حالانکہ وہ دعا نہیں کرتا اس پر حکم کفر ہے۔ (فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۱)

(۶۹) زید، عمرو کی شکایت بکر کے سامنے کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں شکایت نہیں کر رہا ہوں یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۷۰) یہ کہنا ''خدا جانتا ہے کہ تم مجھے فلاں سے یا سب سے زیادہ محبوب ہو'' حالانکہ ایسا نہ ہو یہ کفر ہے۔

(۷۱) یوں ہی اگر کوئی یہ کہے کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اللہ گواہ ہے حالانکہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا تو اس پر بھی حکم کفر ہے۔ ان جزئیات سے پتہ چلا کہ کسی بھی جھوٹی بات پر اللہ کو گواہ بنانا یا کسی بھی جھوٹی بات پر جان بوجھ کر یہ کہنا اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۷۲) خدا کی اور تیری قدموں کی مٹی کی قسم یہ قول کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ۲۱۴، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳)

(۷۳) جو غیر خدا کو ''اے معبود'' یا ''اے میرے معبود'' کہے وہ کافر ہے (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۵)

(۷۴) غیر خدا کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کفر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۹، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۱) اور بت کو سجدہ کرنا عبادت کے لئے نہ ہو صرف تعظیم کے لئے ہو اسے بھی فقہاء نے کفر فرمایا ہے۔

(۷۵) ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۱) اگرچہ مذاق میں ہو کہ مذاق میں بھی کفر کفر ہوتا ہے یونہی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ہولی دیوالی پوجنا کفر ہے۔

(۷۶) جو حضرت علی کو خدا مانے وہ کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۳۰، شامی ج ۶ ص ۳۷۸) یہی حکم کسی بھی غیر اللہ کو خدا ماننے کا ہے۔ جزئیہ میں حضرت علی کی تصریح محض شیعہ کے بعض فرقوں کے اعتبار سے ہے کہ ان کے بعض فرقے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتے ہیں۔

(۷۷) اللہ تعالیٰ کو رام کہنا کفر ہے (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۴۱۸)

(۷۸) جو شفا کی نیت سے غیر خدا کی عبادت کرے وہ کافر ہے اور اسے جائز سمجھنے والا بھی کافر ہے (فتاوی رضویہ قدیم ج ۴ ص ۴۱۸)

نوٹ: بعض لوگ جو ہندوستان سے آئے ہیں یا جو ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہیں ان کے بارے

میں سنا ہے کہ کسی خاص قسم کی بیماری میں وہ کالی ماتا یا کسی اور جھوٹے معبود کے نام کا سجدہ کرتے ہیں یہ بھی کفر ہے۔

(۷۹) اپنے پیروں کو خدا اور رسول کہنے والا کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۱۸)

(۸۰) سب میں خدا کا حصہ ہے اور سب خدا ہیں کلمہ کفریہ ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۳۲)

آج کل بہت سے جاہل درویش اس طرح کے دعوے کرتے ہیں کہ ہر شئے خدا ہے یا ہر چیز میں خدا ہے اور اس کو تصوف کا بہت بڑا درجہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صریح کفر ہے۔ وحدت الوجود کا نظریہ جو اکابر صوفیاء کرام میں پایا جاتا تھا اس کا مفہوم اس سے جدا ہے۔ اور وہ معرفت کے اسرار میں سے ہے۔ جس کے بارے میں عوام میں کلام کرنا ہی نہ چاہئے چہ جائیکہ غلط و باطل کفریہ مفہوم بیان کر کے لوگوں کے ایمان کا صفایا کر دیا جائے۔ وحدت الوجود کا صحیح مفہوم سمجھنے کیلئے فتاویٰ رضویہ قدیم کی چھٹی جلد کا مطالعہ فرمائیں۔

(۸۱) زید، عمرو سب کو خدا کہنا کفر ہے جیسے جاہل درویش کہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۹۴)

(۸۲) جو کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۸)

(۸۳) یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں کفر ہے۔

(۸۴) کسی نے مردے کے بارے میں کہا ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ اس کا محتاج ہے یہ کہنے والا کافر ہے''۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۸)

(۸۵) یونہی اللہ تعالیٰ کو کسی شئے یا ذات کا محتاج کہنا کفر ہے۔

(۸۶) کسی کا بیٹا فوت ہو گیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ کو یہ چاہئے ہو گا یہ قول کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کو محتاج قرار دیا۔ (فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۴۹)

(۸۷) جس نے کہا ''اگر اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کے ساتھ جنت میں داخلے کا حکم کرے گا تو میں

نہیں جاؤں گا'' کہنے والا کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۰، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۹، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۶)

(۸۸) اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ ''اگر اللہ بھی تیری سفارش کرے تو میں اس کی سفارش قبول نہیں کروں گا'' تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

(۸۹) اگر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے بغیر جنت دی تو میں جنت میں نہ جاؤں گا یا کہا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے بغیر شخص یا عمل کی وجہ سے جنت دی تو جنت میں نہ جاؤں گا ایسے پر حکم کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۰ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۹ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۶)

(۹۰) کسی نے کہا اللہ تعالیٰ جہنم میں بھیجنے کے علاوہ کیا کر سکتا ہے؟ یہ قول کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۱ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۲)

(۹۱) یہ کہا اگر خدا بھی مجھے اس کام کا حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے (بہارِ شریعت حصہ ۱۶۹ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۵)

(۹۲) یہ کہنا کہ اگر قیامت میں اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا۔ یہ قول کفر ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے میں شک کا اظہار ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

(۹۳) یہ کہنا اگر اللہ تعالیٰ بھی مجھے اس کام کا حکم دے تو نہ سنوں گا۔ یہ کلمہ کفریہ ہے (مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۵ فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۱۳)

(۹۴) دو آدمیوں میں لڑائی ہوئی کسی نے کہا صلح کر لو اس پر اس نے کہا تم تو کیا اگر خدا بھی کہے تو بھی صلح نہیں کروں گا۔ یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۹۵) ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں دوسرے نے کہا میں

خدا کا حکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا کہنے والا کافر ہے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹ خانیہ ج ۳ ص ۵۷۵ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷ فتاوی بزازیہ ج ۲ ص ۳۲۵ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۷)

(۹۶) میرے ظلم سے تجھے خدا بھی نہیں بچائے گا۔ یہ کہنا کفر ہے۔

(۹۷) جس نے بطور انکار کہا خدا کیا کرسکتا ہے یا کہا خدا اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے یہ کہنے والا کافر ہے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹ فتاوی عالمگیری ج ۶ ص ۲۶۲ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۶ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۲)

(۹۸) جس سے کسی کام میں کہا گیا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ اس نے کہا نہیں ایسے حکم کفر ہے (شرح فقہ اکبر ص ۲۹۸ بہار شریعت ص ۱۶۹ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱ بحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ فتاوی خانیہ ص ۵۷۶، ۵۷۳، ۵۷۸، ۵۷۵، طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۹ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی بزازیہ ج ۲ ص ۳۴۷ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۹)

(۹۹) کسی زبان دراز آدمی سے کہا خدا تمھاری زبان کا مقابلہ نہیں کرسکتا میں کیسے کرسکوں گا یہ کہنا کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

(۱۰۰) ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں کیوں نہیں رکھتا اس نے کہا عورتوں پر خدا کو قدرت نہیں مجھے کہاں سے ہوگی یہ قول کفر ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۰)

(۱۰۱) ارے یہ تو اتنا چالاک ہے کہ خدا کو بھی دھوکہ دیدے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۰۲) اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱ ص ۸)

(۱۰۳) اللہ تعالیٰ کے لئے جہت ماننا کفر ہے یعنی یہ کہنا اللہ تعالیٰ اوپر ہے وغیرھا (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۳۳)

(۱۰۴) خدا کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹) اللہ تعالیٰ کے لئے مکان اور جہت ثابت کرنے والے جملے لوگوں میں بہت زیادہ رائج ہوتے جارہے ہیں مثلاً اوپر والا کہنا تو بہت عام ہے۔اور یہ لوگوں نے زیادہ تر فلموں ڈراموں سے لیا ہے ایک مصدقہ اور معتبر روایت کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ انڈیا کی سو میں سے پچاس سے زیادہ فلموں یہ لفظ کثرت سے استعمال ہوتا ہے اور اسی سے یہ لوگوں میں پھیلا ہوا ہے۔اور چونکہ عام آدمی کفریات کی پہچان عام طور پر کم ہی کر پاتا ہے اس وجہ سے نجانے کتنے لوگ اپنا ایمان روزانہ برباد کرتے ہیں۔ایسے تمام لوگوں پر جن سے زندگی میں یہ جملہ صادر ہوا ہو ان پر فرض ہے کہ اس سے توبہ کریں اور نئے سرے سے ایمان لائیں اور اگر بیوی والے ہیں تو نئے سرے سے نکاح بھی پڑھیں کاش یہ لوگ فلموں ڈراموں کو چھوڑیں اور ضروریات دین کا علم حاصل کریں۔

(۱۰۵) روزی دینے والا اوپر بیٹھا ہے۔ یہ کلمہ کفر ہے۔

(۱۰۶) اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کا قائل کافر ہے۔(فتاوی رضویہ جدید ج ۱۴ ص ۲۵۰) اللہ تعالیٰ کے جسم اور مکان ثابت کرنا کفر ہے اس مسئلہ کی مکمل اور واضح تفصیل کے لئے امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی مبارک تصنیف قوارع القھار کا مطالعہ فرمائیں۔آسان اردو میں لکھی ہوئی ایک جامع اور نفیس کتاب ہے۔

(۱۰۷) جو کہے اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے گھر بٹھا یا کھڑا ہوگیا وہ کافر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ مجمع الانھر ۲ ص ۵۰۵ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ فتاوی خانیہ ج ۵ ص ۴۶۶)

(۱۰۸) یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم ہو۔ یہ کلمہ کفریہ ہے۔(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۶۹ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۸ فتاوی رضویہ قدیم ج ۲ ص ۳۳ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

(۱۰۹) جو کہے اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے اگر مکان کی نیت ہے تو کفر ہے اور اگر کچھ بھی نیت نہیں تو تب بھی کفر ہے (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۸ مجمع الانھر ج ۲ ص

۵۰۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۴) اس طرح کے جملے بھی لوگوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں حتی کہ بچوں کو باقاعدہ سکھایا جاتا ہے کہ اللہ تعالی آسمان پر یا عرش پر ہے اور بچوں سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کہاں ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ آسمان پر۔ یہ سب کلمات کفریہ ہیں ان سے احتراز فرض ہے۔

(۱۱۰) اللہ تعالی عرش پر ہے آسمان میں ہے اس سے کوئی جگہ خالی نہیں یہ سب اقوال کفریہ ہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۳۳ خانیہ ج ۳ ص ۵۷۸ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۴)

(۱۱۱) یہ کہنا کہ کوئی گوشہ یا مکان ایسا نہیں جہاں ذات خدا موجود نہیں یہ کلمہ کفر ہے (مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹ فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۲۳)

(۱۱۲) جو کہے اللہ تعالی آسمان سے یا عرش سے دیکھ رہا ہے یہ قول کفر ہے۔

(۱۱۳) کسی سے کہا انشاء اللہ تم اس کام کو کرو گے اس نے کہا میں بغیر انشاء اللہ کروں گا یہ کلمہ کفریہ ہے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۵)

(۱۱۴) ایک نے دوسرے پر ظلم کیا مظلوم نے کہا خدا نے یہی مقدر کیا تھا ظالم نے کہا میں اللہ کے مقدر کئے بغیر کرتا ہوں یہ کفر ہے۔(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱) البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۵ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۴)

(۱۱۵) اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر الف وغیرہ ایسے حروف ملادیں جس سے تصغیر سمجھی جائے۔(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ شرح فقہ اکبر ص ۳۱۵ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۶ طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۹ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۵ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۴ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۴) تصغیر کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی شئے کو چھوٹا کر کے بیان کرنا جسے کتاب

سے کتا یا لکھ سے مکھڑا۔

(۱۱۶) صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱ ص ۴) کافر ہے (فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۲)

(۱۱۷) غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم وضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرلے چاہے جاہل رہے یہ صریح کلمۂ کفر ہے۔(الکوکبۃ الشہابیہ)

(۱۱۸) اللہ تعالیٰ کی سب صفتیں ازلی ہیں نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق۔ لہٰذا جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔(الکوکبۃ الشہابیہ)

(۱۱۹) اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ماننا کہ وہ سوتا، اونگھتا، بہکتا اور بھولتا ہے کفر ہے۔(الکوکبۃ الشہابیہ)

(۱۲۰) جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے۔(الکوکبۃ الشہابیہ)

(۱۲۱) یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں ہے'' کفر ہے۔(فتاوی عالمگیری ج ص ۲۶۲)

(۱۲۲) جو علم میں کسی شئے کو قدیم (یعنی ہمیشہ سے) مانے یا کسی شئے کے حادث ہونے میں (عدم سے وجود میں آنے میں) شک کرے وہ کافر ہے۔(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۴، امجدیہ ج ۴ ص ۴۴۴)۔

(۱۲۳) جو اللہ کے لئے باپ یا بیوی یا بیٹا مانے وہ کافر ہے اور جو ممکن کہے وہ گمراہ بددین ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱ ص ۴، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۴، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۳)

(۱۲۴) حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں مگر کان آنکھ زبان سے اس کا سننا، دیکھنا کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱ ص ۵) اور اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ماننا کفر ہے۔(فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۳)

(۱۲۵) کوئی شخص غیر خدا کے لئے ذاتی (یعنی بغیر اللہ کے دیئے) علمِ غیب مانے وہ کافر ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱ ص ۵) یونہی اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کسی کیلئے ایک ذرے کا علم یا ایک ذرے کی ملکیت ثابت کرنے والا کافر ہے۔ اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو غیب کا علم ہے یا ان میں دوسری صفات پائی جاتی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں اس کے باوجود بعض لوگ ان صفات کا ثابت کرنا شرک مانتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ذاتی نہیں عطائی ہیں تبھی تو شرک بنے گا۔ اور یہ بات سراسر باطل و کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو عطائی مانا جائے۔

(۱۲۶) اللہ عزوجل کی طرف جہالت یا عجز یا نقص کی نسبت کرنا کفر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲، خانیہ ص ۵۷۵، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۴، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۸، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۲۳)

(۱۲۷) کوئی چھپر پھاڑ مولیٰ اپنی جیبیں جھاڑ مولیٰ۔ یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۲۸) خدا سے چھین لاؤں گا یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۲۹) چھوڑو یار خدا سے ہم خود ہی نمٹ لیں گے یہ کلمہ کفریہ ہے۔

(۱۳۰) جو کہے اللہ تعالیٰ کفر پر راضی ہے وہ کافر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۶، تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۵)

(۱۳۱) جو کہے اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انصاف کریگا تو میں انصاف کروں گا ایسے پر حکمِ کفر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۵)

(۱۳۲) کوئی اپنی بیوی سے کہے تو مجھے خدا سے زیادہ پسند ہے وہ کافر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۵، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹، تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۸)

(۱۳۳) اللہ تعالیٰ سے کسی شئے کے ایک ذرے کے علم کی نفی کرنا کفر ہے۔ اور یونہی معدوم کے علم کی نفی کرنا کفر ہے۔

(۱۳۴) جو کہے کہ معدوم شئے اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں وہ کافر ہے۔(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، مجمع

الانہر ج ۲ ص ۵۰۵، فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۲)

(۱۳۵) اللہ تعالیٰ سے کسی شئے کے ایک ذرے کے علم کی نفی کرنا کفر ہے۔

(۱۳۶) یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو خبر نہیں اور فرشتے روح نکالنے آ گئے کلمہ کفریہ ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم ج ص ۱۱۳)

(۱۳۷) غیر خدا کو قیوم، قدوس، رحمٰن اور دیگر ایسے اسماء جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں کہنا بعض فقہاء نے کفر لکھا ہے۔(مجمع الانہر ج ص ۵۰۴، فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۹۶) لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

(۱۳۸) جو کہے جب تک خدا اور رسول کو دیکھ نہ لیں گے ایمان نہ لائیں گے وہ کافر ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۱۸)

(۱۳۹) معبودانِ باطل کی جے (برتری، فتح) بولنا کفر ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۴۹)

(۱۴۰) ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے کہنے والا کافر ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۵۳)

(۱۴۱) کفر کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ کہنا کفر ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۹۵)

(۱۴۲) جو کہے میں توحید (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت) نہیں جانتا وہ کافر ہے (فتاوی عالمگیری ج ص ۲۵۷)

(۱۴۳) اللہ تعالیٰ سے استغناء ظاہر کرنا کفر ہے یعنی یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں یا مجھے اللہ کی رضا کی ضرورت نہیں یا اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے مجھے اس کی پرواہ نہیں مجھے تو اپنے محبوب کی رضا چاہئے۔ اس طرح کے جملے گانوں میں اور مجازی محبت کرنے والوں میں بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ ان سے بچنا فرض ہے۔

(۱۴۴) کسی سے کہا گیا زیادہ نہ کھایا کر اللہ تعالیٰ زیادہ کھانے کو پسند نہیں کرتا اس نے کہا میں کھاؤں گا وہ (خدا) چاہے تو مجھے دوست بنائے یا دشمن یہ قول کفر ہے (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰) اور یہی حکم زیادہ ہنسنے یا سونے پر کہنے کے جواب پر ہے۔(فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

(۱۴۵) کسی شخص سے کہا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرو''۔ اس نے کہا کہ ''مجھے نہیں چاہیے''۔ ایسا کہنا کفر ہے۔

(۱۴۶) کسی سے کہا گیا گناہ نہ کر اللہ تعالیٰ عذاب دے گا اس نے کہا میں ایک ہاتھ سے سارا عذاب اٹھالوں گا یہ کہنے والا کافر ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ص ۲۶۰)

(۱۴۷) جو کہے اگر تو الہ العٰلمین بھی ہو تب بھی تجھ سے اپنا حق لے لوں گا یہ قول کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ص ۲۶۰، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۶۸)

(۱۴۸) جو کہے مجھے اللہ عزوجل کا حکم یا نبی ﷺ کی شریعت پسند نہیں یا اسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے چار بیویاں حلال کی ہیں اس نے کہا مجھے یہ حکم پسند نہیں یہ قول کفر ہے (فتاوی عالمگیری ج ۲ص ۲۶۱، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۶۸)

(۱۴۹) جو شخص کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس نمازوں کا حکم دیتا تو میں نماز نہ پڑھتا یا کہے اگر اس طرف قبلہ ہوتا تو میں نماز نہ پڑھتا ایسا شخص کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۸۳، البحر الرائق ج ۵ص ۲۰۴، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۷۵، مجمع الانھر ج ۲ص ۵۰۸، فتاوی عالمگیری ج ۲ص ۲۶۹، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ص ۳۲۷)

(۱۵۰) کسی سے کہا گیا خدا سے حیا کر اس نے کہا میں نہیں کرتا یہ قول کفر ہے۔ (فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۷۰)

(۱۵۱) کسی نے کسی سے کہا ''سامان زیادہ ہوگا کوئی گاڑی کر لینا''، اس نے کہا ''اللہ مالک ہے''، تو اس نے کہا ''اللہ مالک نہیں خود ہی کرنا ہے''۔ یونہی بیوی نے شوہر سے کہا کہ ''فلاں کام ضرور کر دینا''، شوہر نے کہا ''اللہ مالک ہے''، اس پر بیوی نے کہا ''اللہ مالک نہیں بس آپ کو کام کرنا ہے''، تو جس نے کہا ''اللہ مالک نہیں''، وہ کافر ہے۔

انبیاء کے متعلق

(۱) جو یہ مانے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملی یا اسے جائز جانے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۸، فتاوی امجدیہ ج ص ۳۹۶)۔

(۲) آیت خاتم النبیین کے مشہور معنی میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کفر ہے (فتاوی رضویہ جدید ج ۱۴ص ۳۳۴)

(۳) مرزائیوں کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ سمجھنے والا کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ص ۵۱) اس میں قادیانیوں کے تمام گروہ شامل ہیں۔ وہ قادیانی بھی جو مرزا غلام احمد کو نبی مانیں اور وہ بھی جو مرزا کو مجدّد یا مسیح مانیں اور وہ بھی جو ان میں سے تو کچھ نہ مانیں مگر اس کو محض مسلمان مانیں بلکہ وہ بھی کافر ہیں جو اس کے عقائد کو جان کر اس کے کافر ہونے میں شک کریں۔ (قادیانی عقائد کی پوری تفصیل امام اہلسنّت، الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمان کے رسائل میں موجود ہے جو رد مرزائیت کے نام سے ملتے ہیں)

(۴) جو نبوت کا دعوی کرنے والے سے معجزہ طلب کرے وہ کافر ہے البتہ اگر اس کے عجز کے اظہار کے لئے ہو تو کفر نہیں۔ (البحر الرائق ج ۵ص ۲۰۴، فتاوی عالمگیری ج ۶ص ۲۶۳، فتاوی بزازیہ ج ۶ص ۳۲۸، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۷۹، مجمع الانھر ج ۲ص ۵۰۶) نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والا کبھی معجزہ ظاہر نہیں کر سکتا۔

(۵) غیر انبیاء کے لئے وحیِ نبوت ماننا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۳)

(۶) جو کہے نبوت عبادت اور ریاضت کر کے حاصل کی جاسکتی ہے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۳)

(۷) جو شخص نبی سے نبوت زائل ہو جانے کو جائز جانے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۳)

(۸) جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو چھپایا اور لوگوں تک نہ پہنچایا وہ کافر

ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۴)

(۹) جو غیر نبی کو نبی سے افضل یا اس کے برابر مانے وہ کافر ہے (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۰، فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ص ۱۳۱، فتاوی امجدیہ ج ۴ص ۴۱۹، فتاوی رضویہ قدیم ج ۱۱ص ۴۲۰)

(۱۰) اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت علی، محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہیں تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

(۱۱) ائمہ اہل بیت کو انبیاء سے افضل جاننا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۲۶)

(۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبیوں سے افضل ماننے والا کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۱۸)

(۱۳) شہید کو رسول اللہ ﷺ پر فضیلت دینا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ص ۱۳۲)

(۱۴) جو اپنے آپ کو پیغمبر یا رسول کہے اور تاویل یہ کرے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل نہیں سنی جائے گی کیونکہ عرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنی میں ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱، البحر الرائق ج ۵ص ۲۰۳، فتاوی عالمگیری ض ۲ص ۲۶۳، مجمع الانھر ج ۲ص ۵۰۶، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۷۹)

(۱۵) جس نے توہین یا دشمنی کے طور پر تمنا کی کہ انبیاء میں سے کوئی نبی نہ ہوتا اس نے کفر کیا۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۵۶، البحر الرائق ج ۵ص ۲۰۴، فتاوی خانیہ ج ۳ص ۵۷۳، فتاوی عالمگیری ج ۲ص ۲۶۵، فتاوی بزازیہ ج ۶ص ۳۲۸، ۳۴۵، فتاوی تا تارخانیہ ج ۵ص ۴۸۱)

(۱۶) کسی نبی کی ادنی توہین یا تکذیب کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ص ۱۵، البحر الرائق ج ۵ص ۲۰۳، فتاوی خانیہ ج ۳ص ۵۷۴، فتاوی عالمگیری ج ۲ص ۲۶۳، مجمع الانھر ج ۲ص ۵۰۶، فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۳۹، ۳۵، فتاوی شامی ج ۶ ص ۳۷۰، فتاوی خیریہ ج ۱ص ۱۰۲، فتاوی خانیہ ج ۳ص ۵۷۳)

(۱۷) ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان کو بیان کیا تو دوسرے شخص نے غصہ میں کہا

"اب کیا میں تمہارے نبی کو گالی دوں؟" اس دوسرے شخص کا قول کفر ہے۔

(۱۸) انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوہڑے، چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر یہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۱۷)

(۱۹) جو کہے کہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی ذات کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے وہ کافر و مرتد ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۴۱۱)

(۲۰) یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدتر ہے کفر اور سخت گستاخی ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۶۰، فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۰۶)

(۲۱) شیطان کا علم نبی کریم ﷺ کے علم سے زیادہ ماننا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۸۰)

(۲۲) نبی کریم ﷺ کے علم کو بچوں، جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح کہنا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۸۰، فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۸۳، فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۴۱۱)

(۲۳) حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ناکارے لوگ کہنا جیسا کہ مولوی اسماعیل نے کہا خالص کفر ہے۔

(۲۴) جو کہے کہ میں اس کے کلام کی تصدیق نہ کروں گا اگرچہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵)

(۲۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی بے ادبی حرام ہے یا کفر؟ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۸۲) کیونکہ ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نبی ہیں یا نہیں اگر نبی ہوں تو ان کی گستاخی کفر ہے اور نبی نہ ہوں تو ان کی گستاخی کفر نہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ان کے بارے میں راجح یہ ہے کہ نبی نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) کسی سے کہا نبی اور فرشتے بھی تیرے سامنے گواہی دیں تو تو ان کی تصدیق نہ کرے گا اس نے کہا ہاں جواب دینے والا کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص، فتاویٰ تاتار

خانیہ ج ۵ ص ۴۸۲)

(۲۷) جو کسی نبی سے بغض رکھے وہ کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۴۵، تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۸، طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۹، منحۃ الخالق ج ۵ ص ۲۱۱، درمختار و شامی ج ۶ ص ۳۷۰)

(۲۸) کسی نبی پر عیب لگانا کفر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۹)

(۲۹) جو کہے آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے لہٰذا ہم جولاہے کی اولاد ہوئے یہ کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۸، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۲، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۶)

(۳۰) انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔ مثلاً معاذ اللہ! یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۶، فتاویٰ خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴، فتاویٰ عالمگیری ج ص ۲۶۳، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۷، ۳۲۸، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۸)

(۳۱) یوسف علیہ السلام زلیخا کے عشق میں دربدر پھرتے رہے۔ یہ کلمہ کفر یہ ہے۔

(۳۲) اگر کسی نے انبیاء علیہم السلام کے ناموں کو کسی کاغذ میں لکھا اور پھر جان بوجھ کر اس کاغذ کو نجاست میں پھینکا تو وہ کافر ہے۔

(۳۳) جو معجزات کا مطلقاً انکار کرے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۵۲)

(۳۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردہ زندہ کرنے کا انکار کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۵۲)

(۳۵) جس نے کسی چیز کو اس وجہ سے ناپسند کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو پسند ہے۔ مثلاً کدو شریف

وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۷۷، بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰، البحر الرائق ج ۵ ص ۳۰۴، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۶، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۷۸، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۱، طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۳۲۸، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۱، طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۹) یہی حکم ہر نبی علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ان کی پسند کردہ چیزوں کو اس وجہ سے ناپسند کرنا کہ یہ انہیں پسند تھیں کفر ہے۔

(۳۶) نبی کریم ﷺ سے بغض رکھنا اور آپ کے نام، رسالت، سیرت، سنت کو تحقیراً ناپسند کرنا کفر ہے۔

(۳۷) گستاخِ رسول ﷺ کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۶ ص ۳۹)

(۳۸) جو نبی کریم ﷺ کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے یا موئے مبارک کو توہین سے یاد کرے آپ کے لباس و مبارک کو گندا اور میلا بتائے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴، فتاویٰ خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۶، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳، ۲۶۴، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۰، طحطاوی علی الدرج ۲ ص ۴۷۹) اور یہی حکم ہر نبی علیہ السلام کی بے ادبی کے متعلق ہے۔

(۳۹) اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑایا یا تعدد ازواج کی وجہ سے اعتراض کیا تو کافر ہے۔

(۴۰) جو نبی کریم ﷺ کے کسی عمل کو خلافِ ادب کہے کافر ہے مثلاً کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کو۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵، فتاویٰ بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۸، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۲) یونہی عمامہ باندھنے یا شملہ لٹکانے وغیرہ کو۔

(۴۱) جو سرکار مدینہ ﷺ کے ناخن مبارک کو بڑے بڑے کہے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰)

(۴۲) جو نبی کریم ﷺ کی طرف پاگل پن منسوب کرے اگرچہ ایک لمحہ کے لئے وہ کافر ہے اور غشی یا بیہوشی منسوب کرنے سے نہیں۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴، فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵، فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۸، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸)

(۴۳) جو کہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہم پر کوئی نعمت نہیں ہے وہ کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴، مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۷، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۴)

(۴۴) جو کہے میں نہیں جانتا کہ نبی اپنی قبر میں مومن ہے یا کافر، وہ کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴)

(۴۵) نبی کریم ﷺ کو بطور گستاخی یتیم کہنا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۲۷، شفاء شریف ج ۲ ص ۲۱۰)

(۴۶) نبی کریم ﷺ کو بطور گستاخی بیچارہ کہنا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۲۸، شفاء شریف ج ۲ ص ۲۱۰)

(۴۷) رسول اللہ ﷺ کی بشریت کا مطلقا انکار کفر ہے (فتاوی رضویہ قدیم ج ۲ ص ۶۷) یونہی اس میں شک کرنا بھی کفر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳، فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۰)

(۴۸) رسول کو ایلچی کہنے والا کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۲ ص ۱۵۵)

(۴۹) ترک تعظیم کے طور پر خالی رسول رسول کہنا کفر ہے (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۷۳)

(۵۰) جو کہے اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا یہ کہنے والا کافر ہے۔ (فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴)

(۵۱) نبی کریم ﷺ کی طرف تکبر کی نسبت کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۱۳۵)

(۵۲) جو رسول اللہ ﷺ کے واسطے کے بغیر خدا تک پہنچنے کا دعوی کرے وہ کافر ہے (فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۹۹)

(۵۳) جو کہے میں بے واسطہ رسول اللہ تک پہنچا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔

(۵۴) نبی کریم ﷺ کو بہروپیا کہنا کفر شدید ہے (فتاوی رضویہ قدیم ج ۲ ص ۲۱۱)

(۵۵) جو نبی کریم ﷺ کو مخلوق نہ مانے وہ کافر ہے۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۴۳۴)

(۵۶) جو نبی کریم ﷺ کو خدا کہے یا دونوں کو بعینہ ایک ذات مانے وہ کافر ہے (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۴۶۴)

(۵۷) جو کسی کو حضور ﷺ کی صفات خاصہ میں آپ کی مثل مانے وہ گمراہ ہے یا کافر۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۱۷)

(۵۸) یہ کہنا اگر آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو ہم بدبخت نہ ہوتے کفر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵ فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۷ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۱ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۶)

(۵۹) جو کہے میں نہیں جانتا کہ آدم علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں وہ کافر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۸ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۶)

(۶۰) حضرت خضر و ذوالکفل علیہم السلام کی نبوت کا انکار کفر نہیں کیونکہ یہ اجماع سے ثابت نہیں (اگرچہ صحیح یہی ہے کہ یہ نبی ہیں)۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳ فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۵۷۴ مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۶ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۷۸ طحطاوی علی الدر ج ۲ ص ۴۷۹)

(۶۱) اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا میں تم سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسی محمد رسول اللہ ﷺ سے بلکہ اس سے بھی زیادہ تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

(۶۲) ایک شخص نے دوسرے سے کہا تو میرے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سچا اور زیادہ عزت والا ہے ایسے کہنے والا کافر ہے۔

﴿گانوں میں کفریہ اشعار﴾

(۱) جانے دل میں کب سے ہے تو جب سے میں ہوں تب سے ہے تو
مجھ کو میرے رب کی قسم یارا رب سے پہلے ہے تو

(۲) تجھ کو دی ایسی صورت پری سی دل نہیں تجھ کو دیا
ملتا خدا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا ؟

(۳) روپ یہ تیرا سیب کا موتی یا آسمان کی دھول ہے
تو ہے قدرت کا کرشمہ یا خدا کی بھول ہے

(۴) دل میں تجھے بٹھاکے کر لوں گی بند آنکھیں
پوجا کروں گی تیری دل میں رہوں گی تیری

(۵) چاہا ہے تجھے چاہیں گے
تجھے اپنا خدا ہم بنائیں گے

(۶) دل میں ہو تم آنکھوں میں تم بولو تمہیں کیسے چاہوں؟
پوجا کروں سجدہ کروں بولو تجھے کیسے چاہوں؟

(۷) تمہارے سوا کچھ نہ چاہت کریں گے
کہ جب تک جئیں گے محبت کریں گے سزا رب جو دے منظور ہو گی

اب ہم تمہاری عبادت کریں گے

(۸)پتھر کے صنم تجھے ہم نے محبت کا خدا جانا
بڑی بھول ہوئی یہ کیا سمجھا یہ کیا جانا؟
(۹)یا رب تو نے یہ دل توڑا کس موسم میں ؟

یہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے

(۱۰)اک فرصت گناہ ملی وہ دو چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پرور دگار کے

(۱۱)مانگ لوں گا میں خدا سے چرا لوں گا تجھے
تجھ سا موتی دوسرا اس کے خزانے میں نہیں

خدا چرالینا اور اس جیسا دوسرا خدا کے خزانے میں نہیں یہ دونوں باتیں خدا کی قدرت کی نفی پر مبنی ہیں اس لئے کفر ہیں۔

(۱۲)بن تیرے خدا کرے جنت عطا
ایسی جنت کی گلی کو نہ چھوڑ دوں ؟

(۱۳) ہر دکھ کو گلے لگایا ہر مصیبت میں ساتھ نبھایا
کیا کروں تعریف فرصت سے رب نے انھیں بنایا

(۱۴) تیری اونچی شان ہے مولا
مجھ کو بھی تو لفٹ کرا کے بنگلہ موٹر کار دلا دے

کیسے کیسے کو دیا ہے ایسے ویسے کو بھی دیا ہے
اب تو چھپڑ پھاڑ مولا اپنی جیبیں جھاڑ مولا

(۱۵) اگر ہم کہیں اور وہ مسکرا دیں ہم ان کے لئے زندگانی لٹا دیں
قیامت کے دیوانے کہتے ہیں ہم سے چلوان کے چہرے سے پردہ ہٹا دیں
اگر خود کو بھولیں تو کچھ بھی نہ بھولیں کہ چاہت میں ان کی خدا کو بھلا دیں

(۱۷) تیرے نام کا میں کلمہ پڑھوں رات دن تجھے یاد میں کروں
اس بات کا خدا گواہ

اشعار

(۱)بے چینیاں سمیٹ کر سارے جہان کی
جو کچھ نہ بن پڑا تو میرا دل بنادیا

(۲) دنیا بنانے والے دنیا میں آ کے دیکھ
صدمے سہے جو میں نے تو بھی اٹھا کے دیکھ

(۳) دنیا بنانے والے کیا تیرے من میں سمائی
تو نے کاہے کو دنیا بنائی

(۴) ہر دکھ کو گلے لگایا ہر مصیبت میں ساتھ نبھایا
کیا کروں تعریف فرصت سے رب نے انہیں بنایا

(۵) اے خدا ان حسینوں کی پتلی کمر کیوں بنائی
تیرے پاس مٹی کم تھی یا تونے رشوت کھائی (معاذ اللہ)

(۶) اس حور کا کیا کرے جو ہزاروں سال پرانی ہے

تجدید ایمان (یعنی از سرِ نو ایمان لانے) کا طریقہ

دل کی تصدیق کے بغیر صرف زبانی توبہ کافی نہیں ہوتی۔مثلاً کسی نے کفر بک دیا،اُس کو دوسرے نے پھسلا کر اس طرح توبہ کروادی کہ کُفر بکنے والے کو معلوم تک نہیں ہوا کہ میں نے فلاں کفر کیا تھا ،یوں توبہ نہیں ہوسکتی ،اُس کا کُفر بدستور باقی ہے۔لہٰذا جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہوگی جب کہ وہ اس کفر کو کفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو،مثلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو عیسائی لکھ دیا وہ اس طرح کہے،''یا اللہ عزوجل! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا ہے اس کفر سے توبہ کرتا ہوں۔لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عزوجل و ﷺ (اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں''اس طرح مخصوص کفر سے توبہ بھی ہوگئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔اگر معاذ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اگر یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے،''یا اللہ عزوجل مجھ سے جو جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔''پھر کلمہ پڑھ لے۔(اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجمہ دوہرانے کی حاجت نہیں۔)اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کہیں،''یا اللہ عزوجل اگر مجھ سے کوئی کفر ہوگیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں''یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔

مدنی مشورہ

روزانہ سونے سے قبل احتیاطاً توبہ وتجدید ایمان کرلینا چاہیے اور اگر بآسانی گواہ دستیاب ہوں تو میاں بیوی توبہ کرکے گھر کی چار دیواری میں کبھی کبھی تجدید نکاح بھی کرلیا کریں۔ ماں، باپ، بہن، بھائی اور اولاد وغیرہ عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت نکاح کے گواہ بن سکتے ہیں۔ (احتیاطی توبہ وتجدید ایمان وتجدیدِ بیعت وغیرہ کے بعد اگر یاد آیا کہ توبہ سے پہلے فُلاں فُلاں صریح کفریات صادر ہوئے تھے تو اب ان سے دل میں بیزاری کافی ہے۔ از سرنو توبہ وغیرہ کی حاجت نہیں البتہ کفریات یاد آنے سے قبل اگر بغیر مہر مقرر کئے احتیاطی تجدید نکاح کیا تھا تو اب ''مہرِ مثل''، یعنی عموماً اس کے خاندان میں عورتوں کو جو مہر دیا جاتا ہے اس کی ادائیگی واجب ہوجائے گی۔)

﴿تجدید نکاح کا طریقہ﴾

تجدید نکاح کا معنی ہے، ''نئے مہر سے نیا نکاح کرنا''، اس کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ خطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ خطبہ یاد نہیں تو اَعُوذُ بِاللّٰہ اور بسم اللّٰہ شریف کے بعد سورۃ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اُس کی رقم مہر واجب ہے۔ مثلاً آپ نے 1200 روپے ادھار مہر کی نیت کرلی ہے تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ ''ایجاب'' کیجئے یعنی عورت سے کہیے میں نے 1200 روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔'' عورت کہے، ''میں نے قبول کیا۔'' نکاح ہوگیا۔ تین مرتبہ ایجاب وقبول مستحب ہے۔ بعد نکاح اگر عورت چاہے تو مہر معاف بھی کرسکتی ہے۔ مگر مرد بلا حاجت شرعی عورت سے مہر معاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

﴿مدنی مشورہ﴾

جن صورتوں میں نکاح ختم ہوجاتا ہے مثلاً صریح کفر بکا اور مرتد ہوگیا تو تجدید نکاح میں مہر واجب ہے البتہ احتیاطی تجدیدِ نکاح مہر کی حاجت نہیں۔ (ملخص از ردالمحتار ج۴ ص ۳۳۸، ۳۳۹)

﴿تنبیہ﴾

مرتد ہوجانے کے بعد اور توبہ وتجدید ایمان سے قبل جس نے نکاح کیا اُس کا نکاح ہوا ہی نہیں۔

﴿نکاح فضولی کا طریقہ﴾

عورت کو بے شک خبر تک نہ ہو اور کوئی شخص مرد سے مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں عورت کی طرف سے ''ایجاب'' کرلے۔ مثلاً کہے، میں نے 1200 روپے ادھار مہر کے بدلے فُلانہ بنت فُلاں بن فلاں کا تجھ سے نکاح کیا۔ مرد کہے میں نے قبول کیا یہ نکاح فضولی ہوگیا پھر عورت کو اطلاع کی گئی اور اس نے قبول کرلیا، تو نکاح منعقد ہوگیا۔ مرد بھی ''ایجاب'' کرسکتا ہے۔ نکاحِ فضولی حنفیوں کے یہاں جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے البتہ شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کے یہاں باطل ہے۔

﴿ایمان کی حفاظت کا ورد﴾

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَوُلْدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ o

صبح وشام تین تین بار پڑھنے سے، دین وایمان، جان، مال، بچے سب محفوظ رہیں گے۔

﴿خرید وفروخت اور کاروبار سے متعلق جدید مسائل﴾

مسئلہ: جاوید کا سرمایہ ہے سلیم اس کا کارندہ ہے تیسرا آدمی سونے کے زیورات بناتا اور دوکانداروں کو بیچتا ہے جاوید کا سرمایہ ہوگا وہ براہِ راست نہیں بلکہ اپنے کارندے سلیم کے ذریعے مشترکہ کاروبار میں عملاً شریک رہے گا تیسرے آدمی کی محنت، تجربہ اور مہارت ہوگی۔ طے شدہ منافع پر نہیں بلکہ نفع ونقصان میں شراکت کی بنیاد پر کاروبار ہے یہ کاروباری شراکت جائز ہے بشرطیکہ:

(۱) خدانخواستہ نقصان کی صورت میں نقصان کا سارا بار سرمایہ لگانے والے فریق جاوید پر ہو۔

(2) منافع کی صورت میں جاوید اور تیسرا آدمی کے درمیان تقسیم منافع کا تناسب پہلے سے طے ہو۔

(3) سلیم جوکہ جاوید کے ایجنٹ کے طور پر شراکتی کاروبار تیسرے آدمی کے درمیان مصروفِ عمل ہے۔

جاوید اور سلیم کا باہمی معاملہ ہے کہ وہ مقرر تنخواہ پر کام کرے گا یا جاوید کے حصّہ منافع میں سے ایک مقررہ حصّہ لے گا۔ (تفہیم المسائل)

﴿سونے کے کاروبار میں شراکت﴾

سوال: ''الف'' کا سرمایہ ہے ''ب'' اس کا کارندہ ہے، ج، سونے کے زیورات بناتا ہے اور دکاندار کو بیچتا ہے۔ الف کا سرمایہ ہوگا۔ براہ راست نہیں بلکہ اپنے کارندے۔ ب، کے ذریعے مشترکہ کاروبار میں عملاً شریک رہے گا۔ ج، کی محنت، تجربہ اور مہارت ہوگی۔ طے شدہ منافع پر نہیں۔ بلکہ نفع ونقصان میں میں شراکت کی بنیاد پر، کیا یہ کاروباری شراکت جائز ہے؟

(جواب) مذکورہ بالا صورت میں کاروباری شراکت جائز ہے۔ بشرطیکہ (۱) خدانخواستہ نقصان کی صورت میں نقصان کا سارا بار سرمایہ لگانے والے فریق الف پر ہو۔ (۲) منافع کی صورت میں الف اور، ج، کے درمیان تقسیم منافع کا تناسب پہلے سے طے ہو۔ (۳) ب۔ جو۔ الف، کے وکیل یا

ایجنٹ کے طور پر شراکتی کاروبار، ج، کے درمیان مصروف عمل ہے الف اور ب کا باہمی معاملہ ہے کہ وہ مقرر تنخواہ پر کام کرے گا یا الف کے حصہ منافع میں سے ایک مقرر حصہ لے گا (تفہیم المسائل)

﴿اسلام میں نیلام عام﴾

سوال۔ بعض احادیث مبارکہ میں رسول ﷺ نے بیع علی البیع، یعنی دوسرے کے سودے پر سودا کرنے اور سوم علی السوم، دوسرے کے نرخ پر نرخ بڑھانے سے منع فرمایا ہے اور نجش سے منع فرمایا نجش سے کیا مراد ہے ان احادیث کی روشنی میں اسلام میں نیلام عام کی کہاں تک گنجائش ہے؟

جواب۔ بیع علی البیع، سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں ایک چیز کا سودا طے پا گیا اور باہمی رضا مندی سے قیمت بھی طے پا گئی اور انہوں نے مزید غور فکر کے لئے تین دن یا اس سے کم کی مہلت مقرر کر دی جس کی شریعت میں اجازت اور گنجائش ہے اسے خیار شرط کہتے ہیں۔ اب اس مدت خیار کے دوران کوئی شخص بائع (فروخت کنندہ) سے کہے آپ یہ سودا منسوخ کر دیں، میں آپ کو اس سے زیادہ قیمت دلا دوں گا یا دے دوں گا یا کوئی شخص خریدار سے کہے کہ آپ یہ سودا فسخ کر دیں، میں اس سے کم رقم میں یہ چیز آپ کو دلا دوں گا، یہ دونوں صورتیں شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔

''نرخ پر نرخ بڑھانے'' کی صورت یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ ایک چیز کے لین دین پر باہم رضامند اور آمادہ ہو چکے ہوں لیکن ابھی ''عقد بیع'' سودا مکمل نہ ہوا ہو کہ ایک تیسرا شخص درمیان میں آ کر بائع کو لالچ دے کہ میں تمہیں اس سے زیادہ قیمت دے دوں گا، یہ صورت بھی شرعاً حرام ہے۔

''نجش'' کے لغوی معنی ہیں ''جوش دلانا'' اصطلاحِ شریعت میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی چیز کو خریدنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا، لیکن دوسرا خریدار کو جوش دلانے اور برانگیختہ کرنے کے لئے زیادہ قیمت لگائے، یہ دوسرے کو ارادتاً نقصان پہنچانا ہے اور شرعاً حرام ہے۔

﴿نیلام کا جواز﴾

بعض فقہاء کرام نے نجش کی ممانعت پر قیاس کرتے ہوئے نیلام کی بیع کو بھی مکروہ قرار دیا ہے،

کیونکہ نیلام میں بڑھ چڑھ کر بولی لگائی جاتی ہے لیکن جمہور فقہاء کرام اور ائمہ نے نیلام کی بیع کو ''جامع ترمذی'' میں مروی حدیث کی رو سے جائز قرار دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اور ایک پیالہ بیچا اور فرمایا ''اس چادر اور پیالے کو کون خریدے گا؟'' ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ان کو ایک درہم کے بدلے میں خرید لوں گا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدے گا تو ایک شخص نے دو درہم دے دیئے، آپ نے وہ پیالہ اور چادر اس شخص کو دے دیئے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

البتہ جو لوگ نیلام کی بیع کی ممانعت پر نجش سے استدلال کرتے ہیں، ان کا جواب یہ ہے کہ زیادہ قیمت لگانا اس وقت منع ہے جب کسی شخص کا ارادہ خریدنے کا نہ ہو بلکہ دھوکہ دے کر اور جوش دلا کر قیمت بڑھانا مقصود ہو، یہ امر بلاشبہ حرام ہے لیکن اگر بولی لگانے والے کا ارادہ فی الواقع خریدنے کا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ اسی لئے ائمہ اربعہ نے نیلام کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔

﴿کیا ہنڈی کی بیع جائز ہے﴾ (Bill of Exchange)

سوال: کیا ''ہنڈی'' کی بیع شرعاً جائز ہے؟

جواب: ہنڈی سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص ''الف'' نے ''ب'' کو کچھ مال فروخت کیا اور ''ب'' نے رقم بعد میں ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ''الف'' کو اس سلسلے میں ایک دستاویز لکھ کر دے دی کہ وہ اسے (مثلاً) چھ ماہ بعد ایک لاکھ روپے ادا کرے گا تو اس دستاویز کو ''ہنڈی'' کہتے ہیں۔ اب ''الف'' اس دستاویز کو لے کر ایک شخص یا بینک کے پاس جاتا ہے کہ آپ ہنڈی کو مجھ سے مثلاً دس فیصد کمیشن پر خرید لیں اور اس طرح بینک اسے ایک لاکھ کی بجائے نوے ہزار روپے دے دے گا اور چھ ماہ بعد مقررہ تاریخ پر بینک ''ب'' سے ایک لاکھ روپے وصول کرلے گا۔ کمیشن کی مقدار کا انحصار اس مدت کی کمی بیشی پر ہوتا ہے جس کے بعد ہنڈی کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ ''ہنڈی کی بیع'' دراصل قرض کی بیع ہے اور اس میں ایک شخص اپنا واجب الادا قرض اس شخص یا ادارے کو بیچ رہا ہے، جس پر اس کا قرض واجب نہیں

ہے اور یہ ناجائز ہے۔

اس بیع کے عدم جواز کا سبب یہ ہے کہ اس میں ''غرور'' (دھوکا) ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مقروض دیوالیہ ہو جائے یا اس کی جملہ املاک کسی حادثے کے نتیجے میں تلف ہو جائیں تو وہ دستاویز جس کی بیع ہوئی ہے اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھے گی۔

بعض علماء نے ہنڈی کی بیع کو اس بناء پر ناجائز قرار دیا ہے کہ یہ زیادتی اور تاخیر کے ساتھ نقود کا نقود سے تبادلہ ہے اور ''ربوالفضل'' کی حرمت کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

﴿ٹھیکے کے حصول اور بل کی وصولی کیلئے رشوت کا لین دین﴾

سوال: میں گورنمنٹ ٹھیکیدار ہوں، ہمیں ٹھیکہ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینی پڑتی ہے، پھر ورک آرڈر لینے سے کام کی تکمیل تک مختلف مراحل میں متعلقہ افسران اور سرکاری اہلکاروں کو رشوت دینی پڑتی ہے، بل کی وصولی بھی رشوت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ان حالات میں حکم شرعی کیا ہے، ہمارے لئے دوسرا کام بھی دشوار ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ ہی (رشوت کے طور پر) وہ مال حاکموں تک پہنچاؤ، تاکہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ کے ساتھ کھاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہ فعل ناجائز ہے)'' (البقرہ:۱۸۸) جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔ اسلام میں فقہی اعتبار سے ایمان وعمل کے درجات ہیں۔ اعلیٰ درجے کو عزیمت کہتے ہیں، یعنی ایمان وعمل کا کامل ترین درجہ، جو اہل عزیمت اور اولوالعزم اہل ایمان کا شعار ہے۔ یعنی خواہ حالات کتنے ہی ناساز کیوں نہ ہوں، لیکن بندۂ مومن ایمان وعمل کے جادۂ مستقیم سے سر مو انحراف نہ کرے۔ اس مرتبۂ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کسی بھی صورت میں نہ رشوت لے اور نہ دے اور اس استقامتِ ایمانی کی راہ میں حائل ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے لیکن ظاہر ہے کہ بعض بندے ضعیف الایمان اور کم ہمت بھی ہوتے ہیں۔ اسے فقہی طور پر رخصت یا حالت اضطرار و اکراہ کا نام دیا گیا ہے لہٰذا ان

تمام احوال کو پیش نظر رکھ کر فقہاء کرام نے رشوت کے جو تفصیلی احکام بیان فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) منصبِ قضاء حاصل کرنے کے لئے رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں بلکہ ایسا شخص منصب قضاء کا اہل ہی نہیں ہے۔

(۲) کسی شخص کا حاکم سے اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لئے رشوت دینا، ایسے امور میں رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، اگر وہ رشوت دے کر اپنے حق میں ناجائز فیصلہ کرانا چاہتا ہے تو اس کا باطل اور حرام ہونا بالکل واضح ہے، لیکن اگر وہ فیصلہ انصاف پر مبنی ہو اب بھی اس کے لئے کوئی تعذر، دشواری اور اضطرار نہیں ہے جو رشوت کے جواز کا سبب قرار پائے، البتہ کسی شخص پر ظلم ہو رہا ہے، ظلماً اس کی جان یا مال تلف کیا جا رہا ہے، رشوت دیئے بغیر اس کا حق روکا جا رہا ہے۔ جلد یا بدیر اس کے ملنے کی کوئی توقع نہیں ہے، تو ایسی ناگزیر صورتحال میں فقہاء کرام نے اس کیلئے اپنی جان و مال اور آبرو کو ظلم سے بچانے کے لئے یا اپنے غصب شدہ حق کو حاصل کرنے کے لئے، اضطراری صورتحال میں صرف رشوت دینا جائز قرار دیا ہے، لینا بہرحال حرام ہے۔ اس مخصوص صورتِ حال میں بھی رشوت دینے کی اجازت رخصت شرعی کی بنا پر ہے، کم ہمت صاحبان، ایمان کے لئے، ورنہ عزیمت یہی ہے کہ حرام سے ہر صورت حال میں بچا جائے۔ الّا یہ کہ جان کو خطرہ در پیش ہو۔

رشوت کے بارے میں یہ مسائل ممتاز فقہاء اسلام علامہ قاضی خان، علامہ ابن ہمام، علامہ ابن نجیم، علامہ شامی رحمہم اللہ اجمعین کی کتب سے ماخوذ ہیں۔ (بحوالہ شرح صحیح مسلم)۔ اب جو صورت مسئلہ دریافت کی گئی ہے اس اصولی گفتگو کے بعد اس کا جواب یہ ہے:

(۱) ٹھیکہ لینے کے لئے رشوت دینا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ ٹھیکہ لینا آپ کا حق نہیں ہے۔

(ب) اگر کام ٹھیکے کے معاہدے میں طے شدہ شرائط کے مطابق انجام نہیں دیا، میٹریل ناقص ہے، کوالٹی مطلوبہ معیار کے مطابق نہیں ہے تو اسے رشوت دے کر پاس کرانا اور کلیرنس سرٹیفکیٹ یا کمپلیشن سرٹیفکیٹ لینا ناجائز اور حرام ہے۔

(ج) اگر کام طے شدہ شرائط اور مطلوبہ معیار کے مطابق انجام دے دیا ہے لیکن افسر مجاز بل کو

روکے ہوئے ہے، ادائیگی سے انکار کر رہا ہے، مگر افسران بالا سے یا عدالت سے اپیل کرنے پر اس کا حق مل سکتا ہے تو رشوت نہ دے اور حق طلبی کے لئے یہ طریقہ کار اختیار کرے۔ لیکن اگر رشوت کا چینل اوپر تک ہے اور افسران بالا سے یا عدالت سے رجوع کرنے اور اپیل کرنے سے حق ملنے کے امکانات مزید معدوم ہو جاتے ہیں تو پھر بصورت مجبوری و اضطرار رشوت دے کر اپنا حق وصول کر لے اور اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور رزق حلال کے حصول کی جستجو کرتا رہے۔ بعض اوقات لوگ رشوت اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں ان کے استحقاق سے زیادہ مل جائے، وقت مقررہ سے پہلے مل جائے، تو ان مقاصد کے لئے رشوت دینا ناجائز ہے۔

﴿لائسنسوں کی خرید و فروخت﴾

سوال: بعض لوگ اپنے سیاسی اثر و رسوخ کی بناء پر حکومت سے امپورٹ لائسنس یا ٹرانسپورٹ کا ''روٹ پرمٹ'' اپنے نام لے لیتے ہیں اور آج کل حکومتیں سیاسی رشوت کے طور پر ایسی نوازشات کرتی رہتی ہیں اور پھر یہ لوگ ان ''لائسنسوں'' یا ''پرمٹوں'' کو بالترتیب پیشہ ور تاجروں یا ٹرانسپوٹروں کو بیچ دیتے ہیں ایسی بیع شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ لائسنس یا پرمٹ کسی خاص آدمی کے نام پر جاری کئے گئے ہیں اور قابل منتقلی نہیں ہیں، تو ان کا دوسرے شخص کو فروخت کرنا شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکا دہی پر مبنی ہے لیکن اگر یہ لائسنس یا پرمٹ کسی خاص شخص کے نام پر نہیں ہے بلکہ ان کی حیثیت ایک ایسی دستاویز کی ہے کہ جو اس کا حامل ہو، اس کے ذریعے مال بیرون ملک سے درآمد کر سکتا ہے یا ٹرانسپورٹ متعلقہ روٹوں پر چلا سکتا ہے تو پھر ان کی حیثیت ڈاک کے ٹکٹوں کی سی ہوگی اور ان کی بیع جائز ہے۔

﴿فلیٹ اور دُوکان کی پگڑی﴾

سوال: ہمارے ملک کے بڑے تجارتی مراکز میں یہ طریقہ کار عام ہے فلیٹ اور دوکانیں کرائے پر دی جاتی ہیں کرایہ اگرچہ معمولی ہوتا لیکن بھاری رقم بطور پگڑی وصول کی جاتی ہے اور ایک کرائے دار

جب فلیٹ یا دوکان دوسرے کرائے دار کو منتقل کرتا ہے اور قبضہ دیتا ہے تو پگڑی وصول کرتا ہے موقع و محل کے اعتبار سے پگڑی کی شرح مقرر ہوتی ہے۔ کیا یہ پگڑی کا لین دین شرعاً جائز ہے؟

جواب۔ قبضہ چونکہ کوئی حسی یا عین چیز نہیں ہے اس لئے یہ بیع باطل ہے بعض لوگوں نے اس کے جواز کا یہ حل تجویز کیا ہے کہ دوکان اور فلیٹ میں کچھ چیزیں اور قسم فرنیچر و سامان رکھ دی جائیں اور پگڑی کی مالیت کے برابر ان کی قیمت مقرر کر لی جائے گویا اونٹ کے گلے میں بلی والی بات ہے لیکن ظاہر ہے فقہی یا قانونی حیلہ اور بات ہے اور خداوند علیم و خبیر کے سامنے سرخرو ہونا اور بات ہے اور ظاہر و باطن اور نیتوں کا حال جانتا ہے۔

﴿شرع منافع کی زیادہ سے زیادہ مقدار کیا ہے﴾

سوال: شرع منافع کی زیادہ سے زیادہ مقدار کیا ہے؟

جواب: (۱) بنیادی طور پر بیع و شراء اور کاروبار کا مقصد نفع کا حصول ہے شرع منافع کی کمی بیشی کا مدار محض کسی کی خواہش پر نہیں بلکہ حالات اور طلب و رسد (Demand & Supply) کے معاشی اصولوں پر ہے شریعت نے کم از کم یا زیادہ سے زیادہ منافع کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ بس اتنا ضرور ملحوظ رہے کہ زیادہ سے زیادہ حصول نفع اور کثرت مال کی خواہش انسان کو سنگدل اور شقی القلب نہ بنا دے کسی کی مجبوری کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ اس لئے بیع و شراء کی وہ صورتیں جو استحصال کا سبب بنتی ہیں، شرعاً ممنوع ہیں۔ مثلاً احتکار (Holding) یعنی مال کی طلب کے باوجود اسے جمع کئے رکھنا اور مارکیٹ میں سپلائی نہ کرنا محض اس لئے ذخیرہ اندوزی کرنا کہ مال کی طلب بڑھے اور لوگ با مجبوری تجارت فطری اصولوں کے برعکس زیادہ سے زیادہ نفع دینے پر مجبور ہو جائیں۔ اسی طرح حدیث پاک میں ''تلقی''، ''الجلب'' کو بھی منع فرمایا، یعنی یہ کہ کوئی شخص مارکیٹ تک پہنچنے سے پہلے کھیت، کھلیان، باغات میں یا گلے بانوں سے وہیں پر جا کر اس لئے مال خریدے کہ لاعلمی اور ناتجربہ کاری کے سبب ایک جانب انہیں نقصان پہنچائے اور دوسری جانب شہری آبادی پر نہایت مہنگے داموں بیچے، اور اگر کوئی نیک دل خدا ترس تاجر زیادہ منافع ملنے کے واضح امکان کے باوجود قناعت اور انسانیت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے رضا کارانہ طور پر اپنے لئے ایک کم سے کم مقدار نفع مقرر کر دیتا ہے، خواہ مارکیٹ کا رجحان زیادہ ہی کیوں نہ ہو تو ایسے تاجروں کے بارے میں ارشاد رسول ﷺ ہے ''قیامت کے دن دیانت دار، صداقت شعار تاجر کا حشر انبیاء وصالحین کے ساتھ ہوگا۔''

انعامی بانڈز پر انعام کی رقم لینا جائز ہے

سوال: کیا انعامی بانڈز کا لین دین اور اس پر انعام کی رقم کا لینا جائز ہے؟

جواب: انعامی بانڈز حکومتِ پاکستان جاری کرتی ہے، شیڈول کمرشل بینکوں یا قومی بچت کے مراکز کے ذریعے درج قیمت پر انہیں فروخت کرتی ہے اور اسی قیمت پر خریدتی ہے، اس میں کوئی رقم ڈوبتی ہے نہ ایسا کوئی خطرہ اس میں ہے اور نہ ہی اسے اس پر کوئی طے شدہ زائد رقم ملتی ہے۔ ان بانڈز کا اس طرح لین دین بغیر کسی شرعی قباحت کے جائز ہے اور اب سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعت اپیلٹ بنچ بھی اسے جائز قرار دے چکی ہے۔ جن علماء نے اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیا تھا ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اب بھی فتویٰ پر قائم ہیں یا رجوع کر چکے ہیں۔ تاہم انہوں نے جو عدم جواز کی بنیاد قائم کی، وہ ان مفروضوں پر تھی کہ یہ قرض ہے جو بینک عوام سے لیتے ہیں اور اس کا سود سب پر مساوی تقسیم کرنے کے بجائے چند افراد کو انعام کی شکل میں دے دیتے ہیں اور ان کے نزدیک چونکہ سود کی مجموعی رقم چند افراد کو مل جاتی ہے اور باقی محروم رہتے ہیں لہٰذا یہ قمار بھی ہے، لیکن یہ سب مفروضے غلط ہیں، کیونکہ یہ قرض نہیں ہے بلکہ خرید و فروخت ہے، قرض کی واپسی کے لئے مدت متعین ہوتی ہے، انعامی بانڈ میں کسی مدت کا تعین نہیں ہے بلکہ بانڈ کا حامل جب چاہے اسے حکومت کو فروخت کر کے اپنی پوری رقم لے سکتا ہے۔ ان بانڈز کا اجراء حکومت پاکستان کرتی ہے، بینک نہیں کرتے، وہ صرف ان کی خرید و فروخت کے لئے ایجنٹ کا کام کرتے ہیں۔ اس میں کوئی سودی معاہدہ بھی نہیں ہے۔

کروڑ پتی، مالا مال اور پرائز بانڈ کی اسکیمیں

سوال: بینکوں کی کروڑ پتی اسکیم، مالا مال اسکیم اور پرائز بانڈ پر انعام کا کیا حکم ہے؟

جواب: بینکوں کا سارا کاروبار سود پر قائم ہے، کروڑ پتی اسکیم، مالا مال اسکیم یا اس طرح کی اور ترغیبی اسکیمیں اور ان سے ملنے والی رقم ناجائز ہیں، کیونکہ یہ حرام میں معاونت کرتی ہیں البتہ ''پرائز بانڈ'' کی مساوی قیمت پر، یعنی بانڈ پر درج قیمت پر خرید و فروخت جائز ہے اور ان پر ملنے والا انعام بھی جائز ہے، علمائے اہلسنّت اسے پہلے بھی جائز قرار دیتے تھے اب ''سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ'' نے بھی اس کے جواز کا فیصلہ صادر کر دیا ہے البتہ ''پرائز بانڈز'' کی پرچیوں کا کاروبار ناجائز اور حرام ہے۔

انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱) مجھے ایک آدمی نے کچھ رقم دی ہے اور کہا کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گی تم اپنے پاس رکھو۔ میں نے رکھ لی میں نے وہ رقم اپنے کاروبار میں لگا لی اور اس بندہ کو میں ماہانہ کچھ نہ کچھ خرچ اخراجات کے لئے دیتا ہوں، اس پر کچھ لوگ بولتے ہیں یہ سود ہے، آپ فرمائیں یہ کیسا ہے؟

(۲) جناب عالی! میں پرائز بانڈ کی پرچیوں کا کام کرتا ہوں اس کاروبار میں نفع و نقصان دونوں ہوتے ہیں یہ کاروبار کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) پرائز بانڈز رکھنا اور اس پر جو انعام ملتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا کاروبار کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: (۱) (الف) کسی بھی رقم پر، جسے کاروبار میں لگایا گیا ہو بطور قرض لیا گیا ہو، طے شدہ شرح کے مطابق ماہانہ مقررہ رقم دینا اور لینا سودی لین دین ہے اور شرعاً حرام ہے، البتہ اگر رقم شرعی مضاربت کے اصول پر کاروبار کے لئے دی گئی ہے۔ نفع میں شرح تناسب طے کر لیا گیا ہو اور خدانخواستہ بصورت نقصان، اس کی ذمہ داری قبول کی جائے تو جائز ہے۔

(ب) اگر رقم بطور امانت و حفاظت رکھنے کے لئے دی ہے تو امین کا اس میں تصرف کرنا اور استعمال میں لانا جائز نہیں ہے ورنہ بصورت اتلاف اس پر ضمان ہوگا۔

(۲) انعامی بانڈ کی پرچیوں کا کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ ایسے ''انعامی بانڈز'' کے کچھ نمبرز یا سیریز لکھ دیتا ہے اور طے یہ ہوتا ہے کہ اگر اس پرچی پر درج سیریز میں سے کسی خاص نمبر پر انعام نکل آیا تو بانڈز کا حامل اس پرچی کے خریدار کو انعام کی پوری رقم دے گا، یہ اس لئے حرام ہے کہ اس میں پرچی کے عوض خریدار کو بانڈز نہیں ملتے اور ان نمبروں پر انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے، لہٰذا یہ قمار کی ایک شکل ہے۔

کاروباری اداروں کی انعامی اسکیمیں

سوال: آج کل عموماً بہت سے صنعتی اور کاروباری ادارے اپنی مصنوعات کی فروخت میں اضافے کے لئے انعامی اسکیموں کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا شرعاً جائز ہیں؟

جواب: مصنوعات کی فروخت میں ترغیب اور اضافے کے لئے انعامی اسکیمیں جائز ہیں، بشرطیکہ متعلقہ کمپنی دیانت داری سے انعام کی رقم ادا کرے، ورنہ اس کے مالکان جھوٹ اور دھوکہ دہی کے مرتکب اور گناہ گار ہوں گے اور اس حیلے سے حاصل کردہ مال میں ان کے لئے خیر اور برکت نہیں ہوگی۔

وہ انعام اپنی جانب سے یا اپنے منافع میں سے ادا کریں، انعامی رقم کی کمی پورا کرنے کے لئے مال کی کوالٹی یا مقررہ مقدار میں کمی نہ کریں، ورنہ وہ خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

ایسا بھی نہ ہو کہ جس نمبر پر انعام نکالنا مقصود ہو، اسے کمپیوٹر میں پہلے سے فیڈ کر دیا جائے اور اسے مارکیٹ میں سپلائی کرنے کے بجائے اپنے پاس رکھ لیا جائے یا اپنے کسی من پسند آدمی کو دے دیا جائے، یہ بھی خیانت اور فراڈ ہے۔ یا یہ کہ انعام کے لئے کسی مخصوص نمبر کو کمپیوٹر میں فیڈ کرنے کے بعد اسے تلف کر دیا جائے تاکہ اس کا کوئی دعویدار ہی سامنے نہ آئے۔ یہ بھی جھوٹ، فریب اور خیانت کے زمرے میں آئے گا اور ایسے لوگ دنیا میں روحانی خیر و برکت سے محروم رہیں گے اور اخروی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

ہاں، اگر کوئی ترغیبی انعامی اسکیم ان معائب یا ان جیسے دیگر مفاسد سے پاک ہے، اس

میں ملاوٹ، مقدار میں کمی، جھوٹ، خیانت اور فریب کا شائبہ نہیں ہے تو شرعاً جائز ہے۔

قومی بچت اسکیمیں سود یا منافع

سوال: قومی بچت اسکیموں کے ذریعے ملنے والی رقم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قومی بچت اسکیموں پر منافع کے نام ملنے والی رقم سود ہے۔

بینک کی ملازمت

سوال: (ا) کیا ازروئے شریعت بینک کی ملازمت حرام ہے؟ (ب) کیا بیوٹی پارلر کا کاروبار اور اس کی آمدنی شرعاً جائز ہے؟

جواب: (ا) ہمارے ہاں بینکوں میں چونکہ سارا کاروبار سودی ہے، اس لئے اس کی ملازمت شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ حرام میں معاونت ہے۔ البتہ جس شخص کے پاس گزر بسر اور اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی بنیادی ضروریات کے لئے کوئی حلال ذریعہ روزی نہ ہو تو دلی کراہت اور ناگواری کے ساتھ ملازمت کرے اور رزق حلال کے لئے جدوجہد کرتا رہے، جب روزی کا حلال ذریعہ مل جائے تو اسے فوراً چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔

(ب) ''بیوٹی پارلر'' میں اگر عورتیں ہی عورتوں کی تزئین اور سنگھار کا کام کرتی ہیں اور غیر مردوں کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ عورتوں سے عورتوں کے ستر کے معاملے میں حدود شرع کی پاس داری ہو، البتہ عورتوں کا بالوں کی تراش اس طرح کرنا کہ مردوں سے مشابہت ہو تو یہ ناجائز ہے اور ایسی عورتوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

حصص (Shares) کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

سوال: حصص (Shares) کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

جواب: حصص (Shares) کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حصص (Shares) شیئرز ہولڈر کی کسی کاروبار میں حصّہ داری کا نام ہے اور جو سرٹیفکیٹ شیئرز ہولڈر کے پاس ہوتی ہے وہ

اس کے حصہ داری یا شراکت داری کی سرٹیفکیٹ ہوتی ہے کوئی قابل فروخت شئے نہیں ہوتی، ہاں اگر منافع کے بغیر اس کو کسی کے حوالے کر کے قانونی طریقہ سے اپنی پارٹنرشپ سے علیٰحدہ ہو کر کسی دوسرے کو پارٹنر بنا دے تو اس میں حرج نہیں۔

سوال: کیا ہر قسم کی کمپنی کے حصص خریدنا ناجائز ہے؟

جواب: خصوصی طور پر ایسی کمپنیاں جن کا مقصد ہی حرام کاروبار ہو یعنی حرام اشیاء کی تیاری، یا خرید و فروخت یا خرید وفروخت میں مدد یا سودی لین دین یا بعض معاملات میں سودی لین دین اور حصص خریدنے والے کو اس کا علم ہو کہ کمپنی سودی لین دین میں ملوث ہے مسلمانوں کے لئے ایسے حصص خریدنا بالکل ناجائز ہیں۔ چوں کہ ایسی کمپنیوں کے ڈائریکٹر اور کارندے حصّہ داروں کے نائب ہوتے ہیں اور ایسے کاموں کے لئے نائب کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا غیر سودی کام کرنے والی کمپنیوں کے حصص بھی نہیں خریدے جاسکتے؟

جواب: اگر کوئی کمپنی اپنے قیام کے وقت شیئرز مارکیٹ میں لاتی ہے اور وہ کاروبار کے اعتبار سے حرام بھی نہیں نہ کسی حرام کی معاونت کرتی ہے تو اس کے ابتدائی حصص خریدنا دراصل اس کے اصل زر میں حصّہ دار بننا ہے جو شرعاً جائز ہے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اصل قیمت پر ہی ان حصص کی خرید و فروخت ہو۔

سوال: کیا حصص (Shares) کی فروخت قبل از وقت یعنی مالک بننے سے قبل کی جاسکتی ہے؟

جواب: شیئرز کے کاروبار میں اہم مسئلہ حصص کی ملکیت کا ہے۔ شیئرز کی خریداری کے بعد شیئرز کی ملکیت خریدار کے نام ہونے میں دس دن تقریباً لگ جاتے ہیں۔ فوری طور پر اگر رقم ادا کر کے سرٹیفکیٹ مل بھی جائے تو اس کے نام پر نہیں ہوتی حالانکہ یہ رسیدیں ہیں حصّہ نہیں۔ اور رسیدوں کی خرید وفروخت ویسے ہی کوئی معنی نہیں رکھتی اور اصل جو حصّہ ہے وہ کمپنی میں ہوتا ہے اس پر قبضہ عملاً ناممکن ہے البتہ حکمی طور پر کہ اگر حصص کے خریدار پر کمپنی کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہوں تو آگے فروخت کرسکتا ہے۔ مگر محتاط طریقہ ملکیت کی وضاحت کے بعد فروخت کرنا ہے۔

سوال: حصص مارکیٹ میں ''بدلے کا کام'' ہوتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ''بدلے کا کام'' سے مراد اسٹاک ایکسچینج کی ایسی اصطلاح ہے جس میں کوئی حصص (Shares) کا مالک دوسرے شخص کے ہاتھ اپنے حصص کو فروخت کرتا ہے کہ خریدار نہ اس کا مالک بنتا نہ آگے بیچ سکتا ہے البتہ وہ بطور گروی رکھے ہوتے ہیں اور جب بیچنے والا اس کو مقرر معیاد پر دوبارہ اس سے اسی رقم سے زائد دے کر خرید لیتا ہے یعنی اپنے حصص ۱۰۰۰۰ کے بدلے کے کام کرنے والوں کے پاس رکھوائے اور ۲۰ دن کی معیاد تک وہ دس ہزار استعمال کرتا ہے اور پھر مقررہ مدت (۲۰ دن) کے بعد دوبارہ اس سے ۱۱۰۰۰ میں دس ہزار کی ملکیت جو گروی رکھی تھی خرید لیتا ہے۔

یہ کام شرعی اعتبار سے اس لئے درست نہیں کہ اس میں خرید وفروخت کی نیت نہیں بلکہ وقتی طور پر ضرورت پوری کرنے کے لئے فوری رقم حاصل کرنا مقصود ہے اور اسی سے بناوٹی سود کی شکل بنتی ہے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے اور یہ جائز نہیں۔ یک طرفہ کامل نقصان کی صورت ہے۔

ایصال ثواب کا بیان

ایصال ثواب کے معنی

مسئلہ: ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا۔

ہر قسم کی عبادت ایصال کر سکتا ہے

عبادت مالی، عبادت، فرض و نفل سب کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے احادیث کی کتب اس کے ثبوت سے بھری ہوئی ہیں۔

حدیث شریف: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انہوں نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے کونسا صدقہ افضل ہے ارشاد فرمایا پانی کا۔ انہوں نے کنواں کھدوایا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

مسئلہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔

مسئلہ: سوئم، دسواں، بیسواں اور چہلم رسومات کرنا بھی جائز ہیں کیونکہ یہ ایام عوام الناس کے لئے طے کئے جاتے ہیں تا کہ اس دن جمع ہو جائیں اور قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و درود کریں اس کے ساتھ ساتھ ان دنوں میں کھانا پکوا کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنا بھی جائز ہے بعض لوگ اس موقع پر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں ہے بلکہ محتاجوں اور فقیروں کو کھلانے کا ہے اسی طرح شب برات شب معراج شب قدر میں ربیع الاول شریف میں فاتحہ دینا نیاز کرنا شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے اس نیک کام کو بدعت و حرام کہنا گمراہی ہے۔

مجالس خیر کا بیان

شب عاشورہ

سرکار اعظم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا روزہ

(عاشورہ کا روزہ) اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے (مسلم، مشکوۃ، جلد ا صفحہ ۴۴۱)

مسئلہ: عاشورہ کے روزے کے ساتھ نو محرم کا یا گیارہ محرم کا روزہ ملا لینا چاہئے البتہ اگر صرف یوم عاشورہ کا بھی روزہ رکھا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص عاشورہ کی رات کو عبادت کے ذریعہ زندہ رکھے یعنی شب بیداری کرے تو جب تک چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بھلائی پر زندہ رکھے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

مسئلہ: عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا کا بیان جائز ہے جب کہ واقعات صحیح بیان کئے جائیں مگر اس مجلس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی ذکر خیر کیا جائے تا کہ اہلسنّت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

تعزیہ بنانا

تعزیہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی مصنوعی قبر بنائی جاتی ہے اس پر غلاف چڑھایا جاتا ہے لہذا تعزیہ بنانا حرام ہے۔ تعزیئے پر منّت ماننا، ناریل توڑنا، اس کو گھمانا، ڈھول بجانا سب گناہ ہے اس سے بچا جائے۔

مرثیہ، ماتم اور کالے کپڑے پہننا

مرثیوں میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں اہلبیت اطہار کی بے حرمتی اور بے صبری جزع و فزع کا ذکر کیا جاتا ہے بعض میں تبراء بھی ہوتا ہے اس طرح کے مرثیے پڑھنا ناجائز اور گناہ ہے ماتم کرنا اپنے ہاتھ سے منہ پر یا سینے پر طمانچے مارنا، پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، چیخنا اور چلّانا یہ سب ناجائز ہے ایسا کرنے والے کو میرے آقا ﷺ نے اسلام سے خارج فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ ایسا کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو منہ پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری و مسلم)

ایّامِ محرم میں یعنی پہلی سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہیں پہنے جائیں کالا، ہرا اور لال۔ (بہار شریعت جلد 2)

کافر کو کرایہ پر گھر دینا

مسئلہ: مسلمان نے کسی کافر کو رہنے کے لئے مکان کرایہ پر دیا یہ اجارہ جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے ہاں اگر اس مکان میں کافر نے شراب پی یا صلیب کی پرستش کی یہ اس کافر کا ذاتی فعل ہے اور اس میں اس مسلمان پر گناہ نہیں ہاں اگر مکان میں کافر نے گھنٹہ اور ناقوس بجایا سنکھ پھونکا یا علانیہ شراب بیچنا شروع کیا تو ضرور ان امور سے روکا جائے۔ (عالمگیری)

طاعت و عبادت کے کاموں کا معاوضہ لینا

مسئلہ: طاعت و عبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز ہے مثلاً اذان کہنے کے لئے، امامت کے لئے، قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے یعنی اس لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے متقدمین فقہاء کا یہی مسلک ہے مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سُستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرما دیا اور فتویٰ دیا کہ قرآن کی تعلیم، فقہ اور اذان و اقامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن و فقہ پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے اسی طرح اگر مؤذن و امام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان و اقامت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعارِ اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر بھی اجارہ کو جائز کہا ہے اس زمانے میں اکثر مقامات

ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں ادھر اُدھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کردیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں اس کا انسداد ہوجائے گا۔(بہارشریعت)

﴿پیسہ دے کر ایصال ثواب کرنا﴾

مسئلہ: فقہاء کرام نے اس کلیہ سے جن چیزوں کا استثناء فرمایا اور وہ مذکور ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن پر اجارہ جس طرح قُدَماء کے نزدیک ناجائز ہے متاخرین کے نزدیک بھی ناجائز ہے لہٰذا سوئم وغیرہ کے موقع پر اُجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا، لینے والا دونوں گنہگار ہیں اسی طرح اکثر لوگ چالیس دن تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب کراتے ہیں اگر یہ اجرت پر ہے تو ناجائز ہے بغیر اُجرت کے جائز ہے بلکہ اس صورت میں یعنی اُجرت دے کر ایصال ثواب بے معنیٰ بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کیساتھ ہیں جب اللہ تعالیٰ کے لئے عمل نہ ہو تو ثواب کی اُمید بیکار ہے۔(ردالمحتار)

﴿جھاڑ، پھونک اور تعویذ کا معاوضہ﴾

مسئلہ: کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو اس کے لئے جھاڑنے کی اُجرت لینا جائز ہے اگرچہ قرآن پاک ہی کی آیت یا سورت پڑھ کر جھاڑنا ان کے پہلے ہی اُجرت مقرر کرلینا اور اس کے اچھے ہونے کے بعد لینا پھر حضور ﷺ کے پاس (ہو کہ یہ تلاوت نہیں بلکہ علاج کے قبیل سے ہے حدیث میں ایک صحابی کا سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا اور اس کا اچھا ہوجانا) معاملہ کو پیش کرنا اور سرکارِ اعظم ﷺ کا انکار نہ کرنا بلکہ جائز رکھنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔(ردالمحتار)

مسئلہ: بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ تعویذ قرآنی آیات والا، جائز الفاظ والا ہو۔(بہارشریعت)

مسئلہ: میلاد شریف (یعنی سرکارِ اعظم ﷺ کی ولادت کا بیان) جائز ہے اسی کے ضمن میں واقعات میلاد، معجزات وحالات مصطفیٰ ﷺ بیان ہوتے ہیں ایسی نورانی محافل کا ذکر قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ میلاد شریف کی محافل منعقد کرنا، نعتیں پڑھنا، خوشی منانا، صدقہ وخیرات کرنا سب کا سب باعث ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے۔ القرآن: ترجمہ: فرمادیجئے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے ان پر خوشی منائیں وہ ان کے دھن دولت سے بہتر ہے۔(سورۂ یونس آیت 58)

جو لوگ میلاد النبی ﷺ کی آڑ میں غلط کام کرتے ہیں اُن کے غلط کاموں مسلکِ اہلسنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہنا کھلی گمراہی ہے۔

﴿شبِ معراج النبی ﷺ﴾

القرآن: ترجمہ: اُنہیں اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ۔(سورہ ابراہیم)

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ان ایاّم میں سب سے بڑی عظمت کے دن میلاد النبی اور شب معراج ہے اس کے علاوہ اولیاء کرام کے ایام منانا بھی ثابت ہوا۔

حدیث شریف: امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ''اے اللہ تعالیٰ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔(مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 296)

قرآن مجید کے پندرھویں پارے کی پہلی آیت میں بھی سفر معراج کا ذکر ہے لہٰذا اس رات کو عبادات اور شب بیداری کرنا باعثِ ثواب ہے۔

﴿شب برأت کیا ہے؟﴾

حدیث شریف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ کیا

تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمادیجئے۔ ارشاد ہوا آئندہ سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ سب اس شب میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور جتنے لوگ آئندہ سال مرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سال بھر کے) اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کا مقررہ رزق اتارا جاتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف جلد 1 صفحہ 277)

مسئلہ: شب برأت میں جاگنا، قبرستان جانا اور عبادات میں گزارنا بہت ہی بڑی سعادت ہے اس میں مغرب کے بعد چھ نوافل بمعہ یٰسین شریف پڑھے جاتے ہیں یہ بزرگان دین کا معمول رہا ہے بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کو بدعت کہنا گمراہی ہے۔

﴿ماہِ صفر منحوس ہے؟﴾

مسئلہ: ماہِ صفر کو لوگ منحوس کہتے ہیں اس میں خوشی وغیرہ کی رسومات نہیں کرتے ہیں اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں نہایت ہی منحوس اور تیرہ تیجی کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث شریف: میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اُسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔

﴿آخری بدھ کو مٹھائی تقسیم کرنا﴾

مسئلہ: ماہِ صفر کی آخری بدھ کو خوشی کے طور پر منایا جاتا ہے مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں لوگ سیر وتفریح کے لئے باغات میں گھومتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن سرکارِ اعظم ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ماہِ صفر کے آخری ایام میں سرکارِ اعظم ﷺ کا مرض شدت اختیار کرچکا تھا لہٰذا مٹھائیاں بانٹنا، باغات میں جانا، خوشیاں منانا، اور یہ کہنا کہ صفر میں بلائیں نازل ہوتی ہیں یہ سب باتیں غلط ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

﴿حکمت نظام شمس وقمر﴾

کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی نظام کے تحت چل رہی ہے۔نظام شمسی وقمری اسی کا حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

(۱) ترجمہ: سورج اور چاند (قادر مطلق طے کردہ) ایک حساب مطابق چل رہے ہیں (الرحمٰن ۵)

(۲) ترجمہ: اور سورج (اللہ کی طرف سے) اپنی مقرر کیا ہوا نظام ہے اور ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں (یٰس ۳۸۔۳۹)

نظام شمس وقمر کی من جملہ حکمتوں میں سے کچھ یہ ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱) ترجمہ: لوگ آپ سے ہلال (پہلی تاریخ کا چاند) کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے' یہ لوگوں کے (دینی اور دنیوی) کاموں اور حج کے اوقات کی نشانیاں ہیں (البقرہ ۱۸۹)

(۲) ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو روشنی دینے والا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو (یونس ۵)

اسلام کی عبادات میں سے اوقات نماز اور روزے کے سحر وافطار کا تعلق نظام شمسی سے ہے اور ماہ رمضان کے آغاز واختتام اور زکوٰۃ وحج کا تعلق نظام قمری سے ہے۔

رمضان مبارک کے آغاز کا مدار ''رویت ہلال'' ہے۔کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''نئے چاند کو دیکھے بغیر رمضان کا آغاز نہ کرو اور اسے دیکھے بغیر اس کا اختتام نہ کرو اور اگر مطلع ابر ہونے کی بناء پر (۲۹ رمضان کو) چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ کا مہینہ مکمل کرلو (صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۹۰۶ صحیح مسلم' رقم الحدیث ۱۰۸۰)

مستقل قمری کلینڈر کا مسئلہ

آج کل بعض جدت پسند اہل علم یہ کہتے ہیں کہ رویت' علم کے معنی میں ہے۔اور چونکہ موجودہ دور میں سائنسی اورفنی ذرائع علم سے چاند کی رویت کا ظن غالب ہوجاتا ہے تو اس پر اعتماد کرکے مستقل اسلامی کلینڈر بنالیا جائے۔ہم کہتے ہیں ''رویت'' کا حقیقی معنی ''آنکھ سے دیکھنا'' ہے اسے ''علم'' کے

معنی میں لینا مجاز ہے اور اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کا حقیقی معنی لینا دشوار نہ ہو تو اسے مجاز پر محمول نہیں کریں گے۔ ہمارے نظام رویت بصری پر ہے۔لیکن اگر سائنسی اورفنی ذرائع سے ہمیں کسی چیز کا علم قطعی یا ظن غالب ہوجائے تو شرعا اس سے استفادہ کرنے میں حرج نہیں بلکہ کرنا چاہئے اور ہم بہت سے دینی معاملات پر ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ہم دینی مسائل کو شرعی اصولوں ہی کے مطابق حل کرتے ہیں' لیکن ان اصولوں کا اطلاق کرنے میں قطعی سائنسی معلومات پر مدار رکھ سکتے ہیں۔مثلاً ہمارے قدیم فقہا کا خیال' تھا کہ کان میں ایک روٹ ہے جو معدے کی جانب جاتا ہے لہذا انہوں نے یہ مسئلہ وضع کیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔مگر اب چونکہ علم تشریح الاعضاء (Anotomy) نے بہت ترقی کرلی ہے اور ہمیں قطعیت کے ساتھ معلوم ہوگیا ہے کہ کان میں کسی مائع چیز کے جانے کا کوئی منفذ (Rout) نہیں ہے۔لہذا اب عصر حاضر کے فقہاء نے اس مسئلے کو تبدیل کیا اور قرار دیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اگرچہ بعض قدامت پسند علماء اب بھی سابق تحقیق پر قائم ہیں اور یہ تو ہوتا رہتا ہے۔جیسے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے جواز کے مسئلے کو علماء کے درمیان قبول عام ملنے میں کافی وقت صرف ہوا اور اب غالب کے درجے میں ہوں ان سے بھی قضا کے معاملات میں استفادہ کیا جاتا اور فقہ میں اس کی بکثرت شواہد موجود ہیں۔ہمارے ہاں چند منحرفین کو موجود ہیں۔اس سے قطع نظر کا پابند بنانے میں حکومت ناکام ہے تو محض سائنٹفک نظام کا پابندی انہیں کون سی اتھارٹی بنائے گی؟

نئے چاند کا چھوٹا بڑا ہونا

نئے قمری چاند کے تعین کا مدار شرعا اور سائنسی طور پر ہلال کے چھوٹا بڑا ہونے یا مطلع پر اس کے وقت سے نہیں ہوتا' جیسا کہ ہمارے ہاں بعض اوقات اہل علم بھی کہہ دیتے ہیں کہ چاند کافی دیر تک مطلع پر موجود رہا ہے' لگتا ہے کہ ایک دن پہلے کا ہے۔یہ سوچ اور طرز فکر غیر شرعی اور غیر سائنسی ہے۔

ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرے کے لئے گئے ہم وادی بطن نخلہ میں پہنچے تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا' بعض لوگوں نے کہا یہ تیسری تاریخ کا چاند لگتا ہے اور بعض نے کہا یہ دوسری تاریخ کا

چاند لگتا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ پھر ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے (قیاس کی بنیاد پر اختلاف کی) یہ صورت حال ان سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا ''تم نے چاند کس رات کو دیکھا تھا؟'' ہم نے کہا فلاں رات کو' انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لئے بڑھا دیا' درحقیقت یہ اسی رات کا چاند ہے' جس رات کو تم نے اسے دیکھا ہے''

اس بارے میں یہ شریعت کی اصل ہے۔اس لئے کسی عالم یا تعلیم یافتہ انسان کا نیا چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ دو یا تین تاریخ کا لگتا ہے۔یہ غیر شرعی اور غیر عالمانہ ہے۔اسی طرح سائنسی بات بھی یہی ہے مثلا کسی قمری مہینے کی ۲۹ تاریخ گزرنے کے بعد شام کو نئے چاند کا غروب آفتاب کے فوراً بعد مطلع پر ظہور تو ہے' جسے سائنسی اصطلاح میں نئے چاند کی پیدائش کہتے ہیں۔مگر اس کا درجہ چار پانچ ہے' اس کی عمر ۱۵ گھنٹے ہے اور مطلع پر ظہور پانچ یا دس منٹ ہے تو چاند موجود تو ہے مگر اس کی رویت کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے لہذا یہ قمری مہینہ ۳۰ دن قرار پائے گا۔اب اگلی شام اس چاند کی عمر چالیس گھنٹے ہو جائے گی۔مطلع پر اس کا درجہ ۱۲ سال سے اوپر ہوجائے گا اور مطلع پر اس کا استقرار بھی نسبتاً زیادہ وقت کے لئے ہوگا اور اس کا حجم بھی بڑا ہوگا۔لیکن یہ قطعیت کے ساتھ چاند کی پہلی تاریخ ہوگی۔لہذا قمری اہل علم اور اہل وطن سے اپیل ہے کہ روایات کے حصار سے نکلیں اور حقیقت پسند بنیں۔

کیا قمری مہینے مسلسل ۲۹ دن یا ۳۰ دن کے ہو سکتے ہیں؟

قرآن سنت میں ایسی کوئی تصریح نہیں کہ زیادہ سے زیادہ کتنے قمری مہینے مسلسل ۳۰ دن کے ہو سکتے ہیں اور کتنے مسلسل ۲۹ دن کے ہوسکتے ہیں۔امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ' العزیز نے علامہ قطب الدین شیرازی مصنف تحفہ شاہیہ وزیج بیگی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''زیادہ سے زیادہ مسلسل چار قمری تین قمری مہینے ممکنہ طور پر ۲۹ دن کے ہوسکتے ہیں (فتاویٰ رضویہ' جلد ۲۶' ص ۴۲۳' رضا فاؤنڈیشن)

ایک ماہر فلکیات نے لکھا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلسل ۵ قمری مہینے ۲۹ دن کے ہوسکتے ہیں' لیکن یہ سب امکانات کی بات ہے۔ان پر کسی شرعی فیصلے کا مدار نہیں ہے۔

شہادت کے ردوقبول کا اختیار

شہادت کے ردوقبول کا اختیار قاضی کے پاس ہے۔شریعت کا اصول بھی یہی ہے اور جدید دور کے قانونی ضوابط بھی یہی ہیں۔شہادت علی الاطلاق حجت نہیں ہے۔ ورنہ شاہد خود قاضی بن جائے گا۔ گواہ کا کام قاضی تک گواہ پہچانا ہے' فیصلہ کرنا قاضی کا کام ہے۔ میں اس مسئلے کو ایک مثال سے قائم کروں گا۔ایک مقدمہ قتل میں مقتول کی لاش پڑی ہوئی ملی' جسے گولی مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔دو گواہان نے عدالت میں حلفیہ گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ فلاں شخص نے اپنے پستول سے گولی مار کر اسے ہلاک کیا ہے اور وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ جرم نہیں کیا۔ جب لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اس کے جسم سے ''تھری ناٹ تھری'' کی گولی نکلی اور اسلحے کے ماہر نے کہا اس پستول سے کوئی گولی نہیں چلی تو کیا عینی شاہدوں کی بنیاد پر عدالت قصاص میں اس شخص کو سزائے موت کا حکم صادر کر دے گی' ہرگز نہیں۔اگر علی الاطلاق حجت ہو' جرح کے ذریعے اس کی صداقت کو جانچنے کا کوئی اعتبار نہ ہو تو پھر موجودہ نظام میں وکالت کے ادارے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی جس کا کام گواہ کی صداقت کو جرح کے لئے جانچنا ہوتا ہے۔

آئے روز ہماری اعلیٰ عدالتیں (بشمول پشاور ہائی کورٹ) قتل اور دیگر مقدمات میں حلفیہ شہادتوں کو رد کرتی ہیں اور ان کے خلاف فیصلے دیتی ہیں۔لیکن کبھی یہ سننے میں نہیں آیا کہ مسجد قاسم علی شاہ میں مولانا شہاب الدین پوپلزئی نے متوازی عدالت لگا کر ان شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرما دیا ہو اور عدالت کے فیصلے کو اپنی یا گواہان کی توہین قرار دیا ہو۔

قضا ریاست کی طرف تفویض ہوتی ہے

رویت ہلال کا فیصلہ ایک قضا ہے اور اس کے لئے ایک ادارہ ''مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان'' قائم کیا گیا ہے۔قاضی کے تقرر کا اختیار شریعت اسلام میں اور جدید نظام آئین وقانون میں بھی حلفیہ یا سربراہ مملکت کو ہے' کسی شخص کو یہ اعتبار نہیں کہ خود قاضی بن بیٹھے اور متوازی عدالت

لگائے۔پاکستان میں بھی (بشمول صوبہ سرحد) کسی بھی مسئلے میں پاکستان ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے مقابلے میں متوازن عدالتیں نہیں لگائی جاتیں' یہاں تک کہ جب متحدہ مجلس عمل کی حکومت کا حسبہ بل کو سپریم کورٹ نے خلاف آئین قرار دیا تو اس فیصلے کا بھی ان کی طرف سے پسندیدگی کے باوجود احترام کیا گیا۔اسی طرح چیف جسٹس کیس میں حکومت نے اپنی خواہش کے برعکس سپریم کورٹ فل بنچ کے فیصلے کو تسلیم کیا۔لیکن صرف رویت ہلال کے مسئلے پر صوبہ سرحد میں چند علماء متوازی عدالتیں لگا کر شہادتیں قبول کرتے ہیں اور فیصلے صادر کرتے ہیں۔ یہ شرعی لوگوں کا غیر شرعی اقدام ہے اور یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے' ہر دور ان حضرات کا طرز عمل یہی رہا ہے اور ہر دور مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے فیصلے سے ان چند حضرات نے اختلاف کیا اور اس سے مذہبی انتشار کو فروغ ملا اور مذہبی عناصر طعن و تشنیع کا نشانہ بنے۔ میرے نزدیک اس سلسلے میں قاضی حسین احمد' مولانا فضل الرحمٰن اور صوبہ سرحد کی حکومت پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس سلسلے کو کنٹرول کریں۔

قضاء قاضی میں خطا واقع ہو' تب بھی وہ شرعاً اور قانوناً موثر ہوتا ہے۔اگر کوئی قاضی فیصلے میں دانستہ خیانت کرتا ہے تو آخرت میں عنداللہ مسئول ہوگا' مگر فیصلہ پھر بھی نافذ ہوگا اور اگر اس سے فیصلے میں اجتہادی طور پر خطا واقع ہو جاتی تو وہ آخرت میں بری ہے اور اسے ایک اجر بہرحال ملے گا اور اس کا فیصلہ بہرصورت موثر نافذ ہوگا۔

ہمارے میڈیا کا طرز عمل

ہمارے الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کا طرز عمل میں بھی تضاد ہے۔میڈیا کے معزز ذمہ داران اپنی رپورٹس اور تجزیاتی کالموں میں انتشار پر اظہار افسوس بھی کرتے ہیں' لیکن انتشار کی خبروں کو فروغ بھی دیتے ہیں اور کھل کر ان کی مذمت بھی نہیں کرتے۔

پاکستان واحد ملک ہے جہاں رویت ہلال کے مسئلے پر کارٹون بھی بنتے ہیں اور کالم بھی لکھے جاتے ہیں اور اس کی یہ وجہ ہے کہ پاکستان میں اظہار رائے کی آزادی ہے' ورنہ دیگر مسلم ممالک میں روشن نہیں ہے۔ بہت سے فاضل کالم نگاروں کے کالم پڑھنے کو ملتے ہیں جن میں وہ آغاز تو اس سے

کریں گے کہ سائنسی دور ہے' دنیا چاند پر پہنچ چکی ہے اور ہم ابھی تک رویت ہلال کے مسئلے پر جھگڑ رہے ہیں' لیکن پھر رویت ہلال کے فیصلے کو سائنسی بنیاد پر پرکھنے کے بجائے روزمرہ کالم نگاری کی ضرورت کے تحت نشانہ تضحیک بناتے ہیں تو کالم کا اختتام آغاز کے برعکس ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اپنی ریاست کے بادشاہ ہوتے ہیں اس لئے ہم ان کی خدمت میں یہی گزارش کر سکتے ہیں کہ:

ہرچہ از دوست می رسد نکوست

چاند دیکھنے کے احکام اور رویت کے مسائل

مسئلہ: اگر مطلع صاف ہو اور عامہ مسلمین چاند دیکھنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اس طرف بکثرت متوجہ ہیں تو ایک جماعت عظیم چاہیے جو اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن ہو جائے کہ چاند یقینی طور پر ہو چکا اگرچہ بیان کرنے والے غلام یا فاسق مُعلن ہوں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بحال صفائی مطلع دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کاہل ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں ہے بے پرواہی کی صورت میں کم از کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کملے فاسق۔ (فتاویٰ رضویہ چوتھی جلد)

مسئلہ: ایسے ہی ردالمحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں جب آسمان صاف ہو تو روزے، عید اور دوسرے مہینوں کے چاند کی خبر کے مقبول ہونے کے لئے جماعتِ کثیر کا گواہی دینا شرط ہے ایک شخص کی شہادت قبول نہیں کی جائیگی کیونکہ اس کا چاند دیکھنا جماعتِ کثیرہ کے معاملے میں مختلف ہونا یقینی طور پر اس کے غلطی پر ہونے میں ظاہر ہے اور یہ صورت میں جس کے لوگ کامل یکسوئی کے ساتھ چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہوں اور کوئی مانع بھی موجود نہ ہو نیز سب کی نگاہیں بھی سلامت ہوں اگرچہ ان کی قوتِ بصارت مختلف ہو۔ (فتاویٰ شامی 356/3 مطبوعہ بیروت)

قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ہلال سامنے ہی پڑے گا دیکھنے والا کہے گا کہ دو رات کا

ہے۔

حدیث شریف: صحیح مسلم میں ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم عُمرے کو نکلے بطن نخلہ میں ہلال دیکھا۔ کسی نے کہا کہ تین رات کا ہے، کسی نے کہا دورات کا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا فرمایا تم نے کس رات دیکھا ہم نے فلاں رات کا کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رویت پر موقوف فرمایا ہے تو جس رات تم نے دیکھا اسی رات کا ہے۔

(صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ 348 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

اس سے معلوم ہوا کہ قربِ قیامت میں لوگ چاند میں شک کریں گے۔

مسئلہ: یوم شک روزے کے باب میں تیس شعبان ہے اور اس میں رمضان کا روزہ رکھنا ممنوع ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے یوم شک کا روزہ (فرض) رکھا تو بے شک اس نے ابو القاسم (محمد ﷺ) کی نافرمانی کی (بحوالہ: صحاح ستہ)

مسئلہ: اگر بالفرض ۲۸ روزوں کے بعد چاند نظر آجائے مثلاً رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا اور شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیئے اٹھائیس ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو (۱) اگر شعبان کا چاند دیکھا تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ قضا رکھے اور (۲) اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہ دیا تھا بلکہ رجب کی تیس تاریخیں کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

مسئلہ: اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہوا اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں اور سب بارش نہ پڑھیں تو باقی ماندہ بے شک دوسرے دن عید ادا کریں کہ نماز عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش کا عذر۔ (احکام شریعت)

مسئلہ: عید الفطر کی نماز بلا شرعی عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلاً صحیح نہیں یہ کہ مع الکراہت جائز ہو۔ یا عامہ معتبرات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اسے نماز

عیدالاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دوروز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کراہت اور بلا عذر بروجہ کراہت روا ہے (احکام شریعت حصہ سوم)

﴿اسلامی نام رکھنا اور دیگر مسائل﴾

حدیث شریف: جامع ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے سرکار ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔

حدیث شریف: سرکار ﷺ فرماتے ہیں بیشک تم روز قیامت اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے اچھے نام رکھو۔ (بحوالہ: ابوداؤد شریف)

مسئلہ: عبدالمصطفیٰ، عبدالعلی، وغیرہ نام رکھنا جائز ہے (احکام شریعت حصہ دوم)

مسئلہ: یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے یہ وہ نام ہیں جس کے معنی معلوم نہیں یہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام ہیں اگر کسی شخص کے یہ نام ہوں تو غلام یٰسین کر دیں یہ جائز ہے۔

مسئلہ: غفور احمد، غفور الدین، غفور الاسلام، کا مطلب اسلام کو مٹانے والا مراد ہے۔ لہٰذا ایسے نام نہ رکھیں جائیں۔

مسئلہ: نظام الدین: محی الدین، تاج الدین، شمس الدین، محی الاسلام، بدر الاسلام فخر الدین ان سب ناموں کے رکھنے کو علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا اور ممنوع و مکروہ لکھا یہ بزرگان دین کے نام تھے نہیں یہ مسلمانوں نے توصیفاً انہیں القاب سے یاد کیا وہ مشہور ہوئے آپ اگر یہ نام رکھ چکے ہوں تو اس کو کر دیں۔ غلام محی الدین، غلام محی الاسلام وغیرہ کر دیں یہ نام صحیح ہیں (احکام شریعت حصہ اول)

﴿سب ناموں سے بہترین نام محمد ہے﴾

حدیث: ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔

مسئلہ: اپنے لڑکے کا نام ہو سکے تو محمد یا احمد رکھنا چاہئے اگر بہت سارے لڑکے ہوں تو پھر ہر لڑکے کے نام کے ساتھ محمد لگا دیا جائے تا کہ ہر اولاد کو محمد سے برکتیں حاصل ہوں۔

مسئلہ: اپنے نام للو، کلو، جیسے نام نہ رکھے جائیں اسی طرح گستاخ رسول کے نام پر بھی نام نہ رکھا جائے پرویز نام نہ رکھا جائے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے نامہ یعنی خط چاک کیا تھا فیروز نام نہ رکھا جائے یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کا نام ہے اسی طرح یزید، شمر، خولہ وغیرہ بھی نام نہ رکھے جائیں کہ یہ خاندان اہل بیت کے قاتلوں کے نام ہیں مسلمان ہونے کے ناطے ان ناموں کو رکھنے سے بچا جائے۔

مسئلہ: عبدالرسول، عبدالمصطفیٰ، اور عبدالعلی وغیرہ نام رکھے جا سکتے ہیں کیونکہ عبد کے معنی ہیں غلام اور ان ناموں سے مراد غلام کے ہیں۔

دلیل ﴾ امام ابوحنیفہ اسحاق بن بشیر ''فتوح الشام'' اور حسن بن بشران اپنے ''فوائد'' میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے راوی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں برسرِ منبر فرمایا۔

''قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ''

ترجمہ: میں سرکار اعظم ﷺ کی بارگاہ میں تھا، تو میں ان کا عبد تھا ان کا خادم تھا۔

معلوم ہوا کہ عبد سے مراد غلام ہے اور یہ نام رکھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

﴿اہم اور متفرق مسائل﴾

سوال: بے بی ٹیسٹ ٹیوب پر عمل کرنا کیسا ہے کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں امام علامہ حنبلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ **والمسالة الثانية أن يكون مجبوباًبأن يقطع ذكره وتبقى فقال جماهير الأصحاب يلحقه نسبه وهو المذهب وهو ظاهر كلامه فى ''الوجيز'' وقدمه فى الفروع الى قوله ولوكان عنّيناًلم يلحقه نسبه والصحيح من المذهب أنه يلحقه وهوظاهر كالم أكثر الأصحاب.** (الانصاف جلد9 ص262)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مجبوب الذکر ہو بایں طور کہ اس کو آلہ کٹا ہوا ہو اور اس کے خصیتیں باقی ہوں تو جمہور اصحاب کا قول یہ ہے کہ اس کا نسب ثابت ہو جائے گا ''وجیز'' میں ہے کہ یہی مذہب اور فروع میں اسی کو مقدم کیا ہے اور اگر کوئی شخص نامرد ہے تو اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور یہی جمہور اصحاب کا مؤقف ہے اور ایسا ہی علامہ شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمہ نے مبسوط جلد 5 صفحہ نمبر 104 پر اور علامہ ابن عابدین نے جلد 2 صفحہ 807 پر لکھا جس سے واضح ہوا کہ وطی کے سوا بھی استقرارِ حمل کے طریقے جائز ہیں ان میں بے بی ٹیسٹ ٹیوب ہو تو یہ بھی جائز ہے مگر کسی صحیح وقت اور کوئی مسلم مستند معالج تشخیص کرے اور نطفہ کا پانی غیر مرد کا نہ ہو نیز وہ پانی منتقل کرنے والا شخص مرد نہ ہو یعنی عورت کے رحم میں ٹیسٹ بے بی کا عمل عورت کرے اور مرد سے لیتے ہوئے مرد کرے۔

ستاروں کی تاثیر اور نجومیوں کے پاس جانا

مسئلہ: اسلام کی رو سے بارش کے برسنے، قحط سالی یا طوفان آنے، سعد یا منحوس ہونے میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں ہے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اس کی ہستی مؤثر بالذات ہے۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں حدیث ہے زید بن خالد بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، اس وقت رات کی بارش کا اثر باقی تھا، نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ حاضرین کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں سے بعض کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعض کی صبح کفر پر ہوئی جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی اس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستاروں کا کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں فلاں ستاروں کی تاثیر سے بارش ہوئی اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا۔

مسئلہ: نجومیوں کے پاس جانا، ان کو ہاتھ دکھانا، ان کی باتوں پر یقین کرنا حرام ہے۔ نجومی خود اپنا حال نہیں جانتا کہ کون سے فٹ پاتھ پر بیٹھا جائے جہاں پولیس نہ آئے!!!! وہ آپ کو آپ کا حال کیا بتائے

گا وہ لوگوں کے ایمان سے کھیلتے ہیں لہٰذا ان سے بچا جائے۔

نظر لگنے کا حکم

نظر کی تاثیر حدیث شریف سے ثابت ہے صحیح مسلم میں ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سرکارِ اعظم ﷺ نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرہ پر جھائیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو نظر لگ گئی ہے اس پر دم کراؤ۔ (بحوالہ: مسلم شریف)

مسئلہ: ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں اسی طرح جہاں بد یعنی بری نظر ہوگی وہاں نیک نظر بھی ہوگی مطلب یہ کہ بزرگوں کی نیک نظر بھی حق ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جس شخص پر اپنی کرم کی نظر کر دیں تو وہ شخص کامیاب و کامران ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر میں تاثیر رکھی ہے۔

چیونٹی، کھٹمل اور جوں مارنے کا حکم

مسئلہ: ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کیلئے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے۔ جوں کو بدن یا کپڑے سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریقۂ ادب کے خلاف ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔ (قانونِ شریعت)

اپنے مرنے کی دعا مانگنے کا کیا حکم ہے

مسئلہ: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیاوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں۔ مصیبت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو موت کی آرزو کرنا مکروہ نہیں۔ (عالمگیری)

طاعون والے علاقے سے بھاگنا

مسئلہ: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے اس کا

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور عقیدہ کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے ان کے دل میں یہ بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع ہے۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اس قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں کچھ فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے اور نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت)

کب رشوت دینا جائز ہے؟

مسئلہ: اگر جان مال آبرو کے تلف یا نقصان ہونے کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمے اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا گنہگار ہوگا اس کو لینا جائز نہیں اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سرِ بازار کسی کو گالی دے دینے یا بے آبروئی کر دیا ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہوتی ہے ایسوں کو اس لئے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعراء ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اگر نہ دیا جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لئے کچھ دے دینا جائز ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

بیت الخلاء میں موبائل فون پر باتیں کرنا یا سننا

مسئلہ: بیت الخلاء میں کسی قسم کے کلام کی اجازت نہیں ہے آج کل لوگ بیت الخلاء میں موبائل فون پر زور زور سے گفتگو کرتے ہیں یہ سخت گناہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے لہٰذا اس کام سے بچا جائے۔

﴿بزرگانِ دین کی خیالی تصویر رکھنا اور لگانا﴾

مسئلہ: تصویر کی اسلام میں حرمت آئی ہے تصویر چاہے اصلی ہو یا خیالی دونوں ممنوع ہیں مگر آج کل لوگ بازاروں میں کچھ تصاویر فروخت کرتے ہیں ان میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ اور لعل شہباز قلندر علیہ الرحمہ کی خیالی تصاویر ہوتی ہیں ان تصاویر میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو عورتوں کے ساتھ اور ان کے گھٹنے دکھائے گئے ہیں یہ بالکل لغو اور غلط ہے ان تصاویر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ان کے دور میں نہ کیمرہ تھا نہ مووی تھی یہ تصاویر خیالی ہوتی ہیں اس کو ہرگز اپنی دکانوں میں نہ لگایا جائے اور نہ ہی اپنی جیب میں اس قسم کے کارڈ رکھے جائیں یہ سخت گناہ ہے۔

﴿نعت میں دَف اور میوزک کا استعمال سخت گناہ ہے﴾

مسئلہ: آج کل ایک ہوا چلی ہے ہر ٹی وی چینل پر نعت میں دف کی آڑ میں میوزک پیش کیا جاتا ہے اس طرح نعت کا پڑھنا سخت گناہ ہے۔ نعت سرکارِ اعظم ﷺ کی تعریف ہے اگر اس میں حرام فعل میوزک کو داخل کیا جائے تو یہ شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے مترادف ہے۔ عوام ان نعتوں کو جو میوزک کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اس کا بائیکاٹ کریں اور نعت خوانوں کو بھی شرم آنی چاہیے کہ وہ چند دنوں کی شہرت اور مال کے چکر میں نعت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

﴿مرشد (پیرو رہنما) ضروری ہے﴾

یَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 71، پارہ 15)

ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے نام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس آیتِ مبارکہ کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ آدمی جس کی پیروی کرتا تھا جس کا حکم مانتا تھا اسے انہی نیک لوگوں کے نام سے پکارا جائے گا اے فلاں کے ماننے والے۔

اگر ہم کسی نیک پرہیزگار شخص کے دامن سے وابستہ ہونگے تو انہی نیک لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

الحمدللہ ہم اہلسنت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار ہیں اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن سے وابستہ ہیں لہٰذا ہم قرآن مجید کے حکم پر عمل کر رہے ہیں۔

القرآن: ومن یضلل فلن تجد له ولیا مرشدا

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے (سورہ کہف، آیت نمبر 17، پارہ 15)

قرآن مجید نے بھی مرشداً سے مراد راہ دکھانے والا بتایا ہے اس سے مراد مرشدِ حقیقی ہے لہٰذا جس شخص میں پیر ہونے کی شرائط پائی جاتی ہوں ایسی شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کے حکم پر چلنا چاہیے۔

﴿پیر کیسا ہونا چاہیے﴾

پیر ہونے کے لئے چار شرطیں لازم ہیں

۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (بدمذہب نہ ہو)

۲) شریعت کا پابند متقی اور پرہیزگار ہو۔

۳) اس کا سلسلہ سرکارِ اعظم ﷺ سے بالواسطہ ملتا ہو۔

۴) ضروریاتِ دین کے مسائل کتاب وسنت سے تلاش کر لے۔

﴿صحابہ کرام علیہم الرضوان واہلبیت کی توہین کا حکم﴾

مسئلہ: خلفائے راشدین کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔ (قانونِ شریعت)

کسی بھی صحابی کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی، گمراہی و بدمذہبی ہے۔ حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت وحشی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ کی شان میں بے ادبی تبرّا ہے اور تبرّا کرنے والا رافضی ہے۔

مسئلہ: کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچتا۔ حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اجتہادی ہے جو گناہ نہیں اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے ظالم، باغی، سرکش یا کوئی دوسرے برے کلمات کہنا حرام وناجائز ہیں۔ (قانونِ شریعت)

مسئلہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو افک کی تہمت لگانے والے قطعاً کافر مرتد ہے۔ (شرح عقائد وتکمیل وہندیہ وغیرہ)

مسئلہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جو شخص باغی کہے یا یزید کو حق پر بتائے وہ مردود، خارجی اور مستحق جہنم ہے۔ (بہارِ شریعت)

﴿یزید کے بارے میں حکم﴾

مسئلہ: یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہلسنّت کے تین قول ہیں امام احمد علیہ الرحمہ وغیرہ اسے کافر کہتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی یزید کو مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سکوت (خاموشی) فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہتے ہیں نہ کافر لہٰذا ہم بھی سکوت کریں گے۔ (احکامِ شریعت حصہ دوئم)

﴿انگریزوں کی نوکری کرنا کیسا ہے؟﴾

مسئلہ: انگریز کی سلائی کی نوکری کرنے یا گھر میں لاکر اس کا کپڑا سینے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ کسی محذورِ شرعی پر مشتمل نہ ہو۔ (احکامِ شریعت حصہ سوئم)

﴿کب استخارہ کیا جائے؟﴾

مسئلہ: نیک کاموں جیسے حج، جہاد وغیرہ کے لئے استخارہ نہیں۔ ہاں ان کا وقت مقرر کرنے کے لئے ہوسکتا ہے۔ (غنیّہ)

﴿عید میلاد النبی ﷺ﴾

جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے دن خوشی منانا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر عید منانا قرآن مجید سے

ثابت ہے۔

القرآن: ترجمہ: فرما دیجئے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے ان پر خوشی منائیں وہ ان کے لئے دھن دولت سے بہتر ہے۔(سورہ یونس، آیت نمبر 58)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رحمت پر خوشی مناؤ تو اے مسلمانو! جو سارے عالمین کے لئے رحمت ہیں ان کی آمد کے دن یعنی جشن ولادت پر کیوں نہ خوشی منائی جائے۔

القرآن: ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی) ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت اتار وہ ہمارے لئے عید ہو جائے ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی۔(سورہ المائدہ، آیت نمبر 114)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خوان نعمت اترنے والا دن عید ہو تو جس دن نعمتوں کے سردار ﷺ اس دنیائے فانی میں تشریف لائیں وہ دن عید کیسے نہ ہو۔

حدیث کی مشہور کتاب مشکوۃ شریف میں صاحب مشکوۃ رضی اللہ عنہ نے ایک باب باندھا جس کا نام بابِ میلاد النبی ﷺ رکھا۔

سرکار اعظم ﷺ کے وصال کا غم اور سوگ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء زندہ ہیں رہا مسئلہ سوگ کا تو اسلام میں سوگ صرف تین دن کا ہے حضور ﷺ کی پیدائش کا دن منانا شرک کا توڑ ہے کیونکہ خدا تعالی پیدا ہونے سے پاک ہے

بسم اللہ شریف کی جگہ ۷۸۶ لکھنا کیسا

سوال: بسم اللہ کے طور پر خطوط وغیرہ میں جو ۷۸۶ لکھا جاتا ہے کتاب وسنت کی روشنی میں اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کیجئے کہ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: عام طور پر خطوطِ، دستاویزات اور تحریروں وغیرہ میں بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ لکھا جاتا ہے کہا یہ جاتا ہے ان کا غذات کے زمین پر گرنے سے بسم اللہ کے پاکیزہ حروف کی بے ادبی ہوتی ہے ان کو بے ادبی سے بچانے کے لئے ۷۸۶ لکھ دیا جاتا ہے جب کہ اسلامی تعلیم واضح طور پر یہ ہے کہ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرنا چاہئے، جو کام اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا جائے اس میں برکت

نہیں ہوتی اور وہ پایۂ تکمیل تک بھی نہیں پہنچتا۔ یہ قابلِ غور بات ہے کہ کیا اس طرح اللہ تعالی کا نام لینا صحیح ہے فرض کیجئے کسی کے نام کے اعداد کا مجموعہ ۴۲۰ ہو اور کوئی اسے نام کے بجائے مسٹر ۴۲۰ کہہ کر پکارے تو اس کا ردعمل کیا ہوگا؟ اس طرح بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ کا استعمال کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں ہے پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بسم اللہ کے اعداد ۷۸۶ نہیں بنتے، قمری حروف کی صورت میں ال لگا کر پڑھا جاتا ہے جب کے شمسی حروف کے ساتھ ال لکھا تو جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ الرحمٰن اور الرحیم میں قمری حروف کی صورت میں بسم اللہ کے اعداد ۱۱۸۸ بنتا ہے اور شمسی حروف کی صورت میں اس کا مجموعہ ۷۲۶ بنتا ہے یعنی کسی بھی صورت میں یہ مجموعہ ۷۸۶ نہیں بنتا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ۷۸۶ ہے کیا؟ غالب امکان یہ ہے کہ ۷۸۶ ہندوں کے بھگوان ہری کرشنا کے نام کے حروف کا مجموعہ ہے حروف ابجد کے حساب سے اسی کے یہ اعداد نکلتے ہیں، برصغیر پاک و ہند کے مسلمان سینکڑوں برس تک ہندوؤں کے ساتھ اکھٹے رہے ہیں، وہ ۷۸۶ استعمال کرتے ہوں گے اس کی تشریح انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ غلط انداز میں کی ہوگی اور انہوں نے اس کو صحیح سمجھ کر ۷۸۶ کا استعمال شروع کر دیا بسم اللہ کے لئے اس طرح کے اعداد کا استعمال درحقیقت اللہ تعالی کی ناراضی کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس سوال کا مفصل جواب دے کر مضمون فرمائیں؟ (ہفت روزا خبار جہاں، ۲۵ نومبر تا یکم دسمبر ۲۰۰۲ء)

الجواب

یہ صحیح ہے کہ خطوط وغیرہ کی ابتداء تسمیہ (بسم اللہ) سے کرنا سنت ہے مگر یہ سنت مؤکدہ نہیں کہ اسکا چھوڑنا ممنوع ہو اور اس کی عادت گناہ ہو سنت غیر مؤکدہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اس عمل کو کرے گا تو ثواب پائے گا، لیکن خطوط وغیرہ کو لوگ لاپرواہی سے ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں جس سے بے ادبی ہوتی ہے اور بسم اللہ قرآن مجید کی آیت ہے جسے بے وضو چھونا جائز نہیں ارشاد ہوتا ہے۔ **لا یمسہ الا المطھرون**، اسے صرف پاک لوگ چھوئیں جو خوب پاک ہوں"۔

جس پر غسل واجب نہ ہو وہ بھی خوب پاک نہیں، خوب پاک اس وقت ہوگا جب کہ باوضو ہو۔

خطوط کے سرنامے پر بسم اللہ شریف لکھی ہوگی تو بے وضو لوگوں کا ہاتھ پڑ جائے گا، پھر ڈاکخانے کے ذریعے جو خطوط بھیجے جاتے ہیں، ان خطوط کی کیا درگت بنتی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ ڈاکخانے والے ان پر پاؤں بھی رکھ دیا کرتے ہیں اور ڈاکیے تھیلوں میں بند کر کے گھسیٹتے ہوئے جہاں چاہتے ہیں لیجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس پر بیٹھتے بھی ہیں اور بھی کئی طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اور کئی بار دیکھنے میں آیا کہ خطوط مکتوب الیہ کے سامنے پھینک دیتے ہیں۔ کیا یہ سب اللہ عزوجل کے اسمائے مبارکہ اور قرآن مجید کی آیات کی بے ادبیاں نہیں؟ کیا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قرآن مجید کی ضرور توہین ہوگی اور پھر بھی بسم اللہ شریف لکھے؟

علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن مجید کو کُفّار کی بستیوں میں نہ لے جائیں کہ اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے اور کفار اس کی بے حرمتی نہ کرنے لگیں تو جب خطوط میں اس کا صرف اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ضرور اس کی بے حرمتی ہوگی، اس لئے علماء نے خطوط پر بسم اللہ شریف لکھنے کو پسند نہیں فرمایا، یہ مُسلَّمہ قاعدہ ہے کہ کسی چیز میں نفع نقصان دونوں ہوں تو اس کو ترک کر دیا جائے جَلبِ مَنَافِع پر دَفعِ مُضرت مناسب ہے۔

۷۸۶ بقاعدۂ جمل (اعداد کے احساب سے) پوری بسم اللہ شریف کا عدد ہے، علماء نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے خطوط کی ابتداء میں اسے لکھنے کا رواج دیا تا کہ من وجہ بسم اللہ شریف لکھنے کی مکافات ہو جائے۔ اسمائے مبارکہ کو ان کے اعداد کے ساتھ مناسبت ہے اور ان اعداد میں فوائد بھی ہیں علماء واکابر تعویذ لکھتے تھے اگر اسمائے مبارکہ میں کوئی اثر و فائدہ نہ ہوتا تو علماء حق اسے کیوں لکھا کرتے؟

پھر یہ چیز مسلم الثبوت مشائخ سے متوارث چلی آ رہی ہے حتیٰ کہ اہلسنت و دیگر طبقوں کے مشترکہ پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما بھی تعویذات لکھا کرتے تھے جو صرف اعداد ہی سے پُر ہوتے تھے۔

ہر حرف کو اس کے عدد کے ساتھ باطنی ربط ہے جسے اہلِ کشف نے دریافت کیا۔ یہ ایسا نہیں کہ کسی نے اٹکل پچو سے اسے بنالیا ہو، یہی وجہ ہے کہ حروف کے اعداد حروف تہجی کی ترتیب سے نہیں بلکہ

اس کی الگ ترتیب ہے جو ابجد (۱،۲،۳،۴)، ہوز (۵،۶،۷)، حطی (۸،۹،۱۰)، کلمن (۲۰،۳۰،۴۰،۵۰)، سعفص (۶۰،۷۰،۸۰،۹۰)، قرشت (۱۰۰،۲۰۰،۳۰۰،۴۰۰)، ثخذ (۵۰۰،۶۰۰،۷۰۰)، ضظغ (۸۰۰،۹۰۰،۱۰۰۰) میں مذکورہ ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰
ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

بلکہ علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ کے ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس ﷺ نے بھی ان اعداد کا اعتبار فرمایا۔

آپ الم مقطعات قرآنیہ کی بحث میں لکھتے ہیں:

''یا یہ حروف قوموں کی مدت اور میعاد کی طرف اشارہ ہے، جمل کے حساب سے جیسا کہ اس کو ابو العالیہ نے کہا، اس حدیث سے دلیل دیتے ہوئے کہ یہود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے سورۂ بقرہ کا الم (الف، لام، میم) پڑھ کر سنایا انہوں نے اس کا حساب لگایا اور کہا ہم اس دین میں کیسے داخل ہوں جس کی مدت ۷۱ سال ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے جس پر یہود نے کہا، کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے؟ تو حضور ﷺ نے المص الر، المر پڑھا یہ سن کر یہود نے کہا آپ ﷺ نے ہماری سوچی ہوئی بات کو خلط ملط کر دیا ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس کو لیں۔''

علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا اس ترتیب سے پڑھ کر یہود کو سنانا اور انہوں نے

جو حساب لگایا تھا اس کا ردّ نہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ قوموں کی معیاد بتانے کے لئے ہے۔ (تفسیر بیضاوی علیٰ ھانش شیخ زادہ 66/1 مطبوعہ استنبول)

اس کے تحت شیخ زادہ میں ہے:

حضور ﷺ کا ان فواتح سورہ کا یہود کے سامنے اس ترتیب سے پڑھنا کہ اکثر کو اقل کے بعد پڑھا اور ان کے اس قول کے جواب میں کہ کیا اس کے علاوہ کچھ اور ہے؟ اور ایسے ہی حضور ﷺ کا ان کے استنباط کو مان لینا اور اس پر انکار نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک بھی اس سے اشارہ مدت کی طرف ہے۔ (حاشیہ شیخ زادہ علیٰ البیضاوی 66/1)

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ الم (الف، لام، میم) کے عدد ''۷۱'' عدد ہیں، اگر اعداد کا کوئی اعتبار نہیں تھا تو حضور اقدس ﷺ فرما دیتے کہ تم کیا کہتے ہو؟ حروف کے اعداد کا کوئی اعتبار نہیں یہ کالعدم ہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ نے ترتیب وار دوسرے مقطّعات کی تلاوت فرمائی، وہ بھی اس ترتیب سے کہ پہلے چھوٹے اَعداد پڑھے پھر بڑے اعداد۔

مثلاً المص (الف، میم، صاد) اس کے عدد ''۱۶۱'' ہیں پھر الر (الف، لام، را) جس کے عدد ''۲۳۱'' ہیں پھر المر (الف، میم، را) جس کے عدد ''۲۷۵'' ہیں اور یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے سامنے کوئی بات کہی جائے اور حضور ﷺ اسے ردّ نہ فرمائیں تو حدیث مرفوع ہے اور یہاں صرف سُکوت ہی نہیں بلکہ انہیں الزام دینے کے لئے ترتیب وار مقطّعات کی تلاوت فرمائی۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ حروف کے ان مخصوص اعداد کا اعتبار خود حضور ﷺ سے ثابت ہے اور یہ مُنَزَّلُ مِنَ اللّٰہِ بھی ہے۔

نیز ملا عبد الحکیم خیالی لکھتے ہیں:

ان امور سے مقصود ان کے مسمیات کے اعتبار سے کچھ قوموں کے بقاء کی مدت اور امور کی میعاد کی طرف اشارہ ہے جوفی نے کہا کہ آیۃ کریمہ ''الم غلبت الروم'' سے بعض ائمہ نے یہ استخراج فرمایا کہ بیت المقدس مسلمان ۵۸۳ھ میں فتح کریں گے، جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ سہیلی نے کہا،

ہوسکتا ہے ان حروف کے عدد جو سورتوں کے اوائل میں ہیں، اس امت کی بقاء کی مدت کے اشارے کے لئے ہیں۔

البدایۃ والنھایۃ (جلد 12/ ص 326) میں ہے کہ اس استخراج کو سب سے پہلے علامہ ابو الحکم ابن برجان اندلسی نے 522ھ کے حدود میں ذکر کیا۔

حاصل یہ نکلا کہ جمل کے حساب سے لے کر خلف تک، اس کا اعتبار رہا ہے۔ مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے سراسر غلط ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے، ہندی یا سنسکرت میں یہ طریقہ رائج ہے نہ ان کے حروف تہجی کے مطابق ہے۔

غور کیجئے جمل کے حساب سے جو گنتیاں ہیں وہ 28 ہیں اور عربی حروف تہجی بھی 28 ہیں اور سنسکرت کے حروف تہجی 37 ہیں جس میں سرے سے الف ہے ہی نہیں، الف کو یہ شبد (حرف) نہیں مانتے، ماترا مانتے ہیں، جب کہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف ہے جس کا عدد ایک ہے۔ نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں غائب ہیں مثلاً ثا، حا، خا، ذال، صاد، ضاد، طا، ظا، عین، غین، فا اور قاف۔

اور بہت سے ایسے حروف سنسکرت کے حروف تہجی میں ہیں، جو جمل میں نہیں مثلاً بھ، پ، پھ، ٹ، ٹھ، جھ، چھ، دھا، ڈھا، کھا، گ، گھا وغیرہ۔ جمل کا حساب عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے، دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ ۷۸۶ ہری کرشنا کے بھی عدد ہیں، فریب دینا ہے۔ اعداد کی مطابقت سے کچھ نہیں ہوتا جس زبان میں اور جس زبان کے کلمات کے لئے ان اعداد کا اعتبار رسول اللہ ﷺ نے اور اسلاف نے فرمایا، وہ صرف عربی ہے۔ اس لئے صرف عربی کلمات کے جو اعداد ہیں ان کا اعتبار ہے۔ اس سے بھی قطع نظر اعتبار ان حروف کا ہوتا ہے جو لکھے جائیں، خواہ پڑھے جائیں اگر کچھ الفاظ پڑھے جا رہے ہیں مگر لکھے نہیں جا رہے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

مثلاً اسم جلالت ''اللہ'' کے اعداد ''66'' ہیں حالانکہ جب لام کے بعد الف پڑھا جا رہا ہے تو ''67'' ہونا چاہیے مگر چونکہ درمیانی الف لکھا نہیں جاتا، اس لئے اس کا حساب جمل میں اعتبار نہیں۔

نیز اسم کریم ''الرحمٰن'' کے اعداد ''329'' ہیں حالانکہ لام پڑھا نہیں جاتا مگر لکھا جاتا ہے اس لئے اس کے عدد اس کے اعتبار ہے اور درمیانی الف پڑھا جاتا ہے مگر چونکہ لکھا نہیں جاتا اس لئے اس کا اعتبار نہیں چنانچہ جمل کے حساب سے ناواقفی کی وجہ سے مفتی صاحب کو یہ دھوکا لگا اور انہوں نے کہہ دیا بسم اللہ شریف کے اعداد ۷۸۶ نہیں۔ جمل کے قاعدے کی رو سے ہری کرشنا کے اعداد ۷۸۶ ہرگز نہیں اس لئے کہ اعتبار اسی رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ب	س	م	ا	ل	ل	ہ	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	
2	60	40	1	30	30	5	1	60	200	8	40	50	1	30	200	8	10	40	786=

ہری کرشنا سنسکرت کا لفظ ہے سنسکرت میں اسے یوں لکھتے ہیں اس میں حروف یہ ہیں اب آپ خود جوڑیئے کو ''ہ'' مانئے اس کے عدد 5 ''ر'' کے 200 ''ی'' کے 10 ''ک'' کے 20 ''ر'' کے 200 ''ش'' کے 300 ''ن'' کے 50 ''ا'' کے 1 اور اس کے مماثل ابجد میں کوئی حرف نہیں کو زبردستی ''ش'' مان کر اور کو ''ن'' مان کر ۷۸۶ پورا کرنا جمل کے حساب سے خارج ہے اور مخالفین کی شرارت، نہ یہ لفظ اردو کا ہے اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا۔ جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم ہے۔ اور اس لحاظ سے ہری کرشنا سنسکرت کے اعداد ۷۸۶ نہیں بلکہ ۴۳۶ ہیں۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ مسلمان خطوط کے سرنامے پر ۷۸۶ لکھتے ہیں تو اسے فرض جانتے ہیں نہ واجب وسنّت، بلکہ مستحسن اور استحسان کے لئے یہی کافی ہے کہ امت کے مستند علماء اور مشائخ کا اس پر عمل ہے اس کے لئے نہ قرآن سے ثبوت کی حاجت ہے اور نہ حدیث سے، صرف یہی کافی ہے کہ قرآن وحدیث میں اس سے ممانعت نہیں اور امت کے عوام وخواص کا اس پر عمل ہے۔

(حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے فتویٰ سے مستفاد)

سرکارِ اعظم ﷺ کی نمازِ جنازہ

مسئلہ: سرکارِ اعظم ﷺ کے جنازہ کی نماز اس معروف طریقہ سے نہیں پڑھی گئی جس طرح ایک عام مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور آپ ﷺ پر درود پڑھ کر چلے جاتے۔ بعض احادیث اس کی تائید کرتی ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے یہ فرمادیا تھا کہ ''میرا جنازہ تیار کرکے رکھ دینا سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام جماعتِ ملائکہ کے ساتھ حاضر ہوکر درود وسلام عرض کریں گے اس کے بعد مسلمانوں کے گروہ ایسا ہی کریں۔''

چنانچہ انسانوں میں سب سے پہلے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہوکر درود وسلام عرض کیا اس کے بعد لوگ آتے رہے اور صف بستہ ہوکر ایسا ہی کرتے رہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

نامِ مصطفیٰ ﷺ کو نعلِ مبارکہ کے عکس پر لکھنا

مسئلہ: کسی چیز کا عکس اصل شئے کا حکم نہیں رکھتا اور کسی شئے کے نقشے پر اصل چیز کے احکام نہیں ہوتے ہیں اگر نقشے پر اصل شئے کے احکام ہوں تو لوگ کعبہ کے نقشہ کا طواف بھی کرلیا کریں جو درست نہیں اسی طرح نعل پاک کا نقشہ، اصل نعل نہیں ہے لہٰذا اس پر نام مصطفیٰ ﷺ لکھنے میں حرج نہیں۔ (وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

ڈیٹول کے صابن سے نہانا

مسئلہ: عام صابن یا ڈیٹول کے صابن سے نہانے کے بعد سارے پانی سے جسم کو پاک کرلینا چاہیے اس لئے کہ صابن میں چربی استعمال ہوتی ہے معلوم نہیں کہ وہ چربی کس جانور کی ہوتی ہے لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ پانی کے ساتھ صابن کو جسم سے خوب دور کرنے کے بعد بھی صاف پانی پورے جسم پر بہایا جائے تو غُسل ہوجائے گا اور اس طرح بدبو بھی دور ہوجائے گی بہتر یہ ہے کہ کوئی ایسی دوا استعمال کی جائے جس میں مذکورہ خرابی نہ ہو اسی طرح ہر وہ چیز جس میں اسپرٹ یا کوئی دوسری ناپاک چیز ملی ہوئی ہو تو اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر ٹھیک کرنے کا حکم

مسئلہ: ٹی وی، وی سی آر، وی سی پی وغیرہ یہ سب آلات کے قبیل (قسم) سے ہیں ان کے جائز وناجائز ہونے کا حکم فی نفسہ ان پر نہیں بلکہ ان کے استعمال پر ہوتا ہے ان کا جیسا استعمال ہوگا ویسا ہی حکم ہوگا لہٰذا ان کی مرمت کرکے روزی کمانا جائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ)

خالی کیسٹ اور ویڈیو کیسٹ کی خرید وفروخت

مسئلہ: کیسٹ صرف غلط کاموں میں ہی نہیں بلکہ اچھے کاموں میں بھی استعمال ہوتی ہے لہٰذا کیسٹ منگانے بیچنے میں کوئی حرج نہیں استعمال کرنے والا جس جگہ استعمال کرے گا وہ اسکا ذمہ دار ہوگا۔ (وقار الفتاویٰ)

پیلے جوتے کا پہننا

مسئلہ: زرد (پیلے) جوتے پہننا اچھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔ (نظام شریعت)

کالے جوتے کا پہننا

مسئلہ: کالے جوتے پہننا اچھا نہیں ہے۔ صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیاہ جوتے پہننے سے منع فرماتے تھے اس لئے کہ اس سے فکر پیدا ہوتی ہے۔ (روح البیان)

منگل کے دن سلائی وغیرہ کے لئے کپڑا قطع نہ کیا جائے

مسئلہ: ملفوظات شریف میں ہے کہ منگل کو سلائی وغیرہ کے لئے کپڑا قطع نہ کریں، جل جانے، ڈوب جانے یا چوری ہوجانے کا خوف ہے۔

اپریل فول کی شرعی حیثیت

اپریل فول سے مراد یکم اپریل کو جھوٹ بولنا پھر کہنا کہ میں تو اپریل فول منا رہا ہوں اس طرح کے

حیلے بہانے سے جھوٹ بولنے کا نام اپریل فول رکھا گیا ہے شریعت کے مطابق یہ سراسر جھوٹ ہے اور جھوٹ کے ساتھ ساتھ دھوکے بازی ہے جھوٹ بول کر دھوکہ دینا سراسر گناہ ہے لہٰذا اپریل فول جھوٹ اور دھوکہ بازی پر مبنی ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

﴿ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت﴾

لڑکی اور لڑکا آپس میں محبت وعشق مجازی کا دن مناتے ہیں اس دن ایک دوسرے کو پھول اور تحائف بھیجتے ہیں چند سال قبل اس دن کو کوئی نہیں جانتا تھا مگر روزنامہ ''جنگ'' اور میڈیا نے اس کو مشہور کروادیا ہے اس دن کو انگریز مناتے ہیں ایک خرابی تو مسلمان لڑکا لڑکی کی تباہی وبربادی اور دوسرا انگریزوں کا طریقہ کار۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس دن کو منانے سے بچنا چاہئے۔

﴿بسنت منانا سخت گناہ ہے﴾

سکھ مؤرخ جناب ڈاکٹر بی۔ ایس نجار نے اپنی کتاب ''پنجاب آخری مغل دور حکومت میں'' ذکر کیا ہے کہ زکریا خان (1707-1759) پنجاب کا گورنر تھا۔

ڈاکٹر لکھتا ہے کہ حقیقت رائے باکھ مل پوری سیالکوٹ کے ایک کھتری کا لڑکا تھا حقیقت رائے نے سرکارِ اعظم ﷺ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بکواس کی اس گستاخی کے جرم میں حقیقت رائے کی گردن ماری گئی۔ بسنت میلہ ہندو قوم اس گستاخِ رسول اور گستاخِ اہلبیت کی یاد میں مناتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس کام سے بچنا چاہیے۔

﴿ایک مسجد کا قرآن دوسری مسجد میں﴾

شہروں میں آج کل یہ مسئلہ کثرت سے پیش آرہا ہے کہ بعض اہم مساجد میں لوگ بڑی تعداد میں قرآن مجید اور اس کے پارے لاکر رکھتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ ہوتے ہیں جبکہ دوسری مسجد میں بالخصوص گاؤں، دیہات، اور قصبات کی مساجد میں ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

دین کے مجموعی مزاج اور فقہی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حالات میں ان مسجدوں سے

دوسری ضرورت مند مسجدوں میں پاروں کی منتقلی میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے:

ان وقف علی المسجد جاز ویقرأ فیه ولا یکون محصوراً علی هذا المسجد وبه عرف حکم نقل کتب الأوقاف من محالها للا نتفاع بها۔ (الدر المختار: ج۳،ص ۳۷۵)

اگر (مصحف) مسجد کردے تو جائز ہے اور اس میں تلاوت کی جائے گی اور وہ اسی مسجد کے لئے مختص نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ وقف کی کتابیں انتفاع (فائدہ اٹھانے) کے لئے اپنی جگہ سے منتقل بھی کی جاسکتی ہیں۔

﴿مساجد میں کیلنڈر﴾

آج کل بعض ایسی تقویمیں شائع کی جاتی ہیں جن میں اوقات نماز، دینی مضامینِ احادیث اور آیات کے جز تحریر کئے جاتے ہیں، اور اس کی طباعت میں اقتصادی سہولت کے لئے تجارتی اشتہار بھی درج کردیئے جاتے ہیں جن کی مقدار دوسرے مضامین کے مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے سوال یہ ہے کہ ایسے کلینڈروں کا مسجدوں میں آویزاں کرنا کیسا ہے؟ جواب یہ ہے کہ جائز ہے اس لئے کہ ان کلینڈروں کا اصل مقصود دعوتِ اشاعت دین ہے۔

﴿ایک مقام سے دوسرے مقام پر مسجد اور اس کے سامان کی منتقلی﴾

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مقام پر مسجد ہوتی ہے لیکن اس کے گرد وپیش جو مسلم آبادی تھی' کسی دوسرے مقام پر منتقل ہوجاتی ہے۔ ہندو پاک کی تقسیم کے موقع پر مختلف علاقوں اور خصوصاً مشرقی پنجاب میں بہت سی مساجد اسی طرح ویران ہوگئیں اور نماز کی ادائیگی تو الگ رہی' مسجدوں کے احترام کا تحفظ بھی دشوار ہوگیا۔ اس سلسلے میں یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جس زمین پر ایک دفعہ بنادی گئی' وہ زمین اور عمارت ہمیشہ کیلئے مسجد بن گئی' اور عام حالات میں یہ بات درست نہیں کہ اس کو مسجد منہدم اور شہید کیا جائے۔ البتہ ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ احترام مسجد کا باقی رکھنا (دشوار) ہوجائے تو جائز ہوگا کہ ایک

مسجد کو شہید کرکے اس کے سامان اور اینٹ وغیرہ سے دوسری مسجد تعمیر کرلی جائے یا دوسری میں استعمال کرلیا جائے اور سعی کی جائے کہ ممکنہ حد تک اس زمین کا جواب بھی از روئے شرع مسجد ہے' احترام باقی رکھا جائے۔

شمس الائمہ حلوانی سے ''ذخیرہ'' میں منقول ہے کہ ان سے ویران مسجد اور حوض کی بابت پوچھا گیا۔ جس کی لوگوں کے منتشر ہوجانے کے باعث ضرورت باقی نہ رہی ہو کہ کیا قاضی اس کی وقف شدہ اشیاء وسامان کسی اور مسجد یا حوض میں صرف کرسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! بالخصوص ہمارے زمانے میں، اسی لئے کہ مسجد اور اس کے علاوہ مسافر خانہ وحوض کے سامان اگر نہ منتقل نہ کئے جائیں تو چور اور ڈاکو اٹھالے جائیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ (ردالمختار: ج۳،ص ۳۷۲)

﴿مسجدوں میں غیر مسلموں کا چندہ﴾

مسجدوں میں غیر مسلموں کا چندہ قبول کرنا درست نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ما کان للمشرکین ان یعمرو مساجداللّٰہ (التوبہ)**

مشہور مفسر خازن نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

عمارت سے کیا مراد ہے۔ اس میں مفسرین کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ عمارت سے تعمیر یعنی مسجد بنانا اور اس کو پختہ کرنا اور مرمت طلب ہونے پر مرمت کرنا وغیرہ مراد ہے لہٰذا کافر کیلئے یہ چیزیں ممنوع ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی مسجد کی تعمیر کی وصیت بھی کرجائے تو اس کی وصیت قبول نہیں ہوگی۔

نیز علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دو شرطوں کے ساتھ مسجدوں میں کافروں کی اعانت قبول کرنا درست ہے، اول یہ کہ وہ ثواب کی نیت سے دے، دوسرے خود اس کے مذہب میں بھی اس کی حیثیت قربت اور ثواب ہی کی ہو، چنانچہ عیسائیوں کا وقف بیت المقدس کیلئے درست ہے کیونکہ وہ بھی مذہب حیثیت سے اس کی اہمیت وعظمت تسلیم کرتے ہیں اور خانہ کعبہ میں لگانا درست نہیں کیونکہ وہ اس کو بیت اللہ نہیں سمجھتے۔

﴿طلاق بذریعہ ٹیلیفون یا ٹیلی گرام﴾

طلاق کے لئے بیوی کی موجودگی ضروری نہیں۔ وہ جس وقت اور جہاں بھی بیوی کی طرف نسبت کر کے طلاق کے الفاظ کہہ دے یا لکھ دے، طلاق واقع ہو جائے گی اس لئے اگر کوئی شخص ٹیلیفون سے یا تار کی وساطت سے طلاق دے دے، تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی، البتہ محض فون کی آواز یا ٹیلی گرام کی تحریر اس کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ دو آوازوں میں کافی مماثلت اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔ تار میں تو خود اس شخص کی تحریر بھی نہیں ہوتی بلکہ ایک تیسرے ہی شخص کی تحریر ہوتی ہے اور اس کا کوئی یقین بھی نہیں ہوتا کہ جس کی طرف یہ تحریر منسوب ہے، واقعی اس کے حکم سے لکھی گئی ہے نہ محکمۂ پوسٹ وٹیلیگراف اس کی تحقیق کرتا ہے کہ جو شخص یہ ٹیلی گرام کر رہا ہے کیا واقعی اس کا ہی نام ہے۔

اس لئے محض فون یا ٹیلی گرام سے طلاق ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر شوہر کا انکار ہو کہ اس نے فون نہیں کیا تھا یا تار نہیں دیا تھا تو اب طلاق واقع نہ ہو گی۔ عورت کے لئے جائز ہو گا کہ وہ اپنا نفس مرد کے حوالے کر دے۔ مرد اگر جھوٹ بول رہا ہے تو عنداللہ سخت گنہگار رہو گا اور زانی قرار پائے گا۔ ہاں اگر مرد کو خود ہی اقرار ہو یا دو مرد ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں جو اس بات کی شہادت دیں کہ انہوں نے خود مرد کو فون کرتے ہوئے دیکھا اور سُنا ہے یا ٹیلی گرام کراتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے تو اب شرعی اصول کے مطابق طلاق ثابت ہو جائے گی۔ (واللہ اعلم)

﴿حُسن کے لئے اعضاء کی سرجری﴾

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جسم اللہ کی امانت اور اس کا پیکر اللہ کی تخلیق کا مظہر ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خود ساختہ تبدیلی درست نہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مصنوعی طور پر بال لگانے خوبصورتی کیلئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کو ناجائز، قابلِ لعنت اور اللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ محض زینت اور فیشن کی غرض سے اس قسم کا کوئی

آپریشن اور جسم میں کوئی تغیر قطعاً درست نہ ہو گا جیسا کہ آج کل ناک پستان وغیرہ کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔

ہاں اگر عام فطرت کے خلاف کوئی عضو زیادہ ہو گیا مثلاً پانچ کی بجائے چھ انگلیاں ہو گئیں تو آپریشن کے ذریعہ ان کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے:

اذا أراد الرجل أن يقطع اصبعاً زائدةً اوشيئاً اٰخران كان الغالب علىٰ من قطع مثل ذالك الهلاك فانه لايفعل وان كان الغالب هو النجاةفهو فى سعة من ذالك.

ترجمہ: جب آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹ دینا چاہے تو اگر غالب امکان اس کے کاٹنے کی وجہ سے ہلاکت کا ہو تو ایسا نہ کرے، اور اگر غالب امکان بچ جانے کا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔ (الفتاوی الہندیہ: ج۱۴، ص۱۱۴)

حدیث شریف میں ہے کہ: **لَعَنَ الرَّسُوْل ﷺ الوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْوَاشِرَةَ وَالْمُسْتَوْشِرَةَ**۔

رسول اللہ ﷺ نے گودنے اور گودوانے والی نیز دانتوں کو نوکدار بنانے اور بنوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ (مسلم شریف)

دانتوں کے درمیان تھوڑے فاصلے کو حسن سمجھا جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے خواتین مصنوعی طور پر ایسا کیا کرتی تھیں، اس کی ممانعت کی گئی، روایت میں ہے: **لَعَنَ الْمُتَفَلِّجاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللّٰهِ**۔

حسن وجمال کے لئے دانتوں کے درمیان مصنوعی فاصلہ پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو۔ (بخاری ومسلم)

﴿بالوں کی صفائی کے لئے کریم وغیرہ کا استعمال﴾

آج کل بعض کریم اور صابن خاص اس مقصد کے لئے بنائے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعہ جسم کے فاضل اور غیر ضروری بال صاف کر دیئے جائیں۔ زیر ناف وغیرہ کے بالوں کیلئے استعمال میں کچھ

مضائقہ نہیں۔ اور اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اس مقصد کیلئے چونا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے: **ولو عالج بالنورة فى العانة يجوز۔**

اگر موئے زیر ناف میں چونے سے کام لے تو جائز ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ج۴، ص۱۱۳، کتاب الکراہتہ) اصل مقصود بال کی صفائی ہے نہ کہ اس کے لئے استعمال ہونے والے ذرائع اور سامان۔

﴿گھڑی کس ہاتھ میں باندھی جائے﴾

گھڑی ایک سامان زینت بھی ہے اور ضرورت بھی عہد رسالت ﷺ میں اس کی بہترین نظیر انگوٹھی ہے جس میں زینت کا پہلو بھی موجود تھا اور وہ ضرورت بھی تھی، کہ سلاطین مملکت کو خطوط روانہ کرتے وقت اسی سے مہر لگائی جاتی تھی۔ حضور ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہنی ہے جس کے راوی حضرت انس اور عبداللہ بن جعفر اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج۴، ص۱۱۴)

اور بائیں ہاتھ میں بھی، جس کی روایت حضرت انس اور عبداللہ بن عمر علیہم الرضوان سے منقول ہے۔ (بخاری ومسلم عن انس، ابوداؤد ونسائی عن علی، ابن ماجہ عن عبداللہ بن جعفر علیہم الرضوان)

لہٰذا اس لئے دونوں ہی ہاتھ میں باندھی جا سکتی ہے۔ مگر چونکہ اکثر خیر کی چیزوں میں حضور ﷺ نے دائیں سمت کو ترجیح دی ہے اور گھڑی میں ذریعہ خیر ہے کہ اس سے نماز اور عبادات کے اوقات معلوم ہوتے ہیں اس لئے دائیں ہاتھ میں پہننا زیادہ بہتر ہو گا۔

﴿آپریشن﴾

انسان کا جسم اسلام میں ایک قابل احترام چیز ہے اس کو ادنیٰ سی تکلیف بھی پہنچانا سخت گناہ کا باعث ہے لیکن اگر علاج کے لئے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اجازت ہے:

ولا باس بقطع العضوان وقعت فيه الا كله لئلا تسرى......ولا باس بشق

المثانة اذا كانت فيها حصاة. (فتاویٰ عالمگیری: ج۴،ص۱۱۴)

ترجمہ: اگر جسم کے کسی عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کے نشونما کو روکنے کے لئے عضو کاٹ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں کوئی حرج نہیں۔

محض حسن جمال میں اضافہ کے لئے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی اس لئے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسلام آرائش اور زیبائش کے لئے ان تکلفات کی اجازت نہیں دیتا، اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو تو اس کو الگ کر دینے میں کوئی خطرہ نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جاسکتا ہے:

ترجمہ: جب آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا حصہ کاٹنا چاہے تو اگر اس کی وجہ سے ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور غالب امید بچنے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے۔(فتاوی عالمگیری: ج ۴، ص۱۱۴)

ووٹ کی شرعی حیثیت

ووٹ کی مختلف حیثیتیں ہیں۔اس کی مرکزی حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے کہ وہ جس ممبر کو ووٹ دے رہا ہے اس کے بارے میں گواہ ہے کہ اس کو ملک وقوم کے لئے مفید اور خیرخواہ سمجھتا ہے اس کی حیثیت مشورہ کی ہے کہ وہ حکومت اور نظم ونسق کے سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ کون زیادہ بہتر اور ایماندار ذمہ دار ہوسکتا ہے۔اس کی حیثیت سفارش کی ہے کہ وہ اپنے اس امیدوار کے لئے ایک اہم عہدہ اور ذمہ داری کی سفارش کرتا ہے اور اس کی حیثیت وکیل نامزد کرنے کی ہے کہ وہ سیاسی مسائل میں اس کو اپنا وکیل اور نمائندہ نامزد کرتا ہے۔نیز ان سب کے ووٹ کی حیثیت سیاسی بیعت کی ہے کہ ووٹ کے ذریعہ متعلقہ امیدوار کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے سربراہ مملکت کا انتخاب کرے بیعت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہاتھ ہی پر بیعت کی جائے۔چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے دوسندوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان سے بذریعہ مراسلت بیعت کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں اپنی

طرف سے سمع وطاعت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے بچوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔(بخاری عن عبادہ بن صامت وعبداللہ بن عمر بن عبداللہ وعثمان بن عفان، کتاب الاحکام)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات کافی ہے کہ امیر کسی کو بیعت کے لئے وکیل بنائے یا بیعت کرنے والا کسی کو بطور وکیل بھیجے کہ وہ اس کی طرف سے اظہار وفاداری کرے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے بیعت لینے کا حکم فرمایا تھا۔(بخاری، باب بیعت النساء)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حق رائے دہی کے استعمال کی حیثیت بڑی نازک اور اہم ہے ایک شخص کو غیر مفید سمجھنے کے باوجود اس کو ووٹ دینا شہادت زور، جھوٹا مشورہ، غلط سفارش اور متعدد گناہوں کا حامل ہے۔

مکرر ووٹ دینا، دھوکہ دینا اور سخت گناہ کا باعث ہے اسی طرح حق رائے دہی کی جو عمر متعین ہے اس سے کم عمر کے لوگوں کا ووٹ دینا بھی جائز نہیں ہے اس کا اندازہ بعض روایات سے بھی ہوتا ہے۔

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ ان کو بیعت فرما لیجئے، اس وقت وہ کم سن تھے حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دی (صحیح بخاری)

چونکہ وہ بالغ نہیں ہوئے تھے اس لئے آپ ﷺ نے بیعت نہیں لی۔صرف دست شفقت پھیرنے پر اکتفا کیا۔

بھوک ہڑتال

اپنی ناراضگی کا اظہار اور تنقید کا ایک طریقہ بھوک ہڑتال بھی ہے جس میں انسان بھوکا رہ کر اپنے آپ کو ناراض ظاہر کرتا ہے اور احتجاج کرتا ہے بسا اوقات اس کی جان تک چلے جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔اسلامی نقطہ نظر سے یہ صحیح نہیں ہے، زندگی کے تحفظ کے لئے اور اپنی توانائی کو معمول پر رکھنے کی غرض سے غذا کھانا واجب ہے

کھانے کے چند درجات ہیں اتنا کھانا جس کے ذریعہ جان بچ سکے فرض ہے لہذا اگر کھانا پینا چھوڑ دے یہاں تک کہ مرجائے گا تو وہ گنہگار ہوگا کم کھانے کی ایسی ریاضت جائز نہیں جس سے فرائض کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے۔اگر بھوک لگے اور قدرت کے باوجود نہ کھائے یہاں تک کہ مرجائے تو گنہگار ہوگا۔(الفتاوی الہندیہ ج۴ص۱۰۲،۱۰۳ کتاب الکراہۃ، الکراھۃ فی الاکل)

اسلام اس قسم کے غلو اور افراط کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے ان صحابہ کو بھی منع کر دیا، جو عبادت کی غرض سے مسلسل روزے رکھنا چاہتے تھے اور اس نے احتجاج کا طریقہ بھی واضح کر دیا جسے قرآن وحدیث کی اصطلاح میں نہی عن المنکر کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے جہاں ممکن اور ضرورت ہو قوت کا استعمال کیا جائے ورنہ پرامن طور پر زبان سے کام لیا جائے۔

رجال الغیب

سوال: حضور! کیا رجال الغیب ملائکہ سے ہیں؟

جواب: نہیں، جنوں یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں، آپ نے خیال نہیں کیا ملائکہ پاک ہیں رجال ونساء (مرد وعورت) ہونے سے۔

سوال: رجال الغیب کیوں کہلاتے ہیں؟

جواب: غائب رہتے ہیں اس وجہ سے رجال الغیب کہے جاتے ہیں

سوال: رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں؟

جواب: ہاں یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں البتہ افراد سوائے حضور ﷺ کے اور کسی کے ماتحت نہیں اس واسطے فرد کہلاتے ہیں سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں (الملفوظ حصہ چہارم صفحہ نمبر ۱۲۔۱۳)

مجذوب

سوال: مجاذیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں؟

جواب: ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں ان کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔
(الملفوظ چہارم، صفحہ ۱۲)

﴿دست غیب و کیمیا﴾

سوال: دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: دست غیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضییع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنائی ہو۔

کباسط کفیه الی الماء وماهو ببالغه جیسے کوئی پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہو اور پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔ دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے

ومن یتق اللّٰه یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

اس آیت کریمہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقۃً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی، بدھ کے روز یہاں (بریلی) سے (عرب شریف) کو ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں، روپے عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیٰ حضرت کے بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں صاحب) نے آواز دی! سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں۔

میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس کی تھی (لیکن) یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو (بدھ

کے دن) فوراً منی آرڈر کر دیا۔ (الملفوظ، حصّہ سوم، ص ۱۸)

﴿مرد کا چوٹی رکھنا﴾

سوال: مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض فقیر رکھتے ہیں۔

جواب: حرام ہے، حدیث میں فرمایا:

لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ

''اللہ کی لعنت ہے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔'' (الملفوظ، حصّہ دوم، صفحہ ۱۱۰)

﴿مزارات پر فاتحہ کس طرح پڑھی جائے﴾

سوال: عرض ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

جواب: مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو، اور متوسل آواز میں باادب سلام کرے۔ السلام علیک یا سیّدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف تین بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۃ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے اور نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، صفحہ ۲۱۲)

﴿خودکشی کرنے والے کا شرعی حکم﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ خودکشی کرنے والے کی شریعت میں کیا سزا ہے؟

جوب: خودکشی کرنا حرام ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **من قتل نفسه بحدیدة عذاب بها فی نار جهنم** ''جس نے اپنی جان کو لوہے کی چیز کے ساتھ قتل کیا اسے جہنم کی آگ میں اسی شئے کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔'' (بخاری، ج ۲، ص ۱۲۰، مطبوعہ بیروت)

دوسری حدیث میں ہے، **من قتل نفسه بحدیدة فحدیدته فی یده یتو جاء بها فی بطنه** ''جس نے اپنے نفس کو لوہے کی چیز کے ساتھ ہلاک کیا تو اس کی وہ چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ اسے پیٹ میں مارتا ہوگا۔'' (ترمذی حدیث ۲۰۴۴، مطبوعہ بیروت) یہ حدیث دارمی، بیہقی اور کنز العمال میں بھی ہے، نیز حدیث مبارک ہے **من قتل نفسه بسم قسمه بیده یتحساه فی نار جهنم** ''جس نے اپنے آپ کو زہر کے ساتھ قتل کیا تو وہ زہر جہنم میں اپنے ہاتھ میں لے کر پیتا رہے گا۔ (مسند احمد، ج ۲، ص ۲۵۴ مطبوعہ بیروت) یہ حدیث مبارکہ بالفاظ مختلفہ ترمذی، دارمی، اور بیہقی میں بھی ہے نیز حدیث مبارکہ میں ہے **من قتل نفسه بشئ عذبه اللّٰه فی نار جهنم** ''جو اپنے آپ کو کسی شئے کے ساتھ قتل کرے اللہ اسے اس شئے کے ساتھ جہنم کی آگ میں عذاب دیتا رہے گا۔ (مسند احمد، ج ۴، ص ۳۳، ۳۴)

یہ حدیث مبارکہ کے الفاظ متقارب فتح الباری، بخاری، بیہقی، ابوعوانہ، الترغیب والترھیب، کنزل العمال، دارمی، طبرانی، مسندِ حمیدی میں بھی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خودکشی کرنا حرام ہے، بلکہ موت کی تمنا کرنے سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: **لایتمن احدکم الموت ولا یدع به من قبل ان یاته انه اذا مات انقطع امله انه لا یزید المومن عمره الا خیرا** ''تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے جب موت آجائے تو امید منقطع ہو جاتی ہے اور مومن کی عمر مومن کے خیر میں اضافہ ہی کرتی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۳۹ بحوالہ مسلم)

تارک جماعت کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس بارے میں کہ ایک شخص فجر کی نماز اکثر گھر میں پڑھتا ہو جب کہ مسجد کی گلی میں گھر ہو اور ہفتے میں ایک دن یا دو دن جماعت میں شامل ہو سمجھانے کے باوجود نہ مانے آیا اس شخص کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ شرعی طور پر آگاہ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔؟

جواب: جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے ایک وقت کی نماز بھی بلا عذر شرعی بے جماعت پڑھنا گناہ ہے اور ترک جماعت کا عادی فاسق ومردود الشہادۃ ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مطلقاً مکروہ تحریمی ہے نوافل ہو یا سنن یا فرائض۔ البتہ اگر عذر شرعی کی بناء پر جماعت سے نماز نہ پڑھے تو جائز ہے مثلاً امام کی قرات درست نہیں یا فاسق معلن ہے یا بد مذہب ہے ایسوں کی وجہ سے اگر جماعت ترک کرے تو گنہگار نہیں بلکہ ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت میں گنہگار ہوگا۔

بچوں کی صف کہاں بنائی جائے

سوال: چند ضروری مسائل درپیش ہیں امید ہے کہ ہر ایک کا الگ الگ جواب دے کر ممنون فرمائیں گے؟

(۱) چھوٹے نابالغ بچوں کو صف میں کھڑا کر کے نماز باجماعت میں کوئی کراہت تو نہیں۔ اگرچہ بچے صف کے درمیان میں ہوں۔

(۲) معذور شخص کرسی پر بیٹھ کر نماز باجماعت میں شریک ہو تو کیا ایسا شخص درمیان صف میں کرسی سمیت بیٹھ کر نماز باجماعت ادا کر سکتا ہے اس سے جماعت میں کسی طرح کوئی کراہت تو نہیں؟

(۳) انتہائی متقی پرہیزگار شخص اگر نماز باجماعت کے وقت ہی آئے تو کیا اس کے لئے جماعت میں تاخیر ہو سکتی ہے تاکہ سنتیں پڑھ لے یعنی ظہر کی سنتیں اس سے جماعت پر کسی قسم کی کراہت تو نہیں۔

جواب: بچے دو طرح کے ہیں (۱) نابالغ ناسمجھ (۲) نابالغ سمجھدار ان میں سے ناسمجھ کی نماز

اصلاً ہوتی ہی نہیں جب کہ سمجھدار والے کی نماز قطعاً درست ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''فان صلوۃ الصبی الممیز الذی یعقل الصلوۃ صحیحۃ قطعا''. بیشک تمیز رکھنے والے نماز کو سمجھنے والے بچے کی نماز قطعاً صحیح ہے۔ بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے ہیں اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہ محض جہالت ہے اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہے تو مرد کی نماز نہ ہوگی غلط وخطا ہے جس کی کچھ اصل نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۸، مطبوعہ کراچی) لہٰذا اگر صف میں سمجھدار بچے کھڑے ہیں تو جماعت میں کوئی کراہت نہیں اور اگر ناسمجھ ہیں تو ان کی وجہ سے قطعِ صف لازم آئے گا لہٰذا انہیں ہٹانے کا حکم ہے۔ سمجھدار بچوں کی صف کا بالغوں کی صف کے پیچھے کھڑے ہونے کا حکم وجوبی نہیں چنانچہ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: ''یصف الرجال ثم الصبیان'' کا حکم وجوبی نہیں''۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج اص ۳۳۸، مطبوعہ لاہور)

ہاں البتہ سمجھدار بچے نے نماز شروع نہ کی ہو تو اسے بچوں کی صف میں کھڑا کیا جائے۔

(2) جس شخص کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں تو اس کے صف کے درمیان میں ہونے سے صف قطع ہوگی اور یہ حرام وناجائز ہے اور آج کل بہت سے لوگ اپنے آپ کو معزور سمجھ کر کرسی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں ہوتا اس کا لحاظ ضروری ہے۔

(3) امام کو کسی نمازی کے لئے وقت معین سے جماعت کو مؤخر کرنا جائز ہے جب کہ وقت میں وسعت ہو اور مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو چنانچہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے ''درست ہے جب کہ حاضرین پر گراں نہ ہو اور وقت وسیع ہو'' (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۷۶ مطبوعہ کراچی)

غیر عالم کا بیان کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں غیر عالم کا وعظ وتبلیغ کرنا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غیر عالم کا وعظ کرنا حرام ہے۔ اور اسی قسم کے ملفوظات شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب دامت برکاتہم

العالیہ سے بھی منقول ہیں۔ دریافت طلب امر یہ کہ ''دعوتِ اسلامی'' کے بعض اسلامی بھائی جن کو علم دین حاصل کرنے وکتب بینی اور مطالعہ کرنے کا بالکل شوق نہیں لیکن وہ وعظ وبیان کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کا وعظ سننا کیسا ہے؟

جواب: غیر عالم اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے مستند علماء اہلسنّت کی کتابوں سے لوگوں کو تبلیغ کرے تو اس میں حرج نہیں جیسا کہ امام ابنِ حجر علیہ الرحمہ نے ایک سوال (غیر عالم کے واعظ کہنے سے متعلق) کے جواب میں فرمایا چنانچہ الفتاوٰی الحدیثیہ صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی پر درج ہے کہ:

غیر عالم کا واعظ

غیر عالم کا وعظ اگر آیات ترغیب اور ترہیب اور اسی طرح کی آیات اور ان سے متعلق احادیث کے بارے میں ہو اور ان کی تفسیر میں وہی کہے جو ائمہ نے فرمایا ہے تو جائز ہے اگرچہ کہ وہ نحو وغیرہ نہ جانتا ہو کیونکہ اسکی حیثیت علماء کا کلام نقل کرنے والے کی سہی ہے اور علماء کا کلام نقل کر کے لوگوں تک پہنچانے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ عالم ہو ہاں عدالت شرط ہے اور یہ کہ اپنی رائے اور سمجھ سے کوئی چیز بیان نہ کرے یہی مضمون فتاویٰ رضویہ شریف جلد دہم نصف آخر، ص ۳۰۶ پر ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ

سوال: سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے ایک خاص تناسب سے ماہانہ رقم وضع ہوتی ہے۔ یہ اقدام حکومت بالجبر کرتی ہے، ملازمین اس سلسلے میں خود مختار نہیں ہیں پھر مدت ملازمت کی تکمیل پر یہ رقم دوگنا کر کے واپس کر دی جاتی ہے۔ اگر درمیان میں ملازمین اس میں سے کچھ رقم نکالنا چاہیں تو وہ بطور قرض دی جاتی ہے، پھر وہ رقم اس طرح وصول کی جا سکتی ہے کہ اس سے اس پر سود بھی لیا جاتا ہے اور یہ رقم جو بطور سود لی جاتی ہے حکومت خود نہیں رکھتی بلکہ ملازمین ہی کو نفع کی صورت میں لوٹا دی جاتی ہے .....سوال یہ ہے کہ اس فاضل رقم کا شمار کیا سود میں ہوگا؟

جواب: علماء کا خیال ہے کہ یہ سود نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے ایک طرح کا انعام ہے اس لئے اس کا لینا جائز ہی ہوگا۔ اسی طرح خود اپنی رقم میں سے لینے والے قرض پر جو منافع لیا جاتا ہے گو کہ اس کو سود کا نام دے دیا جاتا ہے مگر وہ بھی سود نہ ہوگا اس لئے کہ وہ رقم پھر دینے والے ہی کی طرف لوٹ جاتی ہے اور سود وہ ہے جو قرض دینے والا خود لے۔

اب اصل رقم تو خود اس ملازم کی ہے اس لئے اگر اس کا انتقال ہو گیا تو تمام ورثاء میں تقسیم عمل میں آئے گی حکومت کی طرف سے ملنے والا اضافہ خود اس کی طرف سے اعانت ہے لہذا وہ ورثاء میں جس کے نام جاری کرے تنہا وہی اس کا حقدار ہے۔ واللہ اعلم

﴿بینک کا سود﴾

بینک میں روپیہ جمع کرنے کے بعد مخصوص تناسب سے اس پر جو نفع ملتا ہے وہ سود ہے اس لئے کہ بینک کی حیثیت مقروض کی ہے اور اس پر نفع حاصل کرنے کی ہوگئی۔ یہ نفع گویا اس مدت اور مہلت کے بدلے میں ہے جو سرمایہ دار نے بینک میں روپیہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں دے رکھی ہے اور یہی سود کی قسم وہ ہے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں رائج تھی۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

جاننا چاہیے کہ سود کی دو قسمیں ہیں ایک ربانسیہ دوسرا ربا فضل، ربا نسیہ ہی ایام جاہلیت میں زیادہ مشہور و مروج تھا۔ اس کی صورت یہ تھی لوگ مال دیا کرتے تھے اس شرط پر کہ وہ ہر مال پر ایک متعین مقدار لے لیا کریں گے اور اصل سرمایہ باقی رہے گا پھر جب قرض کی مدت مکمل ہو جاتی تو وہ مقروض کا مطالبہ کرتے پھر اگر اس کے لئے ادائیگی دشوار ہوتی تو مدت میں اضافہ کے ساتھ اپنے قرض کی رقم میں بھی اضافہ کر دیتے یہی وہ سود ہے جس کا لوگ ایام جاہلیت میں معاملہ کیا کرتے تھے اس طرح یہ بات صاف ہو گئی کہ بینک سے حاصل ہونے والا اس قسم کا نفع اپنی اصل کے لحاظ سے سود ہے۔ (ردالمحتار جلد چہارم ص ۱۸۸)

اب سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی یہی حکم ہوگا جہاں کہ اسلامی حکومت نہیں ہے یا یہ صرف ان ملکوں کے لیے ہے جہاں اسلامی حکومت ہو؟

تو ابتداء میں بعض علماء ہندوستان میں اس کو سود نہیں مانتے تھے اس لیے کہ یہ دارالاسلام نہیں دارالحرب ہے اور دارالحرب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہاں غیر مسلموں سے سود لینا درست ہے۔

مگر تقریباً تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بینک کا سود بھی سود ہی ہے اور اس لیے اس کا اپنی ذات کے لیئے استعمال حرام ہے یہ استدلال دو وجوہ سے غلط ہے اول تو اس لئے کہ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رضی اللہ عنہ کی رائے تھی امام یوسف رضی اللہ عنہ اور جمہور فقہاء کی رائے اس کے خلاف ہے اور مختلف دلائل کے علاوہ جو ان کے مسلک کو سب سے قوی بنا دیتی ہے یہ حقیقت ہے کہ رسول ﷺ نے جس وقت سود کے خاتمہ کا اعلان فرمایا تھا اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کے سودی کاروبار کا بڑا حصہ کافروں سے متعلق تھا مگر ہر قسم کے سود بیک قلم منسوخ کر دیئے گئے اور ایسا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ دوسرے فقہاء نے جن سے سود لینے کی اجازت دی ہے وہ دراصل دارالحرب کے باشندے ہیں جو مسلمانوں سے برسر جنگ اور آمادۂ پیکار ہوں نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں سے امن و آشتی کا معاہدہ کر رکھا ہو یہی وجہ ہے کہ ذمیوں سے سود لینے کی اجازت نہیں دی گئی کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدۂ امن موجود ہے:

احترزبالحربی عن المسلم الاصلی والذمی لیس للمسلم ان یر ابی معه اتفاقاً۔ حربی کی قید سے مسلم (دارالاسلام کا مسلمان) اور ذمی سے احتراز کیا کہ مسلمانوں کے لئے بالاتفاق ان سے سود لینا جائز نہیں۔ (ردالمحتار ص ۱۸۸، ج ۴)

ہندوستان کا حکم بھی یہی ہے کہ چونکہ یہاں قانونی اعتبار سے مسلمان محفوظ ہیں اور ان کو مذہبی آزادی حاصل ہے اس لئے کہ اس کی حیثیت دارالحرب کی نہیں ہے بلکہ دارالامن یا دارالمسالہ کی ہے اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے روابط کی بنیاد وہ ہے جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان اہل مکہ اور مسلمانوں کے درمیان تھی۔

البتہ اگر یہ سود کی رقم نکالی نہ جائے اور بینک میں چھوڑ دی جائے تو یہ ایک سودی ادارہ کا مزید تعاون ہوگا اور سودی کاروبار کے فروغ میں اس سے مدد لی جائے گی۔ اس طرح یہ ایک گناہ اور معصیت

کے کام میں تعاون ہوگا جو جائز نہیں ہے۔ اس لئے رقم کو نکال لینا چاہیے۔ البتہ اپنی ذات کے لئے بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے، کسی غریب محتاج آدمی کو دے دے یا کسی عام رفاہی کام میں لگا دے اور صدقہ کی نیت بھی نہ کرے کیونکہ حرام مال کو صدقہ کرنے پر وعید اور ممانعت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ چونکہ وہ مال حرام سے بچا اور ایک ضرورت مند تک پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔

﴿بینک کے سُود کے مصارف﴾

بینک کے سود کے سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ اس کو اپنی ذات پر خرچ کیا جا سکتا ہے اور نہ صدقہ میں دیا جا سکتا ہے اپنی ذات پر خرچ کرنے کی صورت یہ بھی ہے کہ وہ کوئی چیز خرید کر اپنی ضروریات پوری کرے اور یہ بھی کہ کوئی ذمہ داری جو اس پر بجا طور پر عائد ہوتی ہے اس میں صرف کر دے۔ صدقہ سے مراد صدقات واجبہ، زکوٰۃ و فطرہ، قربانی و کفارہ وغیرہ بھی ہے اور صدقات، نافلہ و عطایا بھی، کہ کوئی شخص اپنی طرف سے بطور صدقہ کسی کار خیر میں استعمال کرے۔

اس کے علاوہ جو صورتیں ہوں ان میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی ضرورت مند کی انفرادی ضرورت کی تکمیل کسی اجتماعی فائدہ کا کام کر دینا جیسے کنواں کھودنا وغیرہ مسجدوں اور مدارس میں تو یہ رقم نہ لگائی جائے لیکن بیت الخلاء کی تعمیر کی علماء نے اجازت دی ہے۔ اسی طرح جیسا کہ الگ الگ جزئیات آ رہے ہیں، حکومت کے ناروا ٹیکسوں میں بھی یہ رقم دی جا سکتی ہے اور اگر سودی قرضے لئے ہوں تو اس سود کو بھی ادائے گی میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

﴿ٹیکس میں سود کی رقم دینا﴾

ٹیکس جو حکومت عوام سے وصول کرتی ہے وہ دو طرح کے ہیں، بعض منصفانہ ہیں اور خود اسلام میں ان کی گنجائش ہے مثلاً پانی، روشنی، سڑک، ہسپتال، لائبریری اور پارک وغیرہ سہولتوں کے بدلے بلکہ یہ جو ٹیکس لیا کرتی ہے وہ اس کا فائدہ محسوس طور پر ہماری طرف لوٹا دیتی ہے۔ دوسری قسم کے ٹیکس

ایسے ہیں جن کو غیر منصفانہ اور نا واجبی کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً انکم ٹیکس جو بسا اوقات اسّی فیصد تک پہنچ جاتا ہے شرعی اعتبار سے غیر منصفانہ ہونے کے علاوہ واقعہ ہے کہ اس قسم کے ٹیکس غیر معقول بھی ہیں کہ ایک شخص اپنے گاڑھے پسینہ سے جو کچھ حاصل کرے آپ اس کا اسّی فیصد اجتماعی مفاد کے لئے وصول کرلیں۔

پہلی قسم کے ٹیکس میں بینک کی سودی رقم دینا درست نہ ہوگا اس لئے کہ وہاں سود دینا گویا اپنی ذات میں سود کا استعمال ہوگیا اس لئے کہ وہ بھی ان قومی سہولتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور فقہائے کرام نے ایسے ٹیکس کی اجازت دی ہے جیسا کہ ابوالحسن مرغینانی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

فان أريد بهاما يكون بحق ككرى النهر المشترک واجر الحارس والموظف لتجهيز الجيش وفداء الاسارى وغيرها جازت الكفالة بها على الاتفاق.

اگر اس سے وہ ٹیکس مراد ہیں جو جائز اور صحیح ہیں جیسے مشترک نہر کا کھودنا، پولیس کی اجرت، فوج کا انتظام کرنے والوں کی تنخواہ جو سب پر ڈال دی جائے یا قیدیوں کو کافروں کی قید سے چھڑانے کے لئے عطیات تو بالاتفاق ان کی کفالت کی جاسکتی ہے۔ (ہدایہ، ج ۳، ص ۱۰۹)

سُود میں سُود کی ادائیگی

اگر کوئی شخص سودی قرض لینے پر مجبور ہو جائے اور قرض لے لے پھر اس کے پاس بینک سے حاصل ہونے والی سود کی ایک رقم موجود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہی رقم بطور سود ادا کرے۔ اس لئے کہ سود دینا بھی گناہ ہے کیونکہ اس طرح وہ اللہ کے عطا کئے ہوئے مال حلال کو حرام راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص سود ہی کی رقم اس راہ میں دے دیتا ہے تو ایک مال حلال کو بیحرمتی سے بچاتا ہے امید ہے کہ اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔

بینک میں روپیہ جمع رکھنا

بینک میں روپیہ جمع کرنے سے ایک سودی ادارہ کا تعاون ہوتا ہے اور اسے تقویت حاصل ہوتی

ہے۔ گناہ کے کاموں کا ارتکاب ہے گناہ اور مذموم نہیں بلکہ اس میں معاون اور تقویت کا باعث بننا بھی گناہ کی بات ہے۔ اس لئے بلاضرورت بینک میں روپیہ رکھنا مکروہ ہوگا، فقہ کی کتابوں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ فقہاء نے اہل فتنہ سے ہتھیار کی اور ایسے شخص کے ہاتھ ''امرد غلام'' کی فروخت کو مکروہ قرار دیا ہے جو لواطت کا مریض ہو۔

البتہ بینک میں روپیہ رکھنے کا ایک دوسرا رُخ یہ ہے کہ جو لوگ سود سے اجتناب کرتے ہوں ان کی نیت اس سے سودی کاروبار میں تعاون کی نہیں ہوتی بلکہ محض روپیہ کی حفاظت ونگہداشت ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض فقہی نظائر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امرِ معصیت میں تعاون اس وقت گناہ بن جاتا ہے جب وہ اسی نیت سے کیا جائے علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

لا بأس بأن يو اجر المسلم دارأمن الذمى يسكنها فان شرب فيها الخمر أوعبد فيها الصليب أوأُدخل فيها الخنازير لم يلحق للمسلم اثم فى شيئ من ذالکَ.

اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مسلمان اپنا مکان ذمی کو رہائش کے لئے اجرت پر دے اب اگر وہ اس میں شراب پیئے یا صلیب کا پوجے یا سور کو داخل کرے تو مسلمان کو اس کی وجہ سے کوئی گناہ نہ ہوگا۔

اسی طرح میں اگر کسی واقعی ضرورت کی بناء پر رکھا جائے مثلاً یہ کہ صحیح طور پر حفاظت ونگہداشت ہوسکے، املاک کو غبن سے بچایا جائے، کسی خاص ٹیکس سے بچایا جائے، کوئی قانونی ضرورت درپیش ہو تو بینک میں جمع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن بلاضرورت بینک میں رکھنا چاہے سودی ادارہ کا تعاون مقصود نہ ہو، کراہت سے خالی نہ ہوگا۔ اوپر مکان میں شراب نوشی اور صلیب پرستی کا جو جزئیہ مذکور ہوا ہے اس کی نوعیت ذرا مختلف ہے، وہاں مکان فی نفسہ رہائش کے لئے ہے اور پہلے سے علم نہیں ہے کہ کرایہ دار کسی مقصد کے لئے استعمال کرے گا۔ یہاں یہ بات پہلے سے واضح ہے کہ سودی کاروبار میں یہ رقم صرف کی جائے گی۔ واللہ اعلم

قرض کا فروخت کرنا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی ایک رقم کسی کے ہاں باقی ہوتی ہے مثلاً پانچ سو روپے زید کے عمر کے یہاں باقی ہیں۔ زید کسی اور شخص سے پانچ سو ہی میں یا کچھ کم میں فروخت کردیتا ہے، یہ صورتیں ناجائز ہیں۔

پہلی صورت کہ اتنی ہی رقم میں فروخت کرے اس لئے کہ یہ ثمن کو ثمن سے فروخت کرنا ہوا جس کو فقہ کی اصطلاح میں ''بیع صرف'' کہتے ہیں۔ اس میں ضروری ہے کہ طرفین بروقت معاضہ حوالہ کردیں۔

اگر ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو جیسا کہ اس صورت میں ہو رہا ہے تو سود پیدا ہو جائے گا جس کو ''ربا نسیہ'' کہتے ہیں۔

تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اس میں بعض ایسی باتیں بھی شامل ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے اب اس کو جائز نہیں کہا جاسکتا اسلام میں ''شرکت'' کے معاملات اسی وقت درست ہوسکتے ہیں جب وہ نفع ونقصان دونوں میں شرکت کی اساس پر ہو، نفع ہو تو بھی تمام فریق شریک ہوں، نقصان ہو تب بھی سب مل کر گوارا کریں، لیکن یونٹ ٹرسٹ میں حصص کا خریدار نقصان میں شریک نہیں ہوتا بلکہ اس کا اصل سرمایہ بھی بہرحال محفوظ رہے گا۔ اور اس پر حاصل ہونے والا کم سے کم نفع بھی۔ اس طرح کاروبار میں بھی قمار پیدا ہو جاتا ہے جو اسلام کی نظر میں بدترین جرم ہے۔

سُودی حِسابات کی تعلیم

سودی حسابات کی تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ سود کا عمل اور سود کا علم دونوں بلکل جداگانہ چیزیں ہیں۔ سود کے لئے حساب کے جو فارمولے اختیار کئے جاتے ہیں وہ بذاتہ مباح ہیں۔ اس لئے ان کی تعلیم بھی مباح ہی ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ سودی کاروبار پر تنقید کے لئے کبھی ضروری بھی ہو جائے۔ قرآن مجید نے گمراہ قوموں کے عقائد بتائے ہیں۔ سلف صالحین اپنے زمانے کے فرقۂ باطلہ کے عقائد ونظریات اور ان کے دلائل کا تفصیل سے ذکر کرتے رہے ہیں تاکہ ان پر بھرپور نقد ہوسکے۔ یہی حال سود کی فنی تعلیم کا بھی ہوگا۔

اس کی سب سے واضح نظیر سحر کی تعلیم ہے۔ بعض علماء نے سحر کے عمل کو تو گناہ و معصیت قرار دیا ہے مگر اس کو سیکھنے کی اجازت دی ہے۔

انشورنس

انشورنس (INSURANCE) کی صورتوں اور پالیسیوں میں اس قدر تنوع پیدا ہو چکا ہے اور آئے دن اس کی ایسی نئی شکلیں پیدا کی جا رہی ہیں کہ ان سب کا احاطہ دشوار ہے تاہم تقریباً ان تمام میں قدر مشترک یہ ہے کہ انشورنس کمپنی اور انشور کرانے والے کے درمیان ایک مخصوص مدّت کا معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ اس مدّت میں وہ اتنی رقم بالاقساط کمپنی کو ادا کرے گا۔ جن میں ہر قسط اتنے روپے کی ہوگی۔ یہ انشور کبھی انسان کے پورے وجود کا ہوتا ہے کبھی جسم کے کسی خاص حصّہ کا کبھی املاک مثلاً کارخانہ، دوکان، مکان اور گاڑی وغیرہ کا۔ اگر جسم یا اس کے کسی خاص حصّہ کا بیمہ کرایا گیا اور مدّت معاہدہ کی تکمیل سے پہلے ہی اس شخص کا انتقال ہوگیا یا اس کا وہ عضو کسی حادثہ کا شکار ہوگیا تو چاہے اس نے چند ہی قسطیں کیوں نہ دی ہوں۔ اس پوری متعینہ رقم کا حقدار ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر وہ املاک ضائع ہوگئیں تو کمپنی اس کی تلافی کی ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ اور اگر اس نے معاہدہ کے مطابق پوری رقم ادا کردی اور وہ خود یا بیمہ کردہ چیز اور عضو محفوظ رہا تو اب اصل رقم منافع کے ساتھ واپس ملتی ہے۔ جس کو ''بونس'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ان تمام صورتوں میں بنیادی طور پر دو مقاصد پائے جاتے ہیں۔ ایک ربا اور دوسرے قمار ربا تو ہر صورت میں ہے اس لئے کہ اس جمع شدہ رقم کی حیثیت قرض کی ہے اور منافع گویا اس مہلت کا معاوضہ ہے جو قرض کی واپسی کے لئے دی گئی ہے۔ اس کا نام ''ربا'' ہے۔ جو لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سود صرف تجارت ہی میں ہوتا ہے، قرض میں نہیں ہوتا وہ صریح غلطی بلکہ بدترین قسم کی معنوی تحریف میں مبتلا ہیں۔ سلف صالحین کے یہاں تو اتر کی حد تک اس کی صراحت موجود ہے۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ ہم صرف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی رائے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

الربوا هوا لقرض على أن يوء دى اليه أكثر وافضل مما أخذ.

ربا درحقیقت اس شرط کے ساتھ قرض دینا ہے کہ مقروض اس کو اصل میں اضافہ کے ساتھ یا اس سے عمدہ چیز واپس کرے گا۔

اور اگر قبل از وقت موت واقع ہوگئی تو قمار پایا گیا۔ قمار یہ ہے کہ ہر دو جانب سے مال ہو، اور مال کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد کسی ایسی چیز کو بنایا جائے جس کا موجود ہونا اور نہ ہونا مبہم ہو۔ اسی کو فقہاء ''خطر'' اور ''مخاطرہ'' سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسی تمام صورتوں کو جوّا میں شمار کرتے ہیں:

لاخلاف بين أهل العلم فى تحريم القمار وأن المخاطرة من القمار.

اہل علم کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قمار حرام ہے اور خطرہ بھی قمار ہی میں سے ہے۔

یہاں بھی یہی صورت ہے کہ درمیان میں موت یا اس عضو کے ضائع ہونے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے جو نفع متوقع ہے اس کا حاصل ہونا اور نہ ہونا ''خطرہ'' میں ہے کہ اگر یہ چیزیں سلامت رہ گئیں تو یہ نفع حاصل نہ ہو سکے گا اور قمار کے علاوہ چونکہ کم رقم سے کر زیادہ رقم حاصل کی جارہی ہے اس لئے سود بھی ہے۔

1) اس لئے بحالت موجودہ زیادہ صحیح اس کا ناجائز ہی ہونا ہے۔ البتہ فقہ اسلامی میں بعض ایسی بنیادیں موجود ہیں کہ ان کو پیش نظر رکھ کر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ اس کی جائز صورتیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

یہ تو انشورنس کی بعض مشہور اور مروّج صورتوں کا حکم ہے۔ اس کی بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جو شاید جائز اور درست ہوں۔ لیکن اس کے لئے انشورنس کی مختلف اسکیموں کو سمجھنا اور پھر الگ الگ ان کے احکام بیان کرنا ضروری ہے۔

مجبوری کے درجے میں اس کی اجازت ہوگی۔ مثلاً حکومت تجارت یا ملازمت کے لئے انشورنس کا التزام کردے یا جیسا کہ گاڑی وغیرہ کے لئے قانونی طور پر اس کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

انشورنس کی وجہ سے حکومت کے بے جا ناروا ٹیکس میں کمی ہو سکتی ہے یا تجربات سے اندازہ ہوا کہ ملک میں بار بار فسادات کی نوبت آتی ہے جس میں مسلمانوں کو سخت جانی و مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے امید ہے کہ ان حالات میں ایک ضرورت کے بطور انشورنس کرانے کی اجازت ہوگی۔ البتہ اس کے ذریعہ جو زائد رقم حاصل ہوگی اس کو اپنی ذات پر خرچ کرنا درست نہ ہوگا۔

انشورنس سے حاصل ہونے والی سود و قمار کی زائد آمدنی کا وہی حکم ہے جو بینک کے منافع کا ہے اسے کمپنی میں لے لیا جائے لیکن اپنی ذات کے لئے استعمال کرنے کے بجائے غرباء اور ضرورت مندوں کو صدقہ کی نیت کئے بغیر دے دیا جائے حکومت کے ایسے ٹیکس میں بھی دے دیا جاسکتا ہے جو غیر منصفانہ ہو۔

کیا خودکش حملے جائز ہیں؟

سوال: ملک پاکستان میں موجودہ خودکش حملے ہو رہے ہیں، اسکے متعلق قرآن وسنت کا کیا حکم ہے؟ (محمد جاوید، سانگھڑ سندھ)

بعون الملک الوہاب

ہمارا وطن عزیز پاکستان اس وقت جس افسوسناک المیہ سے دوچار ہے، اس نے ہر محبّ وطن کو فکر مند کر رکھا ہے۔ کشت و خون کے اس کھیل کا انجام کیا ہوگا؟ ہر سنجیدہ اور ملک کا درد رکھنے والے ذہن میں یہ سوال گردش کر رہا ہے۔ اس المناک صورتحال کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ قتل ناحق کے اس عمل کو اسلامی جہاد کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ کس نے انہیں عسکری قوت فراہم کی اور کس نے اپنے فتاویٰ سے انکے ذہنوں میں جہاد کا یہ غلط تصور ڈالا؟ یہ بات اب کسی سے پوشیدہ نہیں کہ مفاد پرستوں کا یہ ٹولہ جنہوں نے ملک کو دہشت گردی کی آگ میں جھونک دیا ہے، کس مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہے، یہی وہ گروہ ہے جس نے ماضی میں بھی ایسا ہی گھناؤنا کردار ادا کیا تھا اور امت مسلمہ کے اتحاد کو اپنے مفادات کے بھینٹ چڑھایا تھا۔ تحریک پاکستان کا زمانہ ابھی بہت پرانا نہیں ہوا، ابھی وہ لوگ

بھی بقید حیات ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس مفاد پرست ٹولے کا منافقانہ کردار دیکھا تھا۔ جب مسلمانوں کی متفقہ جدوجہد آزادی سے الگ ہوکر یہ لوگ کانگریس کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علامہ اقبال مرحوم نے کانگریس کی حمایت اور دوقومی نظریئے کی مخالفت کرنے کے سبب ہی اپنے اشعار میں نام لیکر ان کی تردید کی تھی جو انکے منافقانہ کردار پر اہم ثبوت ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ!! ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است چہ بے خبر ز مقام محمد ﷺ عربی ست
بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست
(کلیات اقبال)

عجم ابھی دین کی گہرائی سے واقف نہیں ہیں، دیوبند کے حسین احمد کی طرف سے کتنی عجیب بات ہے کہ برسر منبر اعلان کرتا ہے کہ ملت وطن سے بنتی ہے، کیا محمد عربی ﷺ کے مقام سے وہ بے خبر ہے، اپنے آپ کو دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ کرلو کہ دین یہی ہے، اگر ان تک نہ پہنچے تو پھر گمراہی یہی ہے۔

یہی وہ گروہ ہے جنہوں نے بڑے بڑے چندوں اور مدارس کے نام پر حکومت کے عطا کردہ پلاٹوں کے عوض کم علم لوگوں کو جہاد کا جھانسہ دیا اور اب جب اربابان اقتدار نے ان پر سے ہاتھ اٹھالیا اور عطاؤں کا سلسلہ موقوف کردیا، تو یہ بھی پیچھے ہٹ گئے مگر انکی ترغیب پر جہاد کیلئے تیار ہونے والے اب پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں اور جو کل تک جہاد کے فتوے دیتے تھی، آج نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی کیفیت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ لیکن اسکے برعکس اس ملک کے سواد اعظم، اہل سنت و جماعت جنہیں عرف عام میں بریلوی کہا جاتا ہے، کے کردار کو دیکھیں تو انہوں نے کسی جذبات کی بنیاد پر جہاد کے فتوے نہیں دیئے۔ نہ ہی عوام الناس کو اس طرح جہاد کی ترغیب دی، کیونکہ ڈنڈوں، تلواروں اور کلہاڑیوں کے ساتھ میزائلوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جانا ولا تقوا بایدیکم الی التھلکۃ (البقرہ ۱۹۵) (اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو) کی خلاف ورزی ہے۔

ہماری ذمہ داری تو یہ تھی کہ ہم حکومت وقت کو اپنے مسلمان بھائیوں کی حتی المقدور امداد کرنے پر

مجبور کرتے اور کم از کم اتحادیوں کا حصہ بننے اور انکی اعانت کرنے سے باز رہنے پر زور دیتے۔ لیکن دیوبند کے مفاد پرست علماء نے عوام کے جذبات سے فائدہ اٹھایا اور وطن عزیز کو دہشت گردی کی آگ میں جھونک دیا۔

اس تمہید کے بعد آیئے اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ کون لوگ ہیں جنکو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور قرآن مجید، احادیث اور اقوال علماء کی روشنی میں انکے قتل کا کیا حکم ہے؟ جن لوگوں کو خود کش حملے کا نشانہ بنایا جاتا ہے، وہ یا تو مسلمان ہوتے ہیں یا کافر۔ اب آیئے دیکھیں کہ کسی مسلمان یا مسلم ریاست میں رہنے والے کافر (ذمی) کے قتل کا کیا حکم ہے؟

سورۃ نساء آیت ۹۳: ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاء جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ اعدلہ عذابا عظیما۔

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اسکی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضبناک ہوگا اللہ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کردے گا اور تیار کر رکھا ہے اس نے اسکے لئے بڑا عذاب۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق مومن کو ناحق قتل کرنا شدید ترین جرم ہے اور اگر قتل مومن کو حلال جان کر اسکا ارتکاب کیا جائے تو اسکی سزا ابدی اور دائمی جہنم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کا فنا ہوجانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کے قتل سے کمتر ہے (مشکوۃ المصابیح، کتاب القصاص)

مومن کو ناحق قتل کرنا اس قدر شدید جرم ہے کہ دنیا کا فنا ہونا اسکی بہ نسبت آسان ہے۔ ناحق قتل کے لفظ سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ مومن کا قتل کرنا حق بھی ہوتا ہے تو ایسا ہی ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے قتل مومن کے جائز ہونے کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

1- قاتل مومن کہ قصاصا اسے قتل کیا جائے۔
2- شادی شدہ زانی کہ اسے رجم کیا جائے۔

3- مرتد کہ اسکی سزا بھی قتل ہے۔

مگر یاد رہے کہ ان جرائم کے ارتکاب پر سزا کا نفاذ حاکم وقت کی ذمہ داری ہے۔ عام شخص کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حدود کا نفاذ کرتا پھرے۔ وہ لوگ جنہیں قتل کیا جائے گا، اگر وہ کافر ہوں تو وہ ذمی کافر ہوں گے کیونکہ وہ اسلامی ریاست میں رہتے ہیں اور ایسا کافر جو کسی اسلامی ریاست میں معاہدے کے تحت رہتا ہو، ذمی کہلاتا ہے۔

علامہ مفتی منیب الرحمٰن فرماتے ہیں: پاکستان میں رہنے والے ایسی تمام پابند آئین وقانون غیر مسلم (جو پاکستان کے مستقل شہری ہیں، یا بذریعہ ویزہ آنے کی وجہ سے قانونی طور پر حکومت پاکستان کی امان میں ہیں اور جنہوں نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کیا، جس سے وہ مباح الدم ہوگئے ہوں) کی جان و مال بھی محفوظ ہے اور انکو کسی وجہ شرعی کے بغیر حلال جان کر یا کار ثواب سمجھ کر ناحق قتل کرنا حرام ہے اور شدید ترین گناہ ہے۔ (تفہیم المسائل جلد ۳ ص ۴۸۸)

نعت خوانی میں دف کا استعمال کیسا؟

سوال: آجکل بعض نعت خواں دف کے ساتھ نعتیں پڑھتے ہیں اور بعض نعت خوانی میں دف کے پس پردہ ایک جھنکار کی سی آواز آتی ہے، کیا اس طرح نعت شریف پڑھنا جائز ہے؟

بعون الملک الوھاب

آجکل بعض نعت خواں حضرات نے نعت میں ایک نیا رجحان شامل کیا ہے کہ نعت کے ساتھ قواعد موسیقی پر دف بجائی جاتی ہے۔ دف کی تھاپ پر اس طرح نعت پڑھنے کو اگرچہ بعض لوگ پسند کرتے ہیں لیکن اسکے جواز کیلئے سند نہیں بن سکتی بلکہ کسی چیز کے جواز اور عدم جواز کا مدار شریعت مطہرہ کے احکامات پر ہے۔ آیئے اس پر غور کرتے ہیں کہ شریعت میں دف بجانے کی اجازت کن مواقع پر اور کن شرائط کے ساتھ دی گئی ہے۔ احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ نکاح، عید اور دیگر مواقع سرور پر تھوڑی دیر کیلئے دف بجانے کی رخصت ہے۔

﴿امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں﴾

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں گیا۔ وہاں بچیاں گا رہی تھیں۔ میں نے کہا آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی ہیں اور آپکے سامنے یہ کیا کیا جا رہا ہے؟ انہوں نے کہا تم چاہو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو، چاہے چلے جاؤ۔ ہمیں شادی کے موقع پر لہو کی اجازت دی گئی ہے۔ (سنن نسائی بحوالہ شرح صحیح مسلم جلد۲ ص ۶۸۴)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ دف بجانے کی رخصت ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رخصت عام نہیں، بلکہ خاص ہے اور مخصوص مواقع پر دف بجانا جائز ہے۔

علامہ سرخسی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں﴾

دف اور طبل کا بجانا مکروہ ہے، اعلام نکاح کے لئے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں اور لہو کے لئے دف بجانا مکروہ ہے۔ (شرح سیر کبیر بحوالہ شرح صحیح مسلم جلد۲ ص ۶۸۵)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں﴾

رسول اللہ ﷺ کے سامنے شادی کے موقع پر دف بجایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دف اور جائز اشعار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے تاکہ اعلانیہ نکاح اور خفیہ زنا میں فرق ہو۔ (نہایہ بحوالہ شرح مسلم ج۲ ص ۶۸۵)

﴿علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں﴾

نکاح میں دف کے ذریعے اعلان سے یہ مراد نہیں ہے کہ حلال اور حرام میں فرق صرف دف کے ذریعے ہوتا ہے، کیونکہ عقلاً گواہوں کے حاضر ہونے سے بھی اعلان حاصل ہو جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اعلان کسی پر مخفی نہ رہے۔ سنت یہ ہے کہ نکاح کا اعلان دف اور حاضرین کی مبارکباد کی آوازوں یا جائز قسم کے اشعار کے نغموں سے کیا جائے۔ صاحب شرح السنہ کہتے ہیں کہ اس حدیث (نکاح میں دف سے اعلان) کا مطلب یہ ہے کہ نکاح میں آواز بلند کی جائے اور لوگوں کے سامنے اسکا

ذکر کیا جائے۔ بعض لوگ اس حدیث سے سماع پر استدلال کرتے ہیں جو آجکل متعارف ہے لیکن یہ استدلال غلط ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۶ ص ۲۱۸)

مذکورہ تفصیل سے یہ بعد واضح ہوگئی کہ مخصوص مواقع پر دف بجانے کی رخصت ہے لیکن یہ رخصت عام نہیں کہ جب چاہیں اور جس طرح چاہیں دف بجائیں اور پھر یہ رخصت بھی مشروط ہے۔ ہمارے فقہاء کرام نے دف بجانے کی رخصت شرائط کو تفصیلا بیان کیا ہے۔

﴿صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں﴾

عید کے دن اور شادی میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں اس میں جھانج نہ ہو اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلام مقصود ہو۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۱۱)

﴿اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں﴾

ہاں شرح مطہرہ نے شادی میں بغرض اعلان نکاح میں صرف دف کی اجازت دی ہے، جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے۔ ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے۔ تال سم کی رعایت نہ ہو، نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناجائز ہیں۔ پھر اسکا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بی بیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی بچیاں باندیاں بجائیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۲۸۱)

مذکورہ تفصیل سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ شریعت مطہرہ نے مخصوص مواقع پر دف بجانے کی رخصت دی ہے لیکن یہ رخصت مشروط ہے اور اگر ان شرائط کی پابندی کی جائے تو دف بجانے کی اجازت ہے۔ لیکن مروجہ نعت کے طریقوں میں دف کو قواعد موسیقی پر بجایا جاتا ہے اور دف کو آلہ موسیقی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا اس طرح دف بجا کر اسکے ساتھ نعت پڑھنا جائز نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سوال نمبر 1: ہمارے رشتہ دار بد مذہب ہوگئے ہیں۔ اس سے کیسا سلوک کیا جائے۔ انکے سکھ دکھ، غمی خوشی اور دعوت میں شریک ہونا کیسا؟ (بنت سلیم خان، ڈیرہ غازی خان)

جواب نمبر 1: دین کے بنیادی عقائد و نظریات اور امت کے اجماعی طریقوں کو ترک کر کے کوئی نئی راہ اختیار کر لینا بغاوت ہے۔ ایسا باغی چونکہ دین کا فہم حاصل کر لینے کے بعد بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسلئے ایسے شخص کے ساتھ شریعت مطہرہ نے معاملات کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کے ساتھ سلام و کلام، نشست و برخاست، اسکی محافل میں شریک ہونے، اسکی نماز جنازہ پڑھنے اور اسکے لئے دعائے مغفرت کرنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ بد مذہب و گمراہ سے قطع تعلق کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی واضح نصوص موجود ہیں۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (سورہ انعام آیت ۶۸)

ترجمہ: تو یاد آئے پر ظالم کے ساتھ نہ بیٹھ۔

ظالمین سے کون لوگ مراد ہیں۔ ملا احمد جیون علیہ الرحمہ اسکی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

القوم الظالمین ہر بدعتی، فاسق اور کافر شامل ہے اور ان سب کے ساتھ بیٹھنا منع ہے (تفسیرات احمدیہ ص ۳۸۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اس امت کے مجوسی، اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو انکی عیادت نہ کرو۔ مر جائیں تو جنازے میں شریک نہ ہو اور اگر ان سے ملاقات ہو تو تم انہیں سلام نہ کرو'' (ابن ماجہ، باب فی القدر)

قرآن، احادیث اور اقوال علماء میں واضح طور پر بد مذہبوں سے ترک تعلق کا حکم دیا گیا ہے۔ البتہ اگر ان سے ترک تعلق میں اضطرار یا فتنہ کا خوف ہو تو ان سے ضرورتاً تعلق رکھنے کی اجازت ہے۔

جیسا کہ سورہ نساء کی آیت ۱۴۰

انک اذا مثلھم کی تفسیر کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ اس پر دال ہے کہ جو کفر پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے اور جو کسی منکر کے مرتکب لوگوں سے اختلاط کرے اگر چہ خود اس منکر کا ارتکاب نہ کرے، گناہ میں ان ہی کی مثل ہے۔

اس دلیل کی بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مثل کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ جب بیٹھنے والا اس بیٹھنے پر راضی ہو اور اگر انکے قول سے راضی نہ ہو مگر کسی مجبوری اور خوف کی وجہ سے بیٹھتا ہو تو حکم یہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر 2: شرعی کاموں میں مختلف علمائے کرام کی مختلف آراء ہوتی ہیں۔ ایسے معاملے میں عوام الناس پریشان ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ کن علماء کرام کی رائے پر عمل کریں؟ (محمد جواد، راولپنڈی)

جواب نمبر 2: ایسے پیش آمدہ مسائل جن کے بارے میں قرآن مجید، احادیث اور دیگر مآخذ شریعت میں حکم موجود نہ ہو تو علماء اجتہاد کے ذریعہ ایسے پیش آمدہ مسائل کا حکم استنباط کرتے ہیں۔ فکر و نظر کا مختلف ہونا بدیہی ہے لہٰذا اجتہادی مسائل میں اختلاف واقع ہو جانا بھی ناگزیر ہے۔ لیکن شارع کی نگاہ میں یہ اختلاف مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔ اجتہاد کے عمل میں علماء کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں اور ان میں کوئی ایک درست اور دیگر یقیناً غلط ہوتی ہیں لیکن اسکے باوجود غلط نتیجے پر پہنچنے والے مجتہد کیلئے بھی اجر لکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

جب حاکم اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرنے میں خطا کرے تو اسکو ایک اجر ملتا ہے۔ (ترمذی)

جب یہ اجتہادی مسائل میں رونما ہونے والے اختلاف مذموم نہیں اور شارع نے اسکی تعریف فرمائی ہے ان اختلافی مسائل میں سے ہر ایک پر عمل کرنا شریعت پر ہی عمل کرنا قرار پائے گا۔

شریعت مطہرہ نے عملی مسائل میں اجتہاد کی گنجائش رکھ کر امت پر رحمت فرمائی ہے کہ انکے عمل کی مختلف صورتیں متعین ہو گئی ہیں۔ لہٰذا عوام الناس ایسے اختلافی مسائل میں جس مسئلہ پر عمل کر لیں عند اللہ ماجور ہوں گے۔ البتہ کسی بھی عالم کی راہ کو اختیار کرتے وقت ذاتی پسند اور نفسانی خواہشات کے

بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر 3: آجکل مارکیٹ میں اسلام دشمن یورپی ممالک کی مصنوعات بے دریغ فروخت ہو رہی ہیں۔ کیا مسلمانوں کیلئے ایسی اشیاء کا فروخت کرنا یا خرید کر استعمال کرنا جائز ہے؟ (بنت سلیم خان، ڈیرہ غازی خان)

جواب نمبر 3: اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجرد معاملات یعنی خرید و فروخت وغیرہ سوائے مرتدین کے ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو اور نہ اسلام و شریعت کو نقصان پہنچتا ہو۔

سورہ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوا کم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم اب تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین o

ترجمہ: اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ انکے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو، بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اس آیت سے کفار کے ساتھ مجرد معاملات کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔

لہٰذا کفار کی تیار کردہ اشیائے صرف کی خرید و فروخت بشروط یقیناً جائز ہے۔ یہاں ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ امت مسلمہ کی فلاح و ترقی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ معاشی طور پر مضبوط ہوں۔ مستحکم معیشت کے بغیر دنیا میں باوقار قوم کا مقام حاصل کر لینا ناممکن ہے۔ اور اسکے لئے بنیادی نقطہ یہ ہے کہ مسلمان باہمی تجارت کو فروغ دیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تمام مسلمان اپنی ضروریات زندگی کی خریداری میں مسلمان کی تیار کردہ اشیاء کو ترجیح دیں اور صرف اعلیٰ معیار کے دعوؤں پر ہی نہ مریں بلکہ ایثار کے جذبے کا بھی مظاہرہ کریں کہ انکی ذات سے انکے مسلمان بھائی کو نفع حاصل ہو اور دوسری

طرف مسلمان تاجر بھی ذاتی نفع ہی کو نصب العین نہ بنالیں تجارت کو اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کا ذریعہ بنائیں۔ جائز نفع بھی کمائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کریں۔ اگر ہم مسلمانوں میں باہمی تعاون کا یہ جذبہ بیدار ہو جائے تو مالک حقیقی ہمیں اسی عظمت رفتہ سے نواز دے جو ہمارے اسلاف کو حاصل تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

(۱) ہر قسم کے نوٹ خواہ ایک ملک کے ہوں یا مختلف ملک کے سب ہی ثمن اصلاحی اور مال متقوم ہیں **کما ھو مصرح فی الفتاویٰ الرضویة مرارا کثیرة و علیه العمل عند علماء العالم قاطبة.**

(۲) ممالک مختلفہ کے کرنسی نوٹ اگر چہ مختلف ناموں سے موسوم ہوں نوع واحد ہیں کہ ان سب کی اصل کاغذ ہے اور اغراض و مقاصد بھی متحد ہیں یعنی قوت خرید، اگر چہ کرنسی نوٹ مالیت میں مختلف ہیں اور یہ اختلاف تقوم کی قلت و کثرت کا ہے نہ کہ نوع کا یہ ایک ملک کے مختلف المالیة کرنسی نوٹ کی طرح ہیں۔

(۳) کرنسی نوٹوں کو دوسرے نوٹوں سے خواہ ایک ملک کے ہوں یا چند ممالک کے (تعین البدلین) کے ساتھ ان پر لکھی ہوئی قیمتوں سے کم و بیش پر بیچ کرنا جائز ہے البتہ ثمنیت کی وجہ سے احد البدلین پر قبضہ ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کے رسالہ "**کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم**" میں ہے:-

"**وتحقیق ذالک ان بیع النوط بالدراهم کالفلوس بها لیس بصرف حتی یجب التقابض فان الصرف بیع ما خلق للثمنیة بما خلق لها کما فسره به البحر والدر و غیرها و معلوم ان النوط والفلوس لیست کذالک وانما عرض لها الثمنیة بالاصطلاح ما دامت تروج والافعروض وبعدم کونه صرفا صرح فی ردالمختار عن البحر عن الذخیرة عن المشائخ فی باب الربا نعم لکونها اثمانا بالرواج لا بد**

من قبض احد الجانبين والاحرم لنهيه صلى الله تعالىٰ عليه واله وسلم عن بيع الكالى بالكالى والمسأ لة منصوص عليها فى مبسوط الامام محمد واعتمده فى المحيط للامام السرخسى والحاوى والبزازية والبحر والنهر و فتاوىٰ الحانوتى والتنوير والهندية وغيرها وهو مفادا كلام الا سبيجابى كما نقله الشامى عن الزين عنه" فتاویٰ رضویہ ۷/۱۴۷، رضا اکیڈمی ممبئی۔

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان بہار شریعت میں فرماتے ہیں

"نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسے سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اسکو خرید یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے اس پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کم و بیش پر بھی نوٹ کا بیچنا بھی جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپے سے ۶۴ پیسے کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں" بہار شریعت ۱۱/ ۲۰۷ بیع صرف کا بیان فاروقیہ بک ڈپو۔

(۴) ایک ملک کی کرنسی نوٹوں کو حوالہ کمپنی کے ذریعہ اجرت پر دوسرے ملک تک اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کے کرنسی نوٹ ادا کئے جائیں یہ منی آرڈر کی طرح تصحیحا للعقد جائز ہے فتاویٰ رضویہ میں حاجت تصحیح عقد کے متعلق ہے۔

"يشير الى الجواب بان الحاجة الى تصحيح العقد تكفى قرينة على ذالک ولا يلزم كون ذالک ناشئا عن نفس ذات العقد كمن باع درهما و دينارين بدرهمين ودينار يحمل على الجواز صرفا للجنس الى خلاف الجنس مع ان نفس ذات العقد لا تابى مقابلة الجنس بالجنس واحتمال الربا كتحققه فما الحامل عليه

الا حاجة التصحيح و كم له من نظير" حاشیہ فتاویٰ رضویہ ۷/۱۶۰ رضا اکیڈمی ممبئی۔

ہدایہ میں ہے

ولنا ان المقابلة المطلقة تحتمل مقابلة الفرد بالفرد كما فى مقبلة الجنس بالجنس وانه طريق متعين لتصحيحه فتحمل عليه تصحيحا لتصرفه وفيه تغيير وصفه لا اصله لانه يبقى موجبه الاصلى وهو ثبوت الملک فى الكل بمقابلة الكل وصار هذا كما اذا باع نصف عبد مشترک بينه وبين غيره ينصرف الى نصيبه تصحيحا لتصرفه بخلاف ما عد من المسائل. (ہدایہ آخیرین ۷۱۰۷ کتاب الصرف)

اس کے تحت فتح القدیر میں امام بن ہمام فرماتے ہیں

"ولكن الاصحاب اقتحموه بناء على اصل اجماعى وهو ان مهما امكن تصحيح تصرف المسلم العاقل يرتكب وله نظائر كثيرة" (فتح القدیر ۶/۲۶۹ کتاب الصرف بیروت)

(۵) حوالہ کمپنی کے ذریعے کسی ملک کی کرنسی دوسرے ملک میں اجارہ پر اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کی کرنسی ادا کی جائے منی آرڈر کی طرح اجارہ ہے جو قرض پر مشتمل ہے۔

(۶) حکومتوں نے رجسٹرڈ بینک اور صرافہ کے حکومت سے مجاز دفاتر ایک ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسیوں کی شکل میں کسی ملک یا شہر سے دوسرے ملک یا شہر تک اجرت و کمیشن پر پہنچاتے ہیں یہ صورت میں بھی آرڈر کی طرح ہے جائز ہے لان قراطيس النوط مختلفة المالية نوع واحد. یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ بینک کا ڈرافٹ صرف ایک رسید ہے نہ کہ ثمن یا مبیع اسی لئے ضائع ہونے کی صورت میں دوسرا ڈرافٹ بینک ادا کرنے پر مجبور ہے۔

(۷) حکومت کی طرف سے غیر منظور شدہ بعض اشخاص اجرت پر کرنسیاں مابین الممالک منتقل کرتے ہیں ایسے دفاتر و اشخاص بعض اوقات قانونی گرفت میں آجاتے ہیں اور انکو دی گئی رقمیں یا قُرق ہوجاتی ہیں یا جرمانہ و رشوت میں خرچ ہوجاتی ہیں اور مرسل الیہ یا محال لہ کو نہیں پہنچتی ہیں۔ ایسے لوگوں

سے اجارہ کے کاروبار میں ضیاع مال و ذلت نفس کا اندیشۂ قوی ہے ایسے لوگوں سے مراسلت رقوم کا اجارہ نہ کیا جائے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

الثانية ان من الصور المباحة ما يكون جرما فى القانون. ففى اقتحامه تعريض النفس للاذى والاذلال وهو لا يجوز التحرز عن مثله وما عدا ذالک مباح سائغ لا حجر فيه. (فتاویٰ رضوی ۷/ ۱۱۵)

(۸) بعض صرافے صرف یہ بتاتے ہیں کہ فلاں کرنسی نوٹ کی ہندوستانی کرنسی ہندوستان میں اتنی دی جائے گی وہ مقدار اجرت ظاہر نہیں کرتے حالانکہ عاقدین میں سے ہر ایک کو یہ معلوم ہے کہ قابل ادا کرنسی اجرت وضع کر کے طے ہو رہی ہے اس صورت مسئلہ میں مرسل پر پر اجرت کی جہالت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے یہ عقد اجارہ جائز ہے فاسد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبدیلیٔ جنس کا شرعی حکم

(۱) موجودہ حالت میں تبدیلیٔ جنس کی کوشش حرام ہے اور اسکا عمل کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور تبدیل جنس کی کوئی ضرورت شرعیہ نہیں ہے نہ حاجت شرعیہ، البتہ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق اگر اسکی دماغی حالت میں اس مریض کیلئے مہلک ہو تو اسکے دماغ کا مناسب علاج کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق آپریشن سے جو جنسی تبدیلی ہوتی ہے وہ شرعاً تبدیلی جنس نہیں۔ اس سائنسی عمل سے پہلے انسان جس جنس میں شمار ہوتا تھا اس سائنسی عمل کے بعد بھی اس جنس میں شمار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مذکورہ بالا فرضی تبدیلیٔ جنس کے بعد بھی اسکے دینی و دنیاوی احکام و معاملات وہی ہوں گے جو پہلے تھے، البتہ ایسے افراد سے معاشرے میں فتنوں کا اندیشۂ قوی ہے اسلئے سد باب فتنہ کیلئے ان پر شرعی پابندیاں عائد کی جائیں، اس قسم کے کسی مصنوعی و جعلی مرد کا کسی عورت یا مصنوعی و جعلی عورت کا کسی مرد سے نکاح ہرگز صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿منیٰ ومزدلفہ کی تحدید وتوسیع کا شرعی حکم﴾

(۱) الف ﴾ منیٰ ومزدلفہ وعرفات کے حدود حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے جس طور پر متعین ہیں ادائے مناسک کیلئے انہیں حدود کا اعتبار ہے جو مناسک سنت ہیں وہ سنت اور جو فرض یا واجب ہیں وہ فرض یا واجب۔

(۲) ب ﴾ ملک العلماء کاسانی علیہ الرحمہ نے بدائع میں وادیٔ محسر کو موقف مزدلفہ میں داخل قرار دیا ہے اور وادیٔ محسر میں وقوف جائز مع الکراہۃ فرمایا ہے۔ جیسا کہ بدائع میں ہے:۔

فيكره النزول فيه ولو وقف به اجزاه مع الكراهة والافضل ان يكون وقوفه خلف الامام على الجبل الذى يقف عليه الامام وهو الجبل الذى يقال له "قزح" لانه روى ان رسول الله ﷺ وقف عليه وقال "خذوا عنى مناسككم" ولانه يكون اقرب الى الامام فيكون افضل. والله تعالىٰ اعلم (بدائع ج۳ ص ۸۹/۸۸)

لیکن امام ابن ہمام وعلامہ شامی نے وادیٔ محسر کو حدود مزدلفہ ومنی دونوں سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر میں ہے:۔

وليس وادى محسر من منى ولا من المزدلفة، فالا ستثناء فى قوله "ومزدلفة كلها موقف الا وادى محسر" منقطع، واعلم ان ظاهر كلام القدورى والهداية وغيرهما فى قولهم "مزدلفة كلها موقف، الا وادى محسر، وكذا عرفة كلها موقف الا بطن عرنة ان المكانين ليسا مكان وقوف، فلو وقف فيهما لا يجزيه كما لو وقف فى منى سواء قلنا ان عرنة و محسرا من عرفة و مزدلفة اولا، وهكذا ظاهر الحديث الذى قدمنا تخريجه وكذا عبارة الاصل من كلام محمد، ووقع فى البدائع! واما مكانه، يعنى الوقوف بمزدلفة فجزء من اجزاء مزدلفة، الا انه لا ينبغى ان ينزل فى وادى محسر، وروىٰ الحديث ثم قال: ولو وقف به اجزاه مع الكراهة، وذكر مثل هذا فى بطن عرنة: اعى قوله الا انه لا ينبغى ان يقف فى بطن عرنة لانه عليه السلام

نهى عن ذالك واخبرانه وادى الشيطان الخ. ولم يصرح فيه بالاجزاء مع الكراهة كما صرح به فى وادى محسر ولا يخفى ان الكلام فيهما واحد، وما ذكره غير مشهور من كلام الاصحاب، بل الذى يقتضية كلامهم عدم الاجزاء، واما الذى يقتضيه النظر ان لم يكن اجماع على عدم اجزاء الوقوف بالمكانين وهو ان عرنة ووادى محسر ان كان من مسمى عرفة والمشعر الحرام يجزى الوقوف بهما، ويكون مكروها لان القاطع اطلق الوقوف بمسما هما مطلقا، وخبر الواحد منعه فى بعضة فقيده، والزيادة عليه بخبر الواحد لا تجوز فيثبت الركن بالوقوف فى مسماهما مطلقا، والوجوب فى كونه فى غير المكانين المستثنين وان لم يكونا من مسما هما لا يجزى اصلا وهو ظاهر والاستثناء منقطع. (فتح القدیر ج۲/۴۹۵۔۴۹۶، برکات رضا)

اورشامی میں ہے ﴾

(قوله الاوادى محسر) بضم الميم وفتح العاء المهملة وكسر السين المهملة المشددة وبالراء، والاستثناء منقطع لانه ليس منى، كما اشار اليه الشارح.

(قوله ليس من منىٰ) صوابه ليس من مزدلفة لانها محل الوقوف، (قوله او ..... عرنة) اى الذى قرب عرفات، كما مر.

(قوله لم يجز) اى لم يصح الاول عن وقوف مزدلفه الواجب ولا الثانى عن وقوف عرفات الركن.

(قوله على المشهور) اى خلافا لما فى البدائع من جوازه فيهما، فتح

(رد المحتار ۲/۱۹۱ مطبع فيض القرآن)

﴾اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی قول آخر پر حکم صادر فرمایا، جیسا کہ

﴿"فتاویٰ رضویہ" میں ہے﴾

جب وادیٔ محسر آ پہنچو ۵۴۵ ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر نہ وہ تیزی کہ جس سے کسی کو ایزا ہو۔

اسکے تحت حاشیہ منہیہ میں ہے۔

اپہ منیٰ، مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج، مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اسکی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے۔ یہاں اصحاب الفیل آ کر ٹھہرے تھے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا اس سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ ۴/۷۱۰، رسالہ انوار البشارہ مطبع رضا اکیڈمی)

سیمینار کے مندوبین بھی اسی پر متفق ہیں۔ عذر نا گزیر کی صورت میں قول بدائع پر عمل کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جن حجاج کے خیمے حدود منیٰ سے باہر ہیں وہ لوگ حدود منیٰ میں اپنی نمازیں گزارنے اور ذکر کیلئے کچھ وقت صرف کرنے پر قادر ہوں تو ایسا ضرور کریں تا کہ بالکلیہ سنت فوت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر وقوف مزدلفہ خاص انہیں حدود میں کیا جو عہد رسالت میں مزدلفہ تھا تو واجب ادا ہو گیا یہ وقوف طلوع فجر سے طلوع شمس تک اس طرح واجب ہے کہ کسی عذر کی بنا پر ترک ہو جائے تو دم واجب نہ ہوگا۔ اعذار کی تفصیل انوار البشارہ و بہار شریعت سے معلوم کی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دسویں ذی الحجہ کی رمی جمرہ عقبہ اور گیارہویں بارہویں کی رمی جمرات ثلثہ واجبات حج سے ہے۔ منیٰ کا قیام لیل ونہار کی شرط وجوب نہیں۔ البتہ اگر تیرہویں کی شب کے کل یا جز میں منیٰ اتنا قیام کیا کہ صبح صادق ہو گئی تو اس دن کی رمی واجب ہے۔ ترک کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے مگر زوال شمس سے قبل مکروہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم